





LIBRARY SUPPORT BY



CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

Masood Faisal Jhandir Library

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِمَا رَزَقْتَ مِنْ خَلْقِکَ وَرَحْمَتِکَ
وَبَرَکَاتِکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِمَا رَزَقْتَ مِنْ خَلْقِکَ وَرَحْمَتِکَ

مَا خَلَقْتَ الْجَنَّ وَالْانْسَ بِأَنْفُسِهِمْ
خَزَعِبَادَتِمْ نَسِيتَ مَقْصُودَهُمْ مِنْهَا

نَسِيتَ خَوْفَ عَنْهُمْ بَرَاءَةَ اَوْلِيَائِهِمْ
اِیْ جَنِّیْنَ وَنَسِيتَ حَقَّ جَلِّ وِعْلَانِهِمْ

کتاب

بَرْزَانِ اُردو بسلسلہ حضرات نقشبندیہ مجتہد رحمۃ اللہ علیہ

جو

شَارِحِ احْکَامِ شَرِیْعَتِ کَاشِفِ نِکَاتِ طَرِیْقَتِ مُصَرِّحِ رُؤُوسِ حَقِیْقَتِ مُفْتَاِحِ اَسْرَارِ

وَمَعِیَارِ صِرَاطِ سَتِیْقِمْ وَضَلَالَتِمْ

یعنی

مَعِیَا السُّلُوْکِ وَدَافِعِ الْاَوْهَامِ وَالشُّكُ

جسکی

ہر سال کی طریقت کو ضرورت ہو اور اپنے حال و قال کے سمجھنے اور سمجھانے میں سہولت کے گویا کتاب ستور العمل والی ہے

جسکو

کشف بردار ازلی ہرنی و ہر ولی محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی چلبوی نے تالیف کیا ہے

طاہر طہال اٹوان

جو

غلام غلام امام الاولیاء و پیشوا کے اصفیاء و رہنما اقیان حضرت سلیم عیشاہ صاحب زچہ ترقی

فہرست مبین کتاب معیار السلوک دافع الایمان والشیو

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۱	فصل ۱: نقصانات صحبت بہ	۶-۱	ویسا چہ
۸۳	فصل ۲: فوائد خاموشی		باب ۱
	باب ۳	۷	فصل ۱: عقائد کے بیان میں
۸۶	فصل ۱: فضائل و ترغیب ذکر، و	۸	فصل ۲: اثبات ولایت میں
	ذمت دنیا	۲۳	فصل ۳: علم باطن فرض ہے
۹۶	فصل ۲: فضائل ذکر خفی	۲۷	فصل ۴: تلاش مرشد میں
۱۰۲	فصل ۳: سلطان الاذکار	۳۲	فصل ۵: اثبات بیعت
۱۰۹	فصل ۴: دائرہ امکان	۳۵	فصل ۶: حقوق پیر و آداب مرید
۱۱۳	فصل ۵: دائرہ ولایت صغریٰ	۴۰	فصل ۷: زوجیت پیر و مرید کے درمیان
۱۳۸	فصل ۶: دائرہ ولایت کبریٰ		باب ۲
۱۴۰	فصل ۷: ولایت علیا	۴۴	فصل ۱: طریقہ نقشبندیہ
	باب ۴	۵۱	فصل ۲: طریقہ نقشبندیہ مجددیہ
۱۴۵	فصل ۱: دائرہ کمالات نبوت	۵۶	فصل ۳: کمالات نقشبندیہ
۱۵۰	فصل ۲: دائرہ کمالات رسالت		فصل ۴: رابطہ مرشد
"	فصل ۳: دائرہ کمالات اولوالعزم		فصل ۵: فوائد صحبت نیک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد بجز اس ذات احد کو جس نے جمیع کائنات کو پیدا کیا اور انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز عطا فرما کر اس کو اپنے اسما و صفات کے عکس سے منور کیا اور ان فی جاعل فی الارض خبیف کا لقب عنایت فرمایا، اور اپنی ذات کو نہاں اور ظل اسما و صفات کو عیاں فرما کر بعض قلوب پر مبین کشف اور بعض کو بواسطہ آئینہ یقین اپنی ذات نہاں کا عارف بنایا، اور کئی ذات میں خلعت حیرت فرما کر اپنا مقرب بنایا

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و ہم ^{وہم} در ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفعہ تمام گشت و پیاں رسید عمر ^{عمر} ما بچناں در اول وصف تو مانده ایم
اور درود نامہ محدود ان سردار انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ اسم پاک ان کا محمد ہے اور ذات
انکی باعث تخلیق اٹھارہ ہزار عالم ہے اور صفت ان کی رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہے، اور
امت انکی خیر الامم اور علماء ان کی امت کے مثل انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور دین ان کا ناسخ
جمیع ظل و ادیان ہے اور تعریف میں ان کی توحید و زبور و انجیل و فرقان ہیں اور ان کے مرتبہ
کی تلاش میں تمام خلق حیران ہے، خدا کی حمد و ثنا کی واسطے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ
وسلم اور آپ کی تعریف کے واسطے خدا کی تعریف کافی ہے، خلق خالق کی اور اس کے حبیب کی کیا

تعریف کر سکتی ہے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا اور انتظارِ حمدانیت محمد چشمِ برداشتِ ثنائیت خدامِ آفرینِ مصطفیٰ بن محمد حامدِ حمدانیت
مناجاتِ اگر بایہاں کرو بیٹے ہم فناء سے تیرا کھنڈ محمد از تو می خواہم خدا الہی از تو حُبِ مصطفیٰ را

اور ہزاروں رحمتِ خدا کی نازل ہوں اُن کے چار یارِ باوقار اور آلِ اطہار اور ازواجِ مطہرات
اور اصحابِ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کہ ہر ایک اُن میں سے آسمانِ ہدایت کے ستارہ ہیں اپنی
ذات و صفات میں اور مقرب ہیں امامِ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے داناہائے تسبیحِ قریب
ہوتے ہیں امام سے۔ زبانِ عاجز ہے اُن کی تعریف میں اور مستلمِ قاصر ہے اُن کے حالات لکھنے
میں اور خیالِ سزگوں ہے اُن کے مرتبہ کی تلاش میں۔ دوست اُن کا دوستِ خدا و رسول ہے
اور دشمن اُن کا دشمنِ خدا و رسول۔ اور اللہ پاک راضی ہو چاروں ائمہ شریعت و طریقت اور جملہ علمائے
حقانی و عرفائے ربانی سے کہ ان بزرگواروں کی محنتوں اور برکتوں سے ہم کو راستہِ خدا کی مرضی
پر چلنے کا ملا ہے اور اُمت پر بڑا احسان ہے ان مبارک ذائقوں کا کہ جس کا حق ہم سے ادا نہیں
ہو سکتا رحمۃ اللہ علیہما اجمعین

اس کتاب کے لکھنے کا سبب

سگِ آستانہ و رگاہِ حضراتِ نقشبندِ مجددیہ محمد ہدایت علی حنفی نقشبندی مجددی عفا اللہ عنہ
عرض کرتا ہے کہ میں نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ سفر میں صرف کیا اور آٹھ نو برس کی عمر سے بغنائتِ خداوند
تعالیٰ شوقِ علمائے ربانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اور کلماتِ شریعت و طریقت سننے کا رہا اور
اکثر بڑے بڑے علماء اور بابرکت درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی صحبت کی برکت سے
عقائدِ حقہ اور اصولِ درویشی کے کان میں پڑے اللہ پاک اُن سے راضی ہو۔ خصوصاً میر مرشدِ خباب

حضرت محمد علی شیرخان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت شریف میں اٹھارہ سال کے قریب مجھ کو اکثر روزمرہ ضرورتوں کا اتفاق ہوا اور ان کی تحقیقات ذاتی اور مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی و تصنیفات حضرت غوث الصمد شیخ عبد القادر جیلانی و حضرت مرزا مظہر جانجانا و قاضی ثناء اللہ پانی پتی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و غلام علی شاہ صاحب غیب ہرم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ان کی زبان مبارک سے سنیں اور دیکھیں جس سے تصوف اور سیرت کے معاملات اپنی حیثیت کے موافق سمجھے۔ اللہ پاک میرے حضرت صاحب کا مرتبہ زیادہ کرے اور جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرمائے حضرت مہر و محضر حال انشاء اللہ آخر کتاب میں لکھو گا۔ اس کتاب کے لکھنے کا یہ سبب ہوا کہ اس زمانہ میں بزرگان دین متقدمین و متاخرین کے خلاف طریقہ درویشی اکثر نام کے درویشوں نے جاری کیا ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سب سے بہترین ذریعہ نجات کا ہے اور اتباع اس کی سب خلق پر فرض ہے اس کو چھوڑ کر خود بھی اور اپنے مریدوں کو بھی چاہے گمراہی میں گر گئے ہیں اور طرح طرح کی بدعتیں اور شرک کی باتیں بتلاتے ہیں بعض اپنا نام بجائے ذکر خدا کے تعلیم کرتے ہیں اور اَلِیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدًا اور وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَاَدْعُوْا بِهَا (تسبیح) کیا اللہ بندہ کو کافی نہیں ہے؛ (تسبیح) اور اللہ کے واسطے اسمائے حسنیٰ ہیں، پس اسکو انہی ناموں سے پکارو! پر نظر نہیں کرتے بعض پیر طواف اور سجدہ کو جو خدا کیلئے مخصوص ہیں اپنے اور مزارات متبرکہ اولیاء اللہ کے لیے جائز ٹھہراتے ہیں۔ بعض پیر اہل قال اہل حال اولیاء کی نقل کر کے "ہمہ دوست" کی تعلیم دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ دوست و دشمن روپیہ اور پیسہ اور ہڑی اور بھلی بات کی پوری تینر کرتے ہیں، لیکن انھوں نے کہ خالق اور مخلوق اور ادا و امر و نواہی میں تینر نہیں کرتے بعض رہنما ہو کر عورتوں کو بے پردہ بیعت کرتے ہیں اور اپنے کو باپ بیان کر کے ہمیشہ کے لئے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے، حالانکہ پیر سے پردہ فرض ہے۔ فرض ترک کر کے سنت بیعت ادا کرنا چاہتے ہیں اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خود عورتوں کو پردہ کا حکم فرمایا اور وقت بیعت

فتح مکہ معظمہ عورتوں سے صرف زبانی اقرار لے کر بیعت فرمایا۔ مگر زمانہ حال کے بعض پیروں کا طریقہ بیعت اس کے خلاف ہے اور اپنے نفس کو مزکی و مصفیٰ خیال کر کے اپنے واسطے از کتاب ممنوعات کو روا سمجھتے ہیں لغو جبالہ۔ مسئلہ جو چیز خدا نے حرام کر دی ہے وہ کسی کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی اور جو حلال ہے وہ حرام نہیں ہو سکتی۔ علماء شریعت و رہنمایان طریقت کا اس پر اتفاق ہے۔ اکثر پیر اپنا بزرگ مرید کے ماں باپ بیوی بچوں کے حق کے مقابلہ میں اپنا حق غالب بیان کر کے لیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کے گھر میں پہلے ہی خرچ کی تکلیف ہر ادا شدہ مسئلہ شرعی ماں باپ بیوی بچوں کی خدمت فرض ہے اور مرشد کی خدمت سنت یا مستحب ہے۔ افسوس ان پیروں پر کہ جو خدمت فرض کو ترک کر کے خود فائدہ ناجائز اٹھائیں اور صدیقیت اُس مرید کی عقل پر کہ جو خدمت فرض کو ترک کر کے خدمت سنت یا مستحب کو ادا کرے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص نماز نوافل پڑھا کرے اور نماز فرض نہ پڑھائے۔ ادا نہ کرے۔ حق بات یہ ہو کہ اگر مرید کے پاس ماں باپ اور اہل و عیال کی خدمت سے زائد بیچ رہے تو پیر اور اُس کے اہل و عیال کی خدمت کر دے اور پیر کے اہل و عیال سے بیچ رہے تو مرید کی خدمت کر دے۔ اگر پیر بیمار ہو تو مرید ہر قسم کی خدمت پیر کی کرے اور اگر مرید بیمار ہو تو اسی طریقہ تھے مرید کی ہر قسم کی خدمت کرے اور یہی طریقہ صحابہ کبار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا صحابہ کیساتھ بلکہ اس سے بھی بالاتر۔ بعض مرشد چنہ خواب کھینے اور سرور و طیف کی وجہ سے مریدوں کو اعلیٰ مقامات پر پہنچنے کی خبر سنا کر اپنا خلیفہ بناتے ہیں باوجودیکہ نہ خود ذکر قلبی رکھتے ہیں نہ مرید اور یہ ذکر قلبی ولایت کا پہلا سبق ہے جیسے قرآن مجید پڑھنے کیلئے الف باتا تا پنچوں کو شروع کراتے ہیں جب ولایت کی الف با سے ہی خبردار نہیں تو ولایت کجارج او خوشین گمست کرار ہری کنڈ کا اپنے آپ کو مصداق بناتے ہیں۔ بعض پیر اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری شفاعت کرینگے حالانکہ خود اپنے جنتی و جہنمی ہونے کی خبر

نہیں ایسے لوگوں کے واسطے حضرت ابو علی شاہ قلندرؒ نے اپنی مثنوی میں خوب فرمایا ہے

میکنی از مکر عالم را مطیع میدہی تسکین منم منہ را شفیع

تو مکر سے دنیا کو اپنا پیرو بنائے ہوئے ہو (اور) تسکین دیتا ہے کہ میں حشر میں بھاری شفا کروں گا

اے محنت نے تو مردی نے تو زن مثل شیطان راہ مرداں را مزن

اے محنت نہ تو مرد ہے، نہ عورت شیطان کی طرح لوگوں کو گمراہ مت کر

بعض علمائے ظاہر کہ جو نور علم باطن سے محروم ہیں، علم باطن کے منکر ہوئے اور اسکی نفی کرنے پر کمر باندھی اور علم طریقت کہ جو مغز شریعت مغز اسلام و مغز ایمان ہے، اُسکو بے اصل سمجھ کر اُس کے مجتہدین و متبعین پر زبان طعن کھولی اور بجائے تعریف کے اُن کی مذمت کو اپنا شیوہ بنالیا اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے مصداق ہو گئے۔

چوں خدا خواہ کہ پردہ کس درو میلش اندر طعن نہ پا کاں برد

جس اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ فاش کرنا چاہتا ہے تو اسکے پس چھ لوگوں کی برائی کر نکا خیال پیدا کر دیتا ہے

جب میں نے دونوں فریقوں کو افراط تفریط میں پایا تو دل میں یہ خیال آیا کہ ایک ایسی کتاب بحادثہ اور عام فہم اردو میں تالیف کی جائے کہ جس سے ہر مسلمان کو فائدہ پہنچے اور وہ علماء اور درویش جو اپنے ذاتی فوائد کے واسطے ناواقف مسلمانوں کے ایمان، مال و عزت کو خراب کرتے ہیں۔

اُن سے مسلمان آگاہ ہو جائیں اور سچے پیر اور مرید کو جو اکثر نفس اور شیطان دھوکہ دیتے ہیں اُس سے بچیں اور اپنے حال و قال کو اس کتاب سے مطابق کریں تاکہ اُن کو کھوٹے کھرے کی تمیز ہو

اسی واسطے میں نے اس کتاب کا نام معیار السلوک و دافع الادھام و الشکوک

رکھا ہے اس میں میں نے سات باب اور ہر باب میں سات فصلیں مقرر کی ہیں اللہ پاک سے

دعا ہے کہ اپنے مقبول بندوں کی وجہ سے اے قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے

اور میری بخشش کا ذریعہ ہو دُعا قبولِ مَنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اٰمِنْ بِحَقِّ طَه
وَلَيْسَ وَتَحِيَّ بَنِيكَ الْكَافِرُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالْهَوَا صَحَابِهِ
وَأَوْلِيَائِهِ أُمَّتُهُ أَجْمَعِينَ هُ

مُنَاجَات

مَنْ چو طفل و حرزِ جانِ مَنْ تُوئی

میں ایک بچے کی طرح ہوں اور میرا محافظ (تو ہی) تو ہی ہے

چو تو بامانی نباشد پیچِ غم

تب بھی اگر تو ہمارے ساتھ ہو تو کچھ پردہ نہیں ہو

کارِ تو غفاری و بخششِ عطا

اور بخش دنیا اور مہربانی سے معاف کر دنیا تیرا کام ہو

مَنْ هُمْ جہلم مرادہ صبر و حلم

میں مجتہم جہا ہوں اپنے فضل سے مجھے صبر و بردباری عطا فرما

مَنْ بخواب و پاسبانِ مَنْ تُوئی

میں خواب غفلت میں ہوں اور میرا تو ہی نگہبان ہے

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم

اگر قدم قدم پر ہزاروں جال نہ کچھ ہوئے ہوں

کارِ ماسہوت و نسیان و خطا

بھول چوک اور قصور کرنا ہمارا کام ہے !

سہو و نسیان را متبدل کن بعلم

یا اللہ میری سہو و نسیان کو علم سے بدل دے

بَابُ اَوَّلُ

فصل اول عقائد بیان میں

خداوند تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یکتا ہے۔ کوئی اُس کی ذات و صفات اور افعال میں کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا، وہ سب کا خالق ہے اور سب اُسکی مخلوق ہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے اور سب اُس کے محکوم ہیں۔ اُس کی مرضی کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا،

ہست سلطانی مسلم مروا ^۱ نیست کس راز ہرہ چون و چرا
اُس کی بادشاہت مانی ہوئی ہے ^۲ کسی اُسکے حکم میں چون و چرا کر نیکی مجال نہیں

سب اُس کی مرضی کے تابع ہیں، جو کچھ فرشتوں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام میں علم و قدرت اور معجزات اور خرق عادات و کمشوفات طے ارض وغیرہ ہیں، پر خدا کی عنایت کی ہوئی ہیں، بذاہ کوئی چیز کسی میں نہیں ما اصابک من حسنة فمن الله (تسبیح) جو کچھ تمہیں نیکی حاصل ہو پس وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے) اس کی مصداق ہے، سب خلق حادث ہے اور خداوند تعالیٰ قدیم اور تمام نقصانات سے پاک ہو۔ اور جو کچھ قرآن پاک اور احادیث شریفہ سے ثابت ہے اُس پر ایمان لانا واجب ہے۔ خداوند تعالیٰ کے مرتبہ کے بعد تمام خلق میں جمیع ذات و صفات حمیدہ میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بہترین ہیں۔ آپ کے مرتبہ کو خلق میں

کوئی نہیں پاتا۔ اور آنحضرت صلعم کے مرتبہ کے بعد اور تمام انبیاء علی نبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کے بعد خلفائے راشدین ہیں۔ اور ان کے بعد اہلبیت اور اصحاب کرام، اور ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد علمائے ربانی اور اولیائے امت ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فصل دوسری اثبات ولایت میں

ولایت دو قسم کی ہے، ایک ولایت عام ہے۔ دوسری ولایت خاص۔ ولایت عام میں سب مومنین شامل ہیں، بوجہ آیت شریفہ اللہ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (ترجمہ) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے) اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِہِ (ترجمہ) اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ ایمان والوں سے ایمان لانے کو ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ پس ایمان ثانی کی تکمیل کے واسطے طریقت ہے، اور ایمان اولیٰ کے واسطے شریعت ہے۔ اور اسی ایمان ثانی کے کمال کو ولایت کہتے ہیں، میرا مقصد اس جگہ ولایت خاص کے ثابت کرنے کا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں ولایت کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ بلا کسی اُمید و بیم کے صرف رضائے مولیٰ کے واسطے خدا کی یاد دل میں ایسی مستحکم ہو اور ذات پاک کی محبت کی طرف دل کا لگاؤ مضبوط ہو جائے کہ کسی حالت، راحت و تکلیف میں اس میں غفلت نہ ہو اور اسی کو نسبت و مشاہدہ کہتے ہیں اور یہ بات بعد فنا و بقا کے حاصل ہوتی ہے۔ جسکی شرح ولایت صغریٰ میں آئے گی۔

کیونکہ اس زمانہ میں بعض عالم ظاہر اور بعض جاہل علم باطن اور ولایت خاص کے بوجہ محرومی نور علم باطن کے منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ سوائے علم ظاہر کے کوئی دوسرا علم نہیں، علم باطن کا ثبوت بہت سی جگہ قرآن پاک اور احادیث شریفہ سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے اگر منکرین علم باطن

قرآن پاک کو پڑھ کر اُس کے معنی اور تفسیر کو بنظر غائر دیکھیں اور احادیث شریف اور اقوال صحابہ
اور ارشادات ائمہ اسلام پر غور کریں تو کبھی علم باطن سے انکار نہیں کر سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جناب
حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہ السلام کا سورہ کہف میں جس جگہ ذکر فرمایا ہے اور موسیٰ
علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کو درما کے کنارہ پر تشریف لے گئے ہیں، اور موسیٰ
علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے یوں فرمایا کہ هَلْ اَتَّبَعَكَ عَلَىٰ اَنْ تُخَلِّتَ حِمَا عَلِمْتَ
دُسْتًا (ترجمہ: کیا میں تمہاری پیروی کروں اس خیال سے کہ تم مجھے سکھلاؤ گے وہ امور
ہدایت جو تم کو سکھلائے گئے ہیں؟) اُس کے جواب میں حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا،
اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (ترجمہ
بیشک آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے اور ہاں) آپ ان باتوں پر کیونکر صبر کر سکتے ہیں
جو آپ کے تجربہ اور علم سے باہر ہوں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ
تھے اور جس وقت حکم خدا حضرت خضر علیہ السلام نے مزدوروں کی کشتی توڑی اور یتیم کی دیوار بنائی
اور ایک بچہ کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہر ایک بات پر اعتراض کیا
اور اعتراض فرمانا اُنکا بموجب شریعت موسوی بالکل درست تھا۔ ان اعتراضات پر حضرت خضر علیہ السلام
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مفصل کیفیت تعمیل احکام الہی بیان کر کے یہ کہا هٰذَا اِفْرَاقُ بَيْنِي
وَبَيْنِكَ (ترجمہ: بس اب آپکا اور میرا ساتھ چھوٹ گیا) پس اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے
کہ علاوہ شریعت ظاہر کے ایک اور دوسرا علم ہے جس کو علم لدنی اور علم باطن کہتے ہیں، جس کی خبر
اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ میں دی ہے قَوْلًا عِبَادًا مِّنْ عِبَادِنَا اَتَيْنَاهُ رَحْمَةً
مِّنْ عِنْدِنَا عَلَّمْنَاهُ مِمَّا لَدُنَّا عِلْمًا (ترجمہ: پس اُن دونوں نے ہمارے
بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس پر ہماری رحمت نازل ہوئی تھی، اور ہم نے اُس کو اپنے

پس سے (خاص) علم سکھایا تھا) اگر شریعت موسیٰ کے سوا اور دوسرا علم نہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
حضرت خضر علیہ السلام کی پیری کی کیا ضرورت تھی جب انہوں نے عقیدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام
سے بہتر ہیں اور احکام شریعت تو ریت کہ جو سراسر لوہا ریت میں خود خدا کے پاس لائے کہ جس کتاب میں کی
اتباع تمام خلق پر حضرت علیہ السلام کے زمانہ تک فرس رہی، پس اس سے صاف ثابت ہو گیا، اور
کوئی شبہ کی جگہ نہ رہی کہ علم شریعت کے علاوہ دوسرا علم لدنی بھی ہے۔

سوال : بیان مذکور الصدد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے بہتر ہیں، کیونکہ اتباع ادنیٰ اعلیٰ کی کیا کرتا ہے، اور انہوں نے عقیدہ حقہ یہ بات خلاف ہے،
اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اولوا العزم ہیں اور حضرت خضر کی ولایت میں
سب اتفاق ہے اور نبوت میں اختلاف ہے۔

جواب : اول یہ ہے کہ بزرگی اور برتری قرب حق پر منحصر ہے نہ علم پر، علم شریعت اور قرب حق
میں حضرت موسیٰ علیہ السلام افضل ہیں انہوں نے خطاب کلیم اللہ پایا۔ یہ شرف حضرت خضر علیہ السلام کو کہاں؟
جواب سہرا : ایک علم ذات صفات خالق کا ہے، اور دوسرا علم مخلوق کے متعلق ہے تو

جس قدر فرق خالق و مخلوق میں ہے، اُسی قدر علم خالق و علم مخلوق میں ہے، لہذا علم ذات و صفات
حق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدم حضرت خضر علیہ السلام سے غالب ہے اور حضرت خضر علیہ السلام
کا قدم علم دنیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غالب ہے۔ یہی وجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر
علیہ السلام سے افضل ہونے کی ہے، علاوہ اس کے اور بہت سی جگہ قرآن پاک میں علم باطن کا ثبوت ہے

اب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم باطن کا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اگر سب احادیث شریفہ جو
علم باطن کے بارہ میں ہیں درج کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی۔ لہذا میں نہایت اختصار سے کام لوں گا
جو اہل علم اور حق پسند اصحاب کیلئے کافی ہے۔ حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب

ارشاد الطالبن میں ایک فصل اثبات ولایت میں تحریر فرماتے ہیں اسکو میں بعینہ لکھتا ہوں۔

فصل در اثبات ولایت: ہاں اسوہ اللہ تعالیٰ کہ چنانکہ در انسان کمالات

فصل ثبوت ولایت میں: العزیز جان تو خدا تجھے نیک کرے کہ جس طرح انسان کمالات

ہستند ان اعتقادات صحیحہ موافق قرآن حدیث واجماع اہلسنت واجماعیت و اعمال صالحہ

میں اور وہ صحیح اعتقادات موافق قرآن و حدیث اور اجماع اہلسنت واجماعیت اور نیک اعمال

و ادائے فرائض و واجبات و سنن و مستحبات و ترک محرمات و مکروہات و مشتبہات و بدعات

اور ادائے فرائض اور واجبات اور سنت اور مستحبات اور حرام چیزوں کا چھوڑنا اور مکروہات و مشتبہات اور بدعات کا

اندھ پنچناں و انسان دیگر کمالات بطنی می باشند، در صحیح بخاری و مسلم از عمر بن خطاب

چھوڑنا میں اس طرح انسان میں دوسرے کمالات بطنی ہوتے ہیں، صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ کہ مرد نے ناشاختہ نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک اجنبی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر

پرسید کہ اسلام چسپیت؟ فرمود کلمہ شہادت و نماز و زکوٰۃ و روزہ ماہ رمضان و حج بشرط قدرت

پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کلمہ شہادت اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ رمضان کے مہینے کے اور حج بشرط قدرت

گفت کہ راست گفتم، پس تعجب کر دیم کہ سوال می کنند و تصدیق می نمایند، پس از ایمان پرسید

اس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، پس ہم نے تعجب کیا کہ سوال بھی کرتا ہے اور اسکی تصدیق بھی خود ہی پھر کرے؟ پوچھا

فرمود آنکہ ایمان آری بخدا و فرشتگان و کتابا و رسولان و روز قیامت و آنکہ خیر و شر ہمہ

آپ نے فرمایا کہ ایمان لائے تو خدا پر اور فرشتوں پر اور آسمانی کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور قیامت کے دن پر اور کہ خیر و شر تمام

بہ تقدیر الہی است، گفت راست گفتم، پس تر پرسید کہ احسان چسپیت؟ فرمود آنکہ عبادت

اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہے، اس شخص نے کہا کہ سچ فرمایا آپ نے پھر پوچھا کہ احسان کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کہ عبادت

کنی خدا را بوجہی کہ گویا اور امی بینی۔ و اگر تو اور انی بینی بدانہی کہ او ترامی بنید۔ پس تراز
 کرے کہ جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو یہ جانے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر قیامت
 قیامت پر سید، فرمود کہ از تو زیادہ نمی دانم۔ پس تر علامات قیامت پر سید و ازاں
 کے بارہ میں پوچھا اپنے فرمایا کہ میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اُس نے قیامت کی نشانیاں پوچھیں اپنے قیامت
 نشان داد۔ پس تر فرمود کہ جبریلؑ بود، برائے آموختن دین شما آمد بود۔ ازیں حدیث معلوم
 کی نشانیاں بتلائیں، پھر آپؐ نے فرمایا کہ یہ جبریلؑ تھے، تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔ اس حدیث شریف
 می شود کہ سوائے عقائد و اعمال کما لے دیگر است مستثنیٰ احسان کہ آن را ولایت نام شد
 سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے عقائد و اعمال کے کوئی اور دوسرا کمال بھی ہو جیسا کہ نام احسان ہے کہ جسکو ولایت کہتے
 صوفی را چون محبت الہی مستولی شود کہ در اصطلاح فنائے قلب گفتہ شود دل او بشاہدہ محبوب
 درویش پر جب محبت خدا غالب ہوتی ہے کہ صوفیہ کی اصطلاح میں اُسکو فنائے قلب کہا جاتا ہے۔ اُس کا دل محبوب حقیقی
 حقیقی مستغرق و مستملک می باشد و بغیر او متوجہ نمی شود و دیرں حالت خدا را نمی بیند کہ رویت او
 (یعنی اللہ تعالیٰ) کے دیکھنے میں ہمہ تن مصروف اور اُسی میں فانی رہتا ہے اور سوائے اللہ کے اُسکی کسی طرف توجہ نہیں
 در دنیا عادتاً محال است لیکن صوفی را دیرں وقت حالتے ست کہ گویا خدا را می بیند و پیش
 استی میں حقیقتاً خدا کو نہیں دیکھتا کیونکہ دیکھنا اللہ کا دنیا میں محال ہے لیکن صوفی پر اس وقت ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ گویا واقعی
 ازیں حالت صوفی بتکلف خود را میریں حال میدارد، رسول کریمؐ ازاں حالت خبر داد کہ بدانہی
 وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اس حالت پہلے درویش تکلف سے اپنے کو اس حالت پر کہتا ہے۔ رسول کریمؐ صلعم نے اس حالت کی
 خدا ترا می بیند۔ دلیل دیگر آں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ در بدن انسان پارہ
 خبری ہے کہ تو یہ جان لے کہ خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ دلیل دوسری یہ ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم میں
 گوشت است کہ اگر او صالح شود تمام بدن صالح شود و اگر فاسد شود تمام بدن فاسد شود

گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ اچھا ہے تو تمام بدن اچھا ہے، اگر وہ خراب ہو تو تمام بدن خراب ہو
 وَاَلْ دَلِ اسْتِ وَشَكِّ نِیْسَتِ كِه صَلَاحِ دَلِ كِه سَبَبِ صَلَاحِ بَدَنِ بَاشَد، اَنْزَا صُوفِیَا فَنَائے
 اوروہ دل ہے، اور شك نہیں ہے كِه اصْلَاحِ دَلِ اصْلَاحِ بَدَنِ كَا بَاعْثُ ہے، اس كو صُوفِیہ فَنَائے
 قَلْبِ مِی كُو نِیْد، چوں دَر مَحَبَّتِ اِلٰہِی فَا نِی شُود و نَفْسِ دَر ہِمَا نِی اُو متا ثِر شُود اَز اَمَارِی بَا زَا نَد
 قَلْبِ كِتَبِے مِی نَجِبِ مَحَبَّتِ اِلٰہِی مِی فَا نِی ہُو تَا، اِی اُو ر نَفْسِ اُسْكِ ہِمَا نِی مِی اِسْ كِی تَا ثِیْر اِی كِرَا پِنے مَكْر و فِی كِ بَا زِ تَبَا ہُو
 وَ حُبِّ فِی اللّٰہِ وَ نَعِضْ فِی اللّٰہِ كَسْبِ كُنَد، لَاجِرْمِ تَمَامِ بَدَنِ مَطِیْعِ وَ سِرْمَانِ بَر دَا رِ شَرِیْعِ شُود، اِگَر
 تُو پُہَرِ مَحَبَّتِ اُو ر نَعِضْ اللّٰہِ كِے لَئے حَاصِلِ كِرَا ہُو، یَقِیْنًا تَمَامِ بَدَنِ تَا بَعْدَارِ اُو ر فَر مَانِ بَر دَا رِ شَرِیْعِ شَرِیْفِ ہُو تَا، اِگَر
 كِسے كُو یِدِ صَلَاحِ قَلْبِ اَز اِیْمَانِ اَعْمَالِ اسْتِ لَا غِیْرِ كُفْتِے شُود كِه دَر حَدِیْثِ صَلَاحِ قَلْبِ
 كُو نِی كِے كِه اصْلَاحِ دَلِ اِیْمَانِ اُو ر عَمَلِے ہُو، اس كِے سَوَا نِہِی تُو كَمَا جَا ئے كَا كِه شَرِیْفِ اِیْمَانِ اَصْلَاحِ دَلِ
 رَا سَبَبِ صَلَاحِ بَدَنِ فَر مَوْدِہ وَ صَلَاحِ بَدَنِ عِبَارَتِ اسْتِ اَز اَعْمَالِ صَلَاحِ، پَسِ صَلَاحِ قَلْبِ
 كُو اصْلَاحِ بَدَنِ كَا بَاعْثُ سِرْمَا یَا ہُو اُو ر اصْلَاحِ بَدَنِ مَقْصُودِ اَعْمَالِ صَلَاحِ ہِی، پَسِ اَصْلَاحِ قَلْبِ
 اِگَر مَجْرُ و اِیْمَانِ رَا كُفْتِے شُود، مَجْرُ و اِیْمَانِ غَا لِبًا بَدُونِ صَلَاحِ بَدَنِ ہِمِ مِی بَاشَد، وَاِگَر مَجْمُوعَہُ اِیْمَانِ
 اِگَر مَحْضِ اِیْمَانِ كُو كَمَا جَا ئے تُو صَرَفِ اِیْمَانِ غَا لِبًا بَدُونِ اصْلَاحِ بَدَنِ بَہِی ہُو تَا ہُو، اُو ر اِگَر مَجْمُوعَہُ اِیْمَانِ
 وَاَعْمَالِ رَا صَلَاحِ قَلْبِ كُفْتِے شُود، پَسِ اَلِ رَا سَبَبِ صَلَاحِ بَدَنِ كُفْتِے دَر سْتِ نَبَاشَد،
 وَاَعْمَالِ كُو اصْلَاحِ قَلْبِ كَمَا جَا ئے۔ پَسِ اِسْ كُو سَبَبِ صَلَاحِ جِسْمِ كَمَا دَر سْتِ نِہِی ہُو كَا
 دَلِیْلِ تَسْمَعِ اَلِ كِه اِجْمَاعِ مَنْعَقِدِ سَتِ بَرِ اَنْضِلِیْتِ صَحَابِہُ غَیْرِ شَاہِ دُورِ عِلْمِ و عَمَلِ
 دِلِی تِیْرِی ہُو كِه اِجْمَاعِ مَنْعَقِدِ ہُو كِه صَحَابِہُ اَنْضِلِیْتِ ہِی اُنْ سِے كِه جُو صَحَابِہُ نِہِی ہِی اُو ر عِلْمِ و عَمَلِ مِی
 غَیْرِ صَحَابِہُ بَا صَحَابِہُ مَشَارَكِتِ دَارِنَد، وَاِیْسِ ہِمِ رَسُوْلِ كَرِیْمِ سِرْمُودِ كِه اِگَر دِیْگَرِے مِثْلِ جِبِلِّ اُحَدِ
 صَحَابِہُ سِے غَیْرِ صَحَابِہُ مَشَارَكِتِ رَكْتِے ہِی۔ بَا دِ جُو دِ اس كِے رَسُوْلِ كَرِیْمِ صَلَاحِ نِے فَر مَا یَا ہُو كِه اِگَر كُو نِی شَخْصِ ہِی اُحَدِ كِے

زرد راہ خدا خرچ کند برابر بر نیم صاع جو کہ صحابہ در راہ خدا خرچ کردہ باشند نمی تواند شد
 سونا چاندی خدا کی راہ میں خرچ کرے، تب بھی میرے صحابہ کے آدھ سیر جو کے برابر نہیں ہو سکتا،
 پس ایں نیست مگر از سبب کمال باطنی کہ بسبب صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باطن ایشان
 کہ جو میرے صحابہ نے راہ خدا میں خرچ کیے ہیں پس نہیں ہو مگر بسبب کمال باطنی کے کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
 از باطن پیغمبر خدا مستنیر شدہ، اگر اولیائے اُمت ایں دولت یافتند از صحبت پیراں یافتند
 کیونکہ انکا باطن پیغمبر خدا صلعم کے باطن سے روشن ہو گیا تھا اگر اولیائے اُمت نے اس دولت کو پایا ہو تو پیران عظام کی صحبت پایا
 و بواسطت از باطن پیغمبر خدا مستنیر شدند، و تفاوت میان ایں صحبت و اُن صحبت ظاہرست،
 اور اُن کے وسیلہ سے وہ پیغمبر خدا صلعم کے باطن سے متور ہوئے ہیں اور اس صحبت اور اُس صحبت میں فرق ظاہر ہے
 پس معلوم شد کہ سوائے کمالات ظاہری کمالیت باطنی کہ اُن تفاوت درجات بسیار دارد،
 پس معلوم ہوا کہ سوائے کمالات ظاہری کے کمال باطنی بھی ہے کہ وہ درجوں میں بہت فرق رکھتا ہے
 چنانچہ حدیث قدسی بر اُن دلالت می کند کہ حق تعالیٰ می فرماید ہر کہ بمن یک حب نزدیکی
 چنانچہ حدیث قدسی اس پر دلالت کرتی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایک بالشت نزدیکی
 جوید من بوسے یک گز نزدیکی جویم، و ہر کہ بمن یک گز نزدیکی جوید من بوسے یک باع (کہ رو
 ڈھونڈھتا ہے) میں اُس سے ایک گز نزدیکی ڈھونڈھتا ہوں جو شخص مجھ سے ایک گز نزدیکی ڈھونڈھتا ہو میں اُس کی طرف
 نیم گز باشد نزدیکی جویم، و فرماید کہ بندہ ہمیشہ بمن نزدیکی جوید عبادات نافلہ، تا اُن کہ من اُورا
 ساڑھے تین گز نزدیکی ڈھونڈھتا ہوں اور فرماتا ہے کہ بندہ ہمیشہ مجھ سے عبادات نافلہ سے نزدیکی ڈھونڈھتا ہے، یہاں تک کہ اُسکو
 دوست می دارم و چوں اورا دوست می دارم بنیائی و شنوائی و قدرت اُوسن می شوم۔
 میں دوست رکھتا ہوں اور جب دوست رکھتا ہوں تو اُسکی بصارت، سماعت اور طاقت میں ہی ہو جاتا ہوں :-
 دلیل چہارم: آنکہ جماعتے بے نہایت کہ اتفاق شانرا بر کذب عقل محال می دانند و اُن

چوتھی دلیل یہ ہے کہ ایک بڑی جماعت کہ اُن کا اتفاق علی الکذب عقل محال جانتی ہے
 جماعت بہ قسمے است کہ ہر ہر فروشان بسبب تقویٰ و علم بہ قسمے است کہ تہمت کذب برو
 اور وہ جماعت اس قسم کی، کہ ہر شخص اُسکا تقویٰ اور علم کے سبب ایسا ہے کہ تہمت جھوٹ کی انپر کٹج
 روانہ باشد، زبان قلم و قلم زبان خبری و ہند کہ مارا بسبب صحبت مشایخ کہ سلسلہ صحبت شاں
 روانہ ہو سکتی، قلم کی زبان اور زبان کی مستلم سے خبر دیتے ہیں کہ ہم کو صحبت مشایخ کی وجہ سے کہ انکی صحبت کا
 رسول کریم صلعم می رسد در باطن حالتے پیدا آمدہ سوائے عقائد و فقہ کہ قبل از صحبت شاں ہواں
 سلسلہ نبی کریم صلعم تک پہنچتا ہے۔ باطن میں ایک حالت پیدا ہوتی کہ وہ سوائے عقائد و فقہ کہ انکی صحبت سے پہلے
 متحلی بودند و ازیں حالت کہ حاصل شدہ محبت با خدا و دوستان خدا و اعمال صالح و توفیقات
 اس سے آراستہ تھے اور اس حالت سے کہ جو حاصل ہوئی محبت خدا کے ساتھ اور اُسکے دوستوں کیساتھ اور انکے
 حسنات و رسوم و اعتقادات حقہ زندہ شدہ، و ایں حالت کہ البتہ کمال ست موجب کمال است
 اور اچھی توفیقیں و اعتقادات حقہ کی پختگی زندہ ہوئی اور یہ حالت کہ بیشک کمال ہے، کمالات کا سبب ہے
 دلیل پنجم: خرق عادات و ایں دلیل ضعیف است، مگر انیکہ بانضمام تقویٰ از
 پانچویں دلیل: خرق عادات، لیکن یہ دلیل ضعیف ہے، مگر یہ کہ تقویٰ کے ساتھ مل جائیے
 سحر ممتاز می شود، و بر کمال دلالت دارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اسیں اور سحر میں امتیاز ہو جاتا ہے اور کمالات پر دلالت کرتا ہے :

اور نیز قاضی صاحب موصوف مالابدمنہ کے آخر کتاب الماحسان میں فرماتے ہیں :

جان اسے عزیز اللہ تعالیٰ نیک کرے تجھ کو یہ جو کچھ کتاب مالابدمنہ میں کہا گیا ہے یہ صورت

ایمان اور صورت اسلام اور صورت شریعت کی ہے اور مغز اور حقیقت اسکی درویشوں کی

خدمت میں ڈھونڈنا چاہیے۔ اور یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ حقیقت خلافت شریعت ہے کہ یہ بات

جہل اور کفر ہے بلکہ ہی شریعت ہو کہ خدمت درویشوں میں جب تعلق علمی و حتیٰ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے رکھتا ہے، اس سے پاک ہوتا ہے، اور برائی نفس کی دور ہو کر نفس مطمئنہ ہوتا ہے اور خلوص حاصل ہوتا ہے، پھر ہی شریعت اس کے حق میں باغز ہو جاتی ہے اور نماز اسکی اللہ کے نزدیک تعلق دوسرا ہم پہنچاتی ہے اور دو رکعتیں اس کی اوروں کی لاکھ رکعتوں سے بہتر ہوتی ہیں اور اسی طرح سے روزہ اُس کا اور صدقہ اُس کا "تمام ہوا کلام قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔

علاوہ دلیل مذکورہ بالا کے یہ دلیل صریح علم باطن پر دلالت کرتی ہے کہ اگر صرف علم ظاہری ہوتا علم باطنی نہ ہوتا تو از روئے انصاف عقل ظاہری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب صحابہؓ سے بہتر ہوتے، کیونکہ علم حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے سب صحابہؓ سے زیادہ پھیلا ہے اور اگر ترقی اسلام پر انحصار بزرگی کا ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب امت میں بہتر ہوتے کیونکہ جس قدر اسلام نے آپ کے زمانہ میں ترقی کی اُس مدت کسی اور صحابی کے وقت میں ترقی نہیں کی۔ اور اگر کثرت محبت پر حصر ہوتا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سب بہتر ہوتے، کیونکہ جس وقت اُنھوں نے سنا کہ جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا، تو اُنھوں نے اپنے سب دانت توڑ ڈالے، اور اگر دنیا سے دست برداری پر حصر ہوتا تو اصحاب صفہ، خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر سبقت لیجاتے، لیکن بالاتفاق امت میں خیر البشر بعد الانبیاء، بالتحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانے گئے ہیں۔ اب میں ان کی بہتری کا سبب اور صحابہؓ کے مقابلہ میں بیان کرتا ہوں، اور وہ کیا چیز ہے کہ جس نے ان کو سب سے بہتر بنایا؟ ان کی شان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا فرمایا ہے کہ مَا صَبَّبَ اللَّهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ ابْنِ بَكْرٍ (تس جہاں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز میرے سینہ میں نہیں ڈالی مگر میں نے اُسکو ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا) اس حدیث شریف سے بین طور پر

یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علاوہ علم ظاہر کے ایک اور علم باطن ہے کہ جو سینہ میں پڑتا ہی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (ترجمہ: کیا ہم نے نہیں کھولا تیرے سینے کو تیرے (فائدہ کے لئے) علم ظاہر کا تعلق زبان، کان اور آنکھ سے ہے، یعنی زبان سے پڑھتے ہیں، کان سے سنتے اور آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں چیزوں کو نہ فرمایا، بلکہ یوں فرمایا کہ اللہ کی طرف سے جو چیز میرے سینہ میں پڑی وہ میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈال دی۔ یہ شرف کسی صحابی کو حاصل نہیں، اور تعلق اس علم کا علم لدنی سے ہے، اگر تعلق اس کا علم ظاہر سے ہوتا تو حضرت رسول پاک صلعم یوں فرماتے کہ جو کچھ سنایا میں نے اللہ کی طرف سے سنایا میں نے ابوبکرؓ کو دوسرا حدیث شریف میں یوں ارشاد فرمایا کہ "عمرؓ کی تمام عمر کی نیکیوں سے ابوبکرؓ صدیق کی ایک نیکی بہتر ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "تمام اُمت کا ایمان ایک تپہ میں رکھا جائے اور ابوبکرؓ کا ایمان دوسرے تپہ میں تو بھاری ہوگا ایمان ابوبکرؓ کا۔" ان احادیث نبوی صلعم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ علم ظاہر کے کوئی دوسرا علم ہے کہ جس کی وجہ سے ان کا ایمان ساری اُمت سے بھاری اور ان کی ایک نیکی حضرت عمرؓ کی تمام عمر کی نیکیوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اور تعلق اس کا قلب سے ہے چنانچہ کسی شخص نے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ دعویٰ محبت کرتے ہیں، اور بدن آپ کا موٹا ہے اگر محبت ہوتی تو موٹے نہ ہوتے، اس سائل کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا (شعر)۔

احب قلبی و مادرى سببى و لودى ما قام فى الشمن

میرے دل نے محبت کی خدا سے اور میرے جسم نے نہ سمجھا، اگر جسم سمجھتا تو فریب نہ ہوتا،

اگر صرف علم شریعت ہی ہوتا اور علم باطن نہ ہوتا تو بہت سے علماء، ان صحابہؓ سے بہتر ہوتے کہ جو عالم نہ تھے اور بہت سے مجاہدین ان صحابہؓ سے بہتر ہوتے کہ جن صحابہؓ کو جہاد کا موقع نہ ملا۔ تو عقل معاش اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ ان پڑھ صحابہؓ سے عالم بہتر ہو اور غیر مجاہد صحابہؓ سے مجاہد بہتر ہو اور جن

صحابہ کی عمر نے وفات کی۔ اور ان کو کثرت عبادات اور صدقات اور خیرات کا موقع نہ ملا ان کے
 وہ اُمتی بہتر ہونا چاہیے جو اس پر ان کے بعد ان اعمال خیر کا عامل ہوا۔ لیکن نظر عمیق و ازر و عقل
 معاد اُمت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ صحابہ کی شان تو کہیں بالاتر ہے۔ ان کے دیکھنے والے
 تابعین اور تابعین کے دیکھنے والے تبع تابعین اور وہ بھی دنیا کے لحاظ سے حسب نسب میں کم ہوں تو
 ان کے مرتبہ کو اُمت میں امام شریعت ہوا امام طریقت اور وہ بھی دنیا کے لحاظ سے حسب نسب میں بہتر
 ہوں تب بھی ادنیٰ تابعی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ یہ کیا ہے؟ یہ سب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک
 اور قرب زمانہ نبوت کا سبب ہے کہ جو خلوص اور نورانیت اور حقانیت ان کے دلوں میں
 آفتاب نبوت نے ڈالی اور ان کے دلوں کو روشن کیا وہ کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ حضرت مولانا
 رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی ارشاد کو اسی مطلب میں خواجہ عبید الاحرار فرماتے ہیں:

علم آموزی طریقہ قولیست حرف آموزی طریقہ فعلیست

علم سیکھنے کا طریقہ قول ہے حرفت سیکھنے کا طریقہ فعل ہے

فقر خواہی آل بہ صحبت قائمست نے زبانیت کا رمی آید نہ دست

اگر تو فقر چاہتا ہو تو اسکا انحصار صحبت پر ہے نہ تیری زبان اس میں کام آدگی نہ ہاتھ

اور باوجود علم ظاہر میں کمال ہونے کے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شمس تبریزی

رحمۃ اللہ علیہ سے علم باطن اخذ کیا اور یہ فرمایا:-

بیچ چیز خود بخود پیدا نہ شد! بیچ آہن خود بخود تیغ نہ شد

کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی اور نہ کوئی لوہا اپنے آپ تلوار ہوا

مولوی ہرگز نہ نشد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی قطعاً اسوقت تک مولانا روم نہ ہوا جب تک شمس تبریزی کا غلام نہ بنا

گرنہ علم حال فوق قال بود کے شد بندہ اعیان بخارا خواجہ نساچ را

اگر علم حال علم قال پر فوقیت رکھتا تو یہ کہ بتا کہ بخارا کے سردار خواجہ نساچ کے غلام بن گئے

اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پرورش یافتہ آفتاب نبوت کے ہیں اور اولیاء سزا
امت، توحید رآفتاب اور چراغ میں فرق ہے، اسی قدر صحبت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم صحبت یافتہ
اولیاء میں فرق ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صحبت اولیاء کی یہ تعریف فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک عرصہ تک اولیاء کی صحبت میں رہنا سو سال کی خالص عبادت کے بہتر ہے

گر تو سنگ خارہ مژمر شوی چوں بصاحب دل رسی گو ہر شوی

اگرچہ تو بے کار تپھر مرم رہے لیکن جب کسی جلد کے پاس پہنچے گا تو گوہر بن جائیگا

جب صحبت اولیاء کا یہ اثر ہے کہ ایک ساعت اولیاء کی صحبت سو برس کی عبادت خالص

و با اتقا سے بہتر ہو اور ٹھو کریں کھانے والا پتھر صحبت سے گوہر بن جائے تو پھر بھلا صحبت یافتہ خاتم النبیین

صلعم کے کمالات اور بزرگی اور خلوص کا کون اندازہ کر سکتا ہے، اگر تمام انسان برسوں کا تیل جمع

کریں اور اس کو ایک شب میں اور ایک ہی وقت میں جلائیں تب بھی اسکی روشنی مثل دن کے نہیں

اسی طرح آفتاب نبوت کے صحبت یافتوں کی بھی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے

روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلعم سے دو علم پہنچے ہیں، ایک تو یہ علم کہ جو تم کو پہنچایا اور ایک دوسرا علم کہ

اگر ظاہر کروں اسکو تو خلق میرا خلق کاٹ ڈالے، اس حدیث شریف سے علم ظاہر اور علم باطن الگ

الگ معلوم ہو گیا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و اولیاء

عظام رحمۃ اللہ علیہم اور عام مومنین کے علم اور عمل اور تفاوت درجات کا حال ہر ایک شخص کی عقل

میں یوں خوب آجائیگا کہ مکان کے اندر ایک طرف دیوار کے قریب چراغ جلا دیا جائے اور اس کے مقابلہ

پر دوسری طرف دیوار کے قریب کوئی کھڑا ہو جائے تو جتنا اُس کا قد ہوگا اتنا ہی سایہ پس پشت
 دیوار پر پڑے گا اور جوں جوں وہ شخص چراغ سے قریب ہوتا جائیگا اُس قدر اُس کا سایہ بڑھتا جائے گا
 اور جب وہ چراغ سے نہایت قریب جائیگا اور ہاتھ کا انگوٹھا چراغ کی نو کے قریب کر دیگا، تو
 اُس کے انگوٹھے کا سایہ تمام مکان کو گھیر لے گا، اسی پر قیاس کر لو، کہ جو شخص جسدِ خدا کی جناب
 میں زیادہ قریب ہوگا اُس کا عمل زیادہ بردست اور بھاری اور وسیع ہوگا، یہی وجہ ہے کہ صحابہ
 اولیاء کے مقابلہ میں سبقت لگئے ہیں اور اسی وجہ خاص سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 اور صحابہؓ سے بہتر ہیں کہ قرب حق میں نہایت اقرب ہیں۔ لہذا اُن کا ایمان سب اُمّت کے ایمان
 بھاری اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی تمام عمر کی نیکیوں سے انکی ایک نیکی بہتر ہے، مذکورہ بالا
 بیان سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ بزرگی اور برتری کسی کی صورت و شکل حسب نسب مال جاہ
 اور علم پر نہیں ہے بلکہ جسدِ جو شخص خدا سے زیادہ ڈرنی والا ہوگا، اُسی قدر وہ مقرب بارگاہِ صمدی
 ہوگا اور اُس قدر اُس کے فعل کی قدر خدا کے نزدیک ہوگی، اور اس امر کی تصدیق قرآن پاک سے ہوتی
 ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (تجسس: تحقیق تم میں سے خدا سے زیادہ ڈرنے والا
 (پرہیزگار) اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہو) اسی آیت کا ترجمہ مولانا محمد رمضان صاحب
 شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کیا ہے،

جس گھر تقویٰ وہی اولاد

یا ہوسید یا ہو گولا
(غلام)

اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

بندہ عشق شوی ترک نسب کن جامی کہ دیریں راہ فلاں ابن فلاں چیز نیست

غلام محبت ابدا اور اپنی بزرگی ذات کو چھوڑے جامی؛ کیونکہ راہِ حنہ میں حسب نسب کوئی چیز نہیں ہے

دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ غلام ہیں، یہ حبشی ہیں لیکن یہ تو کیا؟ ان جناب کے صحبت یافتہ اور

وہ بھی غلام ہوں کہ جنکو تابعی کہیں گے، ان غلام تابعی کے مرتبہ کو اُست میں کوئی امام شریعت
سوائے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ آپ تابعین میں سے ہیں اور کوئی امام طریقت
کوئی قطب کوئی قطب شاد نہیں پہنچ سکتا، یہ کیا ہے؛ یہ صرف خیر و برکت انوار رسالت کا سبب
بلکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعلین مبارک شاہانِ روئے زمین کے تاجوں سے افضل و
بہتر ہیں۔ بقول مؤلف :-

کفشہا حضرت بلالؓ با صفا!	بہتر انداز تا جہا جملہ شہا!
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جوتیاں	تمام بادشاہوں کے تاجوں کے کہیں زیادہ اچھی ہیں
ہر کہ دید آں را د اوشد تابعی	تابعی بہ از ولی و مشقی
جن نے آپ کے ملاقات ساتھ ایمان کی وہ تابعی ہے	اور تابعی کا مرتبہ ولی و مشقی سے زیادہ ہے
در مراتب آنجناب خوشخصال	نے رسد صاحب نسب صاحب کمال
آپ کے مرتبہ کو	نہ کوئی صاحب نسب پہنچ سکتا ہر نہ صاحب کمالات
ایں بزرگی بہت ز قرب مصطفیٰ	نیست از ذکر و جہاد و اتقا
یہ شرف قرب صحبت مصطفیٰ کی وجہ حاصل ہوا	نہ کہ جہاد و عبادت و پرہیزگاری کی وجہ
سینہ از سینہ منور می شود	عضود دیگر در تحیت ستمی شود
سینہ سے سینہ اسطرح منور ہو جاتا ہے	کہ دوسرے اعضاء حیران رہ جاتے ہیں
زین سبب سر مود حق جل و علا	یا رسول اللہ ﷺ کشح لک
اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سر مایا	کہ اے میرے حبیب کیا میں نے تمہارے سینہ کو نہیں کھولا
جائے دیگر گفت ستار و کریم	نفع یا بد صاحب قلب سلیم
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے پھریوں کہا	کہ جو دردِ چشم میں قلب سلیم لائے گا وہ نفع اٹھائے گا

اگر صرف ظاہری قیل و قال حسب نسب و جمال پر ہی حصر ہوتا تو حکمائے یونان اور اہل
عرب لسان و حسینان ترکستان خدا کے مقبول ہوتے اور صرف صورت انسان پر ہی
بزرگی کا انحصار ہوتا تو سب انسان برابر ہوتے، اسی مطلب اور اسی معنی میں حضرت مولانا
رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کارِ پاکاں را قیاس از خود بگیر	گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
با صفاد کے کام میں اپنے قیاس کو دخل مت	اگرچہ لکھنے میں شیر و شیر دونوں یکاں ہیں
شیر آنست آن کہ آدم را در د	شیر آنست آن کہ آدم می خورد
شیر تودہ ہے جو آدمی کو کھا جاتا ہے	لیکن شیر (دودھ) وہ جسکو آدمی کھا جاتا ہے
ہمیری با اولیاء برداشتن	انبیاء را، ہیچو خود پست داشتن
دلیوں کی برابری کرنا	اور پیغمبروں کو اپنا جیسا جاننا
گفت شاں مایاں بشر او شاں بشر	ما و او شاں بستہ اند در خواب خور
اور یہ کہنا کہ ہم بھی آدمی ہیں بھی آدمی	ہم اور وہ دونوں کھانے پینے میں برابر ہیں
ایں خیال جا بلان و ناقصاں	ہست باعث غی و گمراہی زیاں
جاہلوں اور ناکارہ لوگوں کا یہ خیال ہل	گمراہی بے اہی اور نقصان دہین کا باعث ہے
ہر دو صورت گر ہم ماند رواست	آب تلخ و آب شیریں را صفات
اگر دونوں کی صورت یکساں ہو تو کیا ہوا	میٹھے اور کڑے پانی کی صفائی ایک ہی ہوتی ہے
ہر دو یک گل خورده زنبور و نخل	(مثیل) ایک شد زان میش و زیں دیگر عمل
بھڑکی دیکھنے کہ ہیں تو دونوں بھڑکی ہی	لیکن نہیں ایک کڑا پانی ہے اور دوسری شہد حاصل ہوا ہے
ہر دو گون آہو گئے خور و نہر و آب	زیں کے سر گیس شد و زان مشک تاب

ہندوؤں رختن کے ہرن دلوں کھاتے گھانسی ہیں
لیکن ایک میگنیا حاصل ہوتی ہیں سر کے شک
ہر دو نے خوردند از یک آب خور
آں کے خالی دآں پر از شر
گنا اور رسل دلوں ایک سے پانی پیتے ہیں!
لیکن ایک نہیں کے خالی رہا ہے اور ایک شر سے بھرا ہوا
ایں خوردند ہمہ نخل و حسد
واں خورد آید ہمہ نوراح
اسی طرح تھیں آدمی جو کچھ کھاتا ہے اس کے نخل و حسد ہوتا ہے
گر رصوتا آدمی انساں بدے
احمد و بوجہل ہم یکساں بدے
اگر صورت ظاہری ہی انسان کا شرف ہوتا
تو حضرت سلیم قبول معلّم اور بوجہل کیسا ہوتے
صد ہزاراں ایں چنین ایشاہ ہیں
فرق شاں ہفتاد سالہ راہ ہیں
ایسی ہی لاکھوں ہم شکل چیزیں ہیں
لیکن اُن کے آپس میں کوسوں کا فاصلہ ہے
چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی ان انسانوں میں کہ جو جہنمی ہیں اور جو جنتی ہیں اور اندھے ہیں، اور
آنکھوں والے ہیں، فرق فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ (تجنّب)
دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہیں، وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ (اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں
ہو سکتا) فاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ۔

فصل تیسری اس بیان میں کہ علم باطن مرضی ہے

حضرت قاضی ثناء اللہ دہلوی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلبِ یقین اور سعی کرنا،
واسطے تحصیل کمالاتِ باطنی کے واجب ہے، اس واسطے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ (اے مومنو! پرہیز کرو نامرضیات، خدا سے کمال
پرہیز گاری) یعنی ظاہر و باطن میں کوئی چیز خلافت مرضی اللہ تعالیٰ کے نہ ہو عقائد و اخلاق سے

ساتھ کمال تقویٰ کے، اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے، اور کمال تقویٰ بغیر ولایت کے حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ ذکر کیا گیا، رذائل نفس، حسد و حقد و کبر و ریاء و سمعہ و عجب و منت اور سوائے اس کے کہ حرمت اسکی کتاب و سنت و اجماع سے ثابت ہو۔ جب تک رذائل نہ ہو کمال تقویٰ کا کیونکر درست ہو، اور یہ متعلق ہے ساتھ فنائے نفس اور ترک معاصی کے، تقویٰ عبارت اس سے ہے، اور معجز ہے ساتھ اصلاح جسم کے کہ پھل اصلاح دل کا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں ذکر ہوا کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ صالح ہو تو تمام بدن صالح ہو اور اگر وہ خراب ہو تو تمام بدن خراب ہو۔ اور وہ دل ہے اور اسکو صوفی فنائے قلب کہتے ہیں، ولایت عبارت فنائے نفس سے ہے، صوفیا کہتے ہیں "راہ ہے کہ ماور صد انیم ہمگی ہفت گامست" یعنی فنائے لطائف خمسہ عالم اقل قلب، روح، سر، خفی، اخفی و فنائے نفس، تصفیہ لطیفہ قلب کہ عبارت صلاحیت بدن سے ہے۔ تقویٰ ساتھ کثرت نوافل کے تعلق نہیں رکھتا ہے اور تقویٰ عبارت عامل ہونا واجبات کا اور پرہیز کرنا منہیات کا اور اکرنا فرائض واجبات کا بغیر خلوص کے اعتبار نہیں رکھتا ہے "قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فَاَعْبُدُونِي مَخْلَصًا لَهُ الدِّينَ" (ترجمہ: پس خدا کی عبادت اسکو شرک سے خالص کر کے) پس تحصیل کمالات و لایت از فرائض آمدہ (ترجمہ: پس کمالات و لایت حاصل کرنا فرض ہوا) چونکہ حاصل کرنا ولایت کا ایک امر ہے، وہی مقدور نہیں ہے، یعنی انسان کے قابو اور طاقت سے باہر ہے اور تکلیف بقدر طاقت ہے، اسی واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے "فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" (ترجمہ: یعنی پرہیز کر دو تم از مماندی خدا سے جس قدر کر سکو تم) پس حکم کیا گیا، جان تو کہ بذل (یعنی کوشش کرنا) و تبلیغ (یعنی دست دراز کرنا) اس کی تحصیل میں واجب ہے، دوسرے یہ کہ ولایت کے مرتبے بے نہایت ہیں۔ جیسے کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

چُنش غایتی دارد نہ سعدی از سخن پایل بیر و تشنہ مستقی و دریا بہچناں باقی

نہ اُسکے حُسن کی کچھ نہایت، ہر اور سعد کی بات کا کچھ ٹھکانا
مرض متفقاً جہاں پایا مر جا لیکن بابت توری متا ہو

اسی طرح تقویٰ بھی بنے نہایت رکھتا ہے، حضرت علیؓ خدام فرماتے ہیں ان اعلمکم ^{تقکم}
باللہ انا (ترجمہ: تحقیق میں تم سے زیادہ عالم و متقی ہوں) جس قدر انسان مراتب قرب حق
میں ترقی کرتا ہے، خوف و خشیت اس پر غالب ہوتی ہے اور متقی زیادہ ہوتا ہے اِنَّ اَکْثَرَكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیكُمْ (ترجمہ: تم میں کا زیادہ متقی اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے)
جب تقویٰ کی نہایت نہیں توسعی ترقی مقامات قرب و تحصیل تقویٰ میں ہمیشہ واجب ہوتی
اور طلب زیادتی علم باطن فرض ہوتی قال اللہ تعالیٰ و قُلْ سَرَّابٌ نَرَدُّنِیْ عَلَیْہَا
(ترجمہ: کہہ اے نبی! اے خدا میرا علم زیادہ کر) اور قناعت کرنا مراتب قرب میں حرام
ہے کامل پر۔ جیسے کہ حرام ہے ناقص پر۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در راہِ حنہ و اجملہ ادب باید بود آجان باقی ست در طلب باید بود

اللہ کی راہ میں تمام آداب پور کرنے چاہئیں جب تک جان میں جان ہی، طلب میں چاہیے

دریا دریا اگر بکاست ریزند کم باید کرد و خشک لب باید بود

اگر کئی دریا سے تجھے سیراب کریں، تب بھی تو کم سمجھ او خشک ہونٹھ رکھ

مولنا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے برادر نے نہایت درگہایت ہرچہ برفی رسی بروے مالیت

اے بھائی بے اتہاد رگا ہیں! جب کسی گاہ پر پہنچے تو اسکو نہایت سمجھ اور گئے ترقی کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:-

لَا یَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعِ الْبَحْرِیْنِ یعنی ہمیشہ رہو گا میں سفر میں کہ پہنچوں میں اُس جگہ کہ جہاں دریا اکٹھا راؤ

اَوْ اَمَضَ حَقْبًا میٹھا جمع ہوتے ہیں کہ وہ مکان حضرت خضرؑ تعلیم الہی معلوم ہوا تھا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقی ہوئے تو فرمایا اھل بیت علیہ السلام
 عَلٰی اَنْ تَعْلَمْنَ مَا عُلِّمْتُ رُسُلًا (ترجمہ: کہا کہ متابعت کروں میں تیری اس واسطے کہ سکھا
 تو مجھ کو وہ علم کہ خدا نے تجھ کو دیا ہے) تمام ہوا کلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا۔

جو کچھ حضرت قاضی صاحب نے فرمایا بیشک درست ہی، کیونکہ ہر چیز میں دو جزو ہیں ایک
 ظاہر اور ایک باطن، جسم ظاہر کا علاج شریعت ہی، اور باطن کا طریقت۔ لیکن علاج باطن کی نہایت
 ضرورت ہے، کیونکہ جیسے کسی کے فساد خون ہو، اور فساد خون کی وجہ سے پھوٹے پھنسی وغیرہ جسم پر اٹھیں
 تو زخم کے واسطے مرہم چھی کیجائے تو یہ فائدہ سے تو خالی نہیں ہی، مگر کافی نہ ہوگی، بلکہ فساد خون کو واسطے
 مہل اور ادویہ مصفیات کا رآمد ہوگی تاکہ مادہ فاسد اندرونی کو دفع کریں اور پھر ظاہر جسم پر کوئی پھوٹا
 پھنسی نہ اٹھے، اسی طرح باطن کی خرابیوں کا علاج علم باطن ہے تاکہ پھر ظاہر اعضا آنکھ، کان، زبان
 ہاتھ پاؤں وغیرہ میں مادہ فاسد معصیت کا نہ پھوٹے اور جان اور جسم دونوں پاک ہو جائیں اسے عزیز
 اس جہاں میں ہر چیز کا ظویر تو ہے اسما و صفات الہی کا چنانچہ ظاہر سے شریعت ہے
 ہو الباطن سے طریقت ہو الظاہر سے اقربا باللسان اور ہو الباطن سے تصدیق بالقلب ہو الظاہر
 سے جسم ہے ہو الباطن سے قلب روح ہو الباطن سے لا الہ الا اللہ، ہو الظاہر سے محمد رسول اللہ
 ہو الظاہر سے شکل دوا ہے، ہو الباطن سے اثر و شفا، ہو الظاہر سے ظہور انبیاء علیہم
 السلام ہو الباطن سے ملائکہ کرام، تو جس دوا میں شفا نہیں وہ کس کام کی اور جس جسم میں روح
 نہیں وہ جسم کس کام کا؟ اور جس دل میں نور تصدیق نہیں وہ دل کس کام کا؟ چنانچہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

چوں نہ دار و نور دل دل نیست آں	چوں نباشد روح جزو کل نیست آں
جو دل نور باطن سے نور ہو وہ دل ہی نہیں	جو جسم ہی جسم میں نہیں تو وہ نہ جزو ہے کل

علم باطن ج فرج، طلب طریقت از جیب، اور بیعت بندت

اں زجاہ کو نہ دارد نور جاں بول قارورہ ست قندیش مخواں

جس شیشہ میں نور روشنی نہ ہو وہ قارورہ کی شیشی ہو اسکو قندیل نہ سمجھو

اور جس علم ظاہر کے ساتھ علم باطن نہ ہو تو وہ علم خلوص سے معری ہوتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عالم خشک کی صحبت سے بھاگو۔ عالم خشک وہی علما مراد ہیں، جو علم باطن سے بے بہرہ ہیں، اسی واسطے قاضی صاحب نے فرمایا: علم باطن فرض ہے اور طلب طریقت واجب ہے اور صحبت ہونا سنت ہے۔

فصل چوتھی تلاشِ مُرشدین

اے عزیز جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ علم باطن فرض ہے تو تلاش اس علم کے عالم کی تجھ پر ضروری ہوئی، لہذا اب میں کامل مرشد کی کیفیت بیان کرتا ہوں تاکہ تو اسکو پہچان کر اس کے فائدہ حاصل کرے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب طلب کمالات باطنی واجبات سے ہے، پس تلاش پیر کامل مکمل بھی ضروریات سے ہے کہ وصول بخدا ہے تو سوا پیر کامل مکمل بس قلیل ہے، اور بہت نادر، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

نفس راز کشد بغیر از ظل پیر دامن آں نفس کشش محکم بگیر

نفس کو بغیر پیر کے سایہ کے نہیں مار سکتا (لہذا) اس نفس کے مارنے والے کا دامن مضبوط کچھ

اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

نیت ممکن در رہ عشق اے سیر راہ بُرون بے دلیل راہ بر

نہیں ہے چارہ راستہ محبت خدا میں اے عزیز راستہ چلنا بلا راہبر کے (یعنی پیر کے)

اور دوسری جگہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مقالہ فی النصحۃ والوصیہ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ طلب علم لدنی اور تلاش نسبت صوفیاء میں کہ غنیمت کبریٰ ہے ہے اور تلاش میں ہے اہل دل اور شیخ کامل مکمل کی۔ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کامل کا مہنا محض شش رب کی ہے۔ چنانچہ حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، و حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مرزا جاجاناں شہید و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ بزرگوار اور علاوہ ان کے ہزار اولیائے امت پیدائشی محبت حق و نور اجلی (یعنی پیدائشی شش ربانی بلا تعلیم ان کے دلیں خدانے ولایت فرمائی تھی) سے مشرف تھے کہ جن کے حالات میں کتابیں بھری ہیں، اور یہ بزرگوار سب عالم اجل ہوئے ہیں، مگر باوجود تکمیل علم ظاہر کے کسی نے ایک کسی نے دو کسی نے تین، کسی نے چار مرتبہ کیے ہیں اور جسطرح سلسلہ علم حدیث کا خاتم النبیین صلعم تک اپنے استادوں کا پہنچایا ہے، ایس طرح استاد اول (مرشدان) طریقت کا سلسلہ بھی یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلعم تک پہنچایا ہے جو ان کی کتابوں میں مفصل درج ہے، اسی واسطے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :-

بیچ چیزے خود بخود پیدا نہ شد	بیچ آہن خود بہ خود تیغ نہ شد
کوئی چیز اپنے آپ پسہ انہیں ہوئی	اور نہ کوئی لوبا خود بخود تلوار بن گیا!
مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم	تا غلام شمس تبریزی نہ شد
مولوی قطعاً اُس وقت تک ہو لا روم نہیں بنا	جب تک حضرت شمس تبریزی کا غلام نہ بن گیا۔

لہذا طالب کو چاہیئے کہ اب اس بات کو تلاش کرے کہ جس خدا کے ولی کو ہم ڈھونڈ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، اُس کا رب العلمین نے کیا کیا پتہ دیا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی کیا کیا نشانیاں فرمائی ہیں۔ اور جن لوگوں سے ہم بچنا چاہتے ہیں، اُس کی علامت قرآن و حدیث

اور ائمہ شریعت و طریقت نے کیا بیان فرمائی ہے۔ اللہ پاک اپنے کلام مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون (اگر اُس کے ولی ہیں تو وہ متقی (ہی) ہیں) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (بیشک تم میں جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے وہی خدا کے نزدیک زیادہ باعزت ہی) تیسری جگہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (بیشک اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے) چوتھی جگہ بشارت ہے وَاَنْزَلْنٰ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ (اور جنت متقیوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور قریب ہے) علاوہ اس کے اور بہت سی جگہ اللہ پاک نے متقیوں کو اپنا دوست فرمایا ہے۔ اور متقی اُسکو کہتے ہیں کہ جس کام کے کرنا حکم دیا گیا ہو اُس پر خلوص سے قائم ہو، اور جس چیز سے منع کیا گیا ہو اُس چیز کو چھوڑنے والا ہو جو ^{سنت} ظاہر و باطن میں ہے وہی متقی ہے اور وہی خدا کا ولی ہے اور جو باوجود ہوش و تدبیر ہونے کے پیروی چھوڑے ہوئے ہے، ہرگز خدا کا ولی نہیں ہو سکتا چنانچہ سعدی فرماتے ہیں۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواستہ رسید

جس کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات اختیار کیا وہ ہرگز بمنزل مقصود کو نہیں پہنچے گا

اس زمانہ میں اکثر پیر اپنی وضع و قطع خلاف شریعت رکھتے ہیں، جیسے نماز نہ پڑھنا یا گناہ گاہے پڑھنا، دائرہ چڑھانا یا منڈوانا یا کتروانا، مونچھوں کا بڑھالینا، پائے ٹخنوں سے نیچے رکھنا وغیرہ وغیرہ، شریعت پاک میں چاروں ائمہ شریعت و ائمہ طریقت کے نزدیک ایسا شخص فاسق ہے۔ امام طریقہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب فیوض یزدانی میں فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے اور اپنے ایک ہاتھ سے آپ کی شریعت کو اور دوسرے ہاتھ میں آپ کی کتاب قرآن کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی نہ تھامے، اور آپ کے چلے ہوئے راستہ میں حق تعالیٰ کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہو، اور پھر ہو گمراہ ہو اور پھر ہو یہی دونوں

قرآن و شریعت حق تعالیٰ کی طرف راستہ چلانے والے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ فاسق کی تعریف کرنے سے عرش معلیٰ کا پتہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (بیشک اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں کرتا) لیکن جاہل ایسے لوگوں کو خدا کا ولی جانتے ہیں اور وہ فاسق پیر اپنی ولایت کا اثبات جاہلوں کی زبان سے سُکر خاموش بیٹھ رہتے ہیں، جاہل یہ کہتے ہیں کہ میاں صاحب نماز پنجگانہ مکہ شریف میں پڑھتے ہیں، یہاں انکو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں، اور اپنے لباسِ ملامت سے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں، میاں صاحب کوئی کچھ پوچھتا ہے تو کچھ مدہوش کچھ باموش بن کر یہ مصرعہ فرمادیا کرتے ہیں "نماز عاشقان ترکِ جود است" اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ پیروں سے مسلمانوں کو بچائے، اور انکے ماننے والوں کو صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائے، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عبادتِ الہی سے کسی کو چارہ نہیں کیا، نبی علیہم السلام کیا صحتاً کیا ائمہ شریعت اور کیا ائمہ طریقت کوئی بھی ہو، یہاں تک کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں "اگر ہوتے عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام میرے زمانہ میں تو بلا میری پیروی کے انکو چارہ نہوتا۔" اب وہ ہر شخص پیر فاسق اور فاسق پیر کے ماننے والے سمجھ لیں کہ جب انبیائے اولوالعزم کو بغیر اتباعِ حبیبِ اصلی اللہ علیہ وسلم کے چارہ نہ ہوتا، تو بھلا ان بیچارہ فاسق پیر کو کیسے چارہ ہو سکتا ہے؟ یہ عجیب بے سمجھی اور بے عقلی ہے کہ جن متقیوں کو خدا اپنا دوست فرمائے انکی طرف بظنی ہو، اور جن فاسقوں کو خدا اپنی ہدایت سے بے بہرہ ہونا فرمائے ان کو خدا کا دوست بنایا جائے، خدا ایسے لوگوں کی پیروی سے منع فرمائے اور جاہل بے سمجھ ان کی پیروی کریں، اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے لَا تَطْعَمْنَهُمْ اَشْمَاءُ وَ كَقُرْطَاطٍ (پیروی مت کر دکنہ گارا اور کافر کی) اگر دعویٰ محبت خدا اور رسول کا کسی کو ہے تو اس آیت کے موافق پیروی کر کے دکھائے۔ اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو پس پیروی کرو میری

اللہ تعالیٰ میری پیروی سے تم کو اپنا دوست کر لینگا (دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مَا آتَاكُمُ
 الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) جو کچھ میرا رسول تمہارے پاس لاتے تم اسکو
 اختیار کر لو اور لیلو اور جس بات سے منع کرے اُس سے باز رہو اس ارشاد رب العباد کی خلاف
 جس چیز کو رسول اللہ صلعم منع فرماتے ہیں اسکو کرتے ہیں اور جس چیز کے کرنے کو حکم دیا ہے اسکو
 چھوڑتے ہیں، لیکن دعویٰ ولایت اور مبدع ہدایت اپنے کو جانتے ہیں رَبَّنَا اهْدِنَا الصِّرَاطَ
 الْمُسْتَقِيمَ، رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا، جن لوگوں کی طبیعت میں احکام شریعت
 کی وقعت نہیں، مگر جاہلوں میں ان کی وقعت ہی، بعض لوگ اسپر جمے ہوئے ہیں کہ فلاں
 گدی میں ہمارے خاندان کے لوگ مرید ہوتے آئے ہیں، ہم بھی اُسی جگہ مرید ہوں گے اور اکثر
 جگہ پیروں کا طریقہ بھی یہی ہے کہ باپ مرا اور اُنکا بیٹا اُن کی جگہ قائم ہوا، اور دستار اُنکے سر پر
 باندھ دی گئی، اور وہ فوراً پیر بن بیٹھے، نہ اُس نے سلوک طریقیہ طے کیا ہے اور نہ اُس کو اجازت
 باضابطہ طریقت کی ملی ہے، نہ وہ اتباع شریعت پر قائم ہوا ہے، مگر مریدوں اور گھردلوں نے
 اسکو پیر ضرور ہی بنا دیا، یہ طریقہ بلا سلوک طے کئے ہوئے اور بلا اجازت پیر بن کر گدی پر بیٹھ جانا،
 ایسے لوگوں سے بیعت ہونا یا اسے پیروں کا لوگوں کو مرید کرنا بالکل غلط اور سراسر عقل کے خلاف
 ہے۔ بزرگ کے انتقال کے بعد اس بزرگ کے اولاد میں سے یا اُسکے مریدوں میں سے جس کسی نے سلوک
 طے کیا ہو اور اسکو اجازت بیعت کرنیکی مل چکی ہو اور انہیں بھی جو سب اچھا اور لائق موافق تحقیقات
 علمائے طریقت کے ہو اُس کے سر پر دستار باندھنا چاہیئے۔ ولایت کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے
 ایک نعمت خداوندی ہے چاہے غلام کو عطا فرمائے یا آقا کو، جسکو عنایت فرمادے اُسکی اتباع
 سب کو کرنی چاہیئے، اور یہ مریدی کسی کے گھر کی غلامی بھی نہیں ہے، بلکہ صراطِ مستقیم پر چلنے
 اور خلوص حاصل کرنیکا ذریعہ ہی، یہ اور بات ہے کہ کسی بزرگ کے انتقال کے بعد اسکے سلسلہ کے لوگ

اس بزرگ کے اہل و عیال کی ہر قسم کی خدمت کریں، یہ اچھی بات ہے اور ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ
 إِلَّا الْإِحْسَانُ کی تعمیل ہے، پس اے عزیز! ایسے لوگوں سے کہ جو فاسق ہوں اور خدا انکو
 اپنا دوست نہ فرمائے، اُن سے صحبت نہ ہونا چاہیئے اور انکی صحبت سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ فاجر
 مفقود اور نقصان ظاہر ہے۔ مولنا رومی فرماتے ہیں:-

دست ناقص دست شیطانست دیو زانکہ اندر دام و تکلیف ست ریو

ناقص کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے کیونکہ اُس میں سراسر مکاری اور تکلیف ہے

اور صحبت میں ان کے نہ بیٹھنا چاہیئے، اگرچہ ان سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوں۔

کہ شریعت میں اُسکو استہراج کہتے ہیں، جیسے دلوں کا حال بیان کرنا دلوں پر اثر ڈالنا
 غائب چیزوں کا بتا دینا، خود غائب ہو جانا، شیر کی شکل بن جانا، ہوا پر اڑنا، یہ سب صفت شیطان بعین
 و جوگیان اور برہمنان ہند اور فلاسفران یونان میں بھی ہوتی ہیں، اگر انہی چیزوں کا نام ولایت
 تو شیطان کفار کو بھی ولی کہنا لازم آئے گا، اور صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ولایت کو
 پورا نہ مانا جائیگا۔ کیونکہ کیشف اور خرق عادات ان سے بہت کم ظہور میں آئے ہیں مگر عقائد اصحابہ
 کی ذات مبارک تو کجا تابعین کے مرتبہ کو کوئی ولی یا امام وقت اگرچہ اُس سے کتنی ہی کرامتیں اور
 تصرفات ظاہر ہوتی ہوں نہیں پہنچ سکتا، ولایت قرب حق اور یقین کامل اور کثرت محبت خدا
 و رسول و اتباع حبیب خدا صلعم کا نام ہے، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے دریافت کرنے
 پر ان کے شیخ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کامل کے کمال کی شناخت ایک جملہ میں فرمادی یقیناً
 کاملتر اور حضرت مولنا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاف شناخت ناقص اور کامل کی فرمائی ہے:-

اے بسا ابلیس آدم روئے بہت پس بہر دست نباید داد دست

بہت سے شیطان آدمی کی شکل میں ہیں پس ایک ہاتھ میں بغیر تحقیق ہاتھ نہ دینا چاہیئے

ہر کہ اُو از کشف خود گوید سخن کشف اور اکفش کن بر سر بن

جو کچھ وہ اپنے کشف سے بات کہے تو اسکے کشف کی جوتی اُسکے منہ پر مارے

ما برائے استقامت آدمیم نے پئے کشف و کرامت آدمیم

ہم شریعت کے احکام پر مضبوط رہنے کو آئے ہیں نہ کہ کشف و کرامت کے واسطے آئے ہیں

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "صحبتِ نابین مخالف سے
 نچ اور بدعتی کی صحبت سے بھاگ اور جو سندِ شیخی پر بیٹھا ہے اور عمل اسکے سنت کے خلاف ہو
 زنا، اَلْف زہار اُس سے دور ہو، بلکہ اُس شہر میں مت رہ شاید کبھی تیرا حجان اُسکی طرف ہو جا
 اور تیرے عقائد میں فرق آجائے، وہ پیر چور ہے چھپا ہوا، اور جال ہے شیطان کا اگر چہ اُس سے
 خرق عادات طرح طرح کے دیکھے تو اور دنیا سے بے تعلق اُسکو پائے، تو بھاگ اُسکی صحبت سے چلے
 کہ بھاگتے ہیں شیرے، مقصد شریعت طریقت حقیقت معرفت سب کا یہ ہو کہ بندہ خاکی کی بخشش
 ہو جا اور اسکا پہلا ذریعہ شریعت کی اتباع ہے اور اعمال شریعت میں خلوص پیدا ہو جا یا یہ طریقت ہے
 کسی کے حال و حال کشف و کرامت پر انحصار بخشش کا نہیں ہے، جو حال یا کشف یا خرق عادات متقی
 سے ظاہر ہوں وہ نور ہے اور اُسکو کرامت اور برکت کہیں گے، اور جو خلافِ شرع لوگوں سے ایسی
 باتیں ظاہر ہوں اُسکو اتدراج کہیں گے، اب میں اُن لوگوں کے حالات بیان کرتا ہوں جن پر لایٹ
 کے آثار پیدا ہوں اور علماء اُمّتی کا نبیاء بنی اسرائیل اور العلماء و شہداء الانبیاء کے وہ
 مصداق ہوں اور اُن کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سینہ کو نورِ باطن سے منور کیا جائے اور ہاتھ اٹکا گویا ہاتھ خدا
 کا ہو، جیسے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں :-

چوں یہ اللہ فوق ایدھیں ہم بود دست اُوراد دست خود فرمود واحد

جب اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہو ایسے لوگوں کے ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ فرمایا

چوں قبول حق بود آں مرد راست دست او در کار بادست خداست

جس بندہ کو خدا اپنا مقبول کرے اُسکا ہاتھ تمام کاموں میں گویا ہاتھ خدا کا ہے

ظاہر میں متبع سنت ہو، اُسکے دیکھنے سے خدا یاد آئے، اُس کی صحبت میں بیٹھنے سے محبت دنیا سر ہو اور محبت خدا اور رسول غالب ہو، وساوس شیطانی و خطرات نفسانی کم ہوں، وہ خدا کی عبادت میں اکثر مشغول رہتا ہو، اپنی تعریف نہ کرتا ہو، طامع نہ ہو قانع ہو، ضروریات کو لیکر فضولیات کو چھوڑنے والا ہو، اسکی صحبت میں دنیا کی باتیں کم ہوتی ہوں، اکثر ذکر خیر موتا ہو اس کے مرید اکثر نیک ہوں اور خدا اور رسول کی محبت کا جذبہ رکھتے ہوں، جب یہ باتیں اُس میں موجود ہوں تو اس سے قصد محبت کرنا چاہیے لیکن قبل از بیعت استخارہ کرنا چاہیے، کیونکہ استخارہ کرنا سنت ہے اور پیران عظام کا یہ ہی طریقہ رہا، اگر استخارہ میں بھی اس بزرگ کی خوبی معلوم ہو تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے، انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ضرور فائدہ پہنچے گا، اگر مقدر سے بوجہ شامت اعمال باطنی فائدہ نہ بھی پہنچا تو نقصان بھی نہ ہوگا اسکی محبت اور پیروی بخشش کے واسطے کافی ہوگی، حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

پیر را بگزین کہ نے پیر این منہ ہست ہر آفت و خوف و خطر

اپنے لئے مرشد بنا کیونکہ بغیر پیر کے یفر نہایت پر آشوب و خطرناک ہے یعنی شیطان کی

دامن او گیسر ز تو تر بیگیاں تار ہی از آفت آخر زماں

بلا شک اس بندہ خاص کا دامن جلد کپڑا تاکہ اس آخری زمانہ کی آفتوں سے بچے

فصل پانچویں در اثبات بیعت

اے عزیز! جب تجکو شیخ ان صفات کا مل جائے کہ جسکی شناخت فصل تلاش مرشد میں بیان کی جا چکی تو تجھ کو اس سے بیعت ہو جانا چاہیے، کیونکہ بیعت ہونا سنت ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل میں ایک فصل مفصل و بارہ استدلال بیعت تحریر فرماتے ہیں کہ جو قرآن و حدیث سے استنباط کیا گیا ہے، خلاصہ اسکا یہ ہے کہ "بیعت ہونا سنت ہے" اور اس میں تحقیق شاہ عبد الرحیم صاحب شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہے۔ اور سالہ ارشاد الطاہرین میں قاضی ثناء اللہ صاحب بانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علم باطن فرض ہے اور طلب طریقت واجب ہے اور بیعت ہونا سنت ہے" اور اکثر ہزار اہل علم و صلحاء نے سلسلہ طریقت میں بیعت کی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو ہندوستان میں علم حدیث کے مرکز ہیں، علم طریقت میں بیعت ہیں، اور علم طریقت میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور جس طرح علم شریعت کی سند کے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانی ہے، اسی طریقہ سے علم طریقت کی سند بھی عن فلاں عن فلاں تا بجناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پہنچاتے ہیں۔

فصل چھٹی حقوق پیر ادب میں

اے عزیز جب تجھ کو یہ معلوم ہو گیا کہ بیعت ہونا سنت ہے اور علم باطن کا حاصل کرنا فرض ہے تو بیعت ہو کر کچھ عرصہ تک اپنے پیر کی خدمت میں باادب، کیونکہ پیر حقیقی نائب پیغمبر ہے، تاکہ تجھ کو فائدہ پہنچے اور نقصان سے بچے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے: "کہ بے ادب فضل حق سے محروم رہتا ہے" اور فرمایا ہے حضور نے "جس چھوٹے نے بڑے کا ادب نہیں کیا وہ نہیں ہے مجھ سے" انسان علم و ادب کے بزرگی حاصل کرتا ہے۔ کسی شاعر نے غزلی میں کہا ہے:-

ولا بالمال ولا بالنسب

نہ کہ مال اور حسب نسب سے

شرف الانسان بالعلم والادب

انسان کی بزرگی علم و ادب سے ہے

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

ادب تاجیت از فضل الہی بندہ بر سر ہر جا کہ خواہی

ادب خدا کے فضل - ایک تاج ہے (چنانچہ) ادب کا تاج سر پر رکھا اور جہاں چاہے جا

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

از حد خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں (کیونکہ) بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہتا ہے

اب میں اس معاملہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کا

ترجمہ لکھتا ہوں، آپ سالہ سبب سعاد میں فرماتے ہیں "حقوق پیر کے تمام اہل حقوق سے بالاتر

ہیں، بلکہ نسبت نہیں رکھتے ہیں، حقوق پیر کے دوسروں کے حقوق کے ساتھ بعد انعامات

حضرت حق سبحانہ و احسانات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلکہ پیر حقیقی بہت سول ہے۔ پیدائش

ظاہری اگرچہ والدین سے ہے، مگر پیدائش باطنی متعلق ساتھ پیر کے ہے، پیدائش ظاہری کو زندگی

چند روزہ ہے اور پیدائش باطنی کو زندگی ہمیشہ کی ہے، ناپاکی باطنی مرید کو پیر ساتھ قلب و روح

اپنے کے صاف کرتا ہے اور پاک کرتا ہے اٹکنہ اس کے کو بیچ تو جہات نسبت کے، بعض

مریدین کے ساتھ واقعہ محسوس ہوتا ہے کہ باطن مرید کی صفائی کرنے میں مرید کی آلودگی پیر کی

طرف دوڑتی ہے اور ایک عرصہ تک مکدر رکھتی ہے، پیر ہی ہے جس کے ذریعہ اور وسیلہ سے مرید

خدا کے تعالیٰ تک پہنچتے ہیں، جو کہ تمام سعادات دنیوی و اخروی سے بہتر ہے۔ پیر ہی کے

ذریعہ سے نفس آمارہ جو کہ بالذات خبیث ہے، پاک و صاف ہوتا ہے اور آمارگی کی طرف سے

اطمینان ہوتا ہے اور جبلی کفر سے اسلام حقیقی پرا آتا ہے مع

"گر گویم شرح آں بحیر بود"

پس مرید کو اپنی سعادت پیر کی قبولیت میں جانا چاہیئے اور اپنی شقاوت اسکے رد میں۔ نحوذ
 باللہ سبحانہ من ذلک حق سبحانہ کی خوشنودی پیر کے پردہ کے پیچھے رکھی ہے۔
 جب تک کہ مرید پیر کی مرضی میں اپنے کو گم نہ کر دے گا، اللہ سبحانہ کی مرضی تک نہ پہنچے گا۔ پیر کے
 آزار میں مرید کی آفت ہے، جو لغزش اس کے بعد ہو اسکا تدارک ممکن ہے، لیکن پیر کے آزار
 کی کوئی چیز تدارک نہیں ہے، پیر کا آزار خاص مرید کے لئے شقاوت کی جڑ ہے عیاذ باللہ
 سبحانہ من ذلک اور معتقدات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں فتو
 یہ اس کے نتیجے اور پھیل ہیں اچھے حالات کہ جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں، اُن کا کیا کہنا؟ اور اگر
 باوجود آزار پیر کے کوئی اثر باقی رہے تو اُس کو استدراج خیال کرنا چاہیئے، کیونکہ وہ آخر خرابی
 کی طرف کھینچے گا، اور سوائے نقصان کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ اختتامی اور نیر حضرت امام ربانی
 مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسی رسالہ سیدہ و معاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ اعتقاد مرید کا ساتھ ^{فضیلت}
 اور اکملیت پیر کے محبت ثمرات سے ہے اور نتیجہ سے مناسبت کا کہ جو فائدہ کا سبب ہے۔ لیکن چاہیئے
 کہ پیر کو اس جماعت پر فضیلت نہ دے کہ جن کی فضیلت شرع میں درج ہے، کہ باعث
 ہے افراط محبت کا اور ایسی محبت مذموم ہے۔ شیعہ افراط محبت الہیت میں خراب ہوئے
 اور نصاریٰ فرط محبت عیسیٰ علیہ السلام میں کہ انھوں نے اللہ کا بیٹا کہا، اور خسارہ ابدی میں
 پڑے، لیکن اگر سوائے ان کے فضیلت دے تو جائز ہے بلکہ طریقت میں واجب اور یہ

لے سوائے اُنکے کے لفظ سے مراد وہ بزرگ ہیں جن پر ولایت کا اکثر اُمت کا اتفاق ہے، جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
 و حضرت خواجہ نقشبند و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت قطب الدین بختیار کاکی
 و حضرت فرید الدین گنج شکر و حضرت جمال الدین تھانوی و حضرت نظام الدین اولیاء و حضرت مخدوم علی احمد صابر
 و حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت مجدد الف ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، بلکہ فضیلت دینا مرید کا بجا کلت بے خشنودی
 زمانہ موجودہ کے بزرگوں پر مراد ہے اور ایسے بزرگوں کی ولایت کے نہ ماننے والے کو فاسق کہتے ہیں۔

فضیلت دنیا مرید کے اختیار میں نہیں ہے، بلکہ مرید مستعد میں بے اختیار یہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے
 اور اس وسیلہ کے ساتھ کمالات پیر کو اخذ کرتا ہے، اور اگر فضیلت دنیا مرید کا اُس کے اختیار میں ہے
 اور ساتھ تکلف پیدا کرتا ہے، یہ جائز نہیں ہے اور نہ اسکا کچھ ثمرہ ہے اور اسکو طریق صوفیہ سے
 زیادہ حصہ ملتا ہے کہ جسکی فطرت میں تقلید و پیروی زیادہ ہوتی ہے۔ پس دار و مدار اس جگہ تقلید
 پر ہے اور حصر امر کا اس جگہ پیروی و تقلید انبیاء علیہم السلام پر ہے، انکی تقلید اعلیٰ درجوں
 پر پہنچاتی ہے، اور پیروی اصفیاء کی بندگی مرتبہ پر پہنچاتی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 جو فطرتاً تقلید زیادہ رکھتے تھے اپنی سعادت سے تصدیق نبوت بہت جلد فرمائی، اور اسی
 وجہ سے صدیقیوں کے سردار ہوئے، اور ابو جہل لعین استعداد تقلید اور اتباع کی کم رکھتا تھا
 اس لیے اس سعادت کے فائدہ نہ اٹھایا اور وہ پیشوا ملعونوں کا ہوا، مرید جو خوبی اپنے میں پاتا ہے
 وہ پیر کی تقلید سے پاتا ہے، خطائے پیر صواب مرید سے بہتر ہے، اس واسطے کہ حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ سہو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو رکھتے تھے يَا لَيْتَنِي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا
 و حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شانِ بلال رضی اللہ عنہ میں سرایا کہ سین بلالؓ
 عند اللہ شین ہے، کیونکہ بلالؓ عجی تھے اور اذان میں أَشْهَدُ کی جگہ أَشْهَدُ کہتے تھے
 پس خطا بلالؓ کی اوروں کی صواب بہتر ہے مع برا شہد تو خندہ زندا سہد بلالؓ اور حضرت
 مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "طالب کو چاہیئے کہ روئے دل تمام باتوں سے پاک کر کے
 پیر کی طرف متوجہ رہے اور شیخ کی موجودگی میں بے حکم اُس کے نوافل اور ذکر میں مشغول نہ ہو
 اور اُس کے حضور میں کسی اور کمیطرف مخاطب نہ ہو اور ہمہ تن پیر کی طرف متوجہ رہے مگر جو حکم
 دے اُس کی تعمیل کرے اور سوائے نماز فرض واجب سنت اُس کے سامنے نہ پڑھے اور ایسی
 جگہ نہ کھڑا ہو کہ سایہ مرید کا پیر کے جسم پر یا اُس کے کپڑے پر پڑے اور اُس کے مصلے پر پیر نہ

رکھے اور پیر کے وضو کی جگہ طہارت نہ کرے اور اس کے خاص برتن استعمال کو اپنے
 کام میں نہ لائے، اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیے، اور نہ کسی سے بات کرے
 اسکی غیر موجودگی میں اس کی خاص جگہ میں پیر نہ پھیلائے۔ اور تھوک اسکی طرف نہ ڈالے
 اور اس کے کاموں پر اعتراض نہ کرے، کہ سوائے افسوس اور بد نصیبی کے کچھ حاصل نہیں۔
 اور پیر کے تمام اعمال لباس کھانے پینے عبادت کرنے نماز پڑھنے میں پیروی کرے کشف
 و کرامات اس سے نہ چاہے۔ کیونکہ معجزات طلب کرنیوالے انبیاء علیہم السلام سے کفار تھے
 اگر کوئی شبہ ہو تو بے توقف اسکو عرض کرے، اگر شبہ حل نہ ہو تو اسکو اپنی بے سمجھی پر محمول
 کرے اور جو واقعات مرید کو پیش آئیں اس کو پیر سے نہ چھپائے، کیونکہ مرید حق و باطل میں
 پوری تمیز نہیں رکھتا ہے، اور آواز اپنی پیر کی آواز پر بلند نہ کرے، اور بات پکار کر نہ کرے کہ
 بے ادبی ہے۔ اور مرید کو جو فیض و فتوح ہو اسکو بواسطہ پیر جانے۔ اگر کسی دیگر بزرگ کی
 شکل میں فیض یا فائدہ پہنچے تو وہ فیض خاص پیر ہی کا ہے کہ لطائف پیر کے مناسب اور طاب
 ظاہر ہوئے ہیں، دوسرے بزرگ کا سمجھنا نہایت غلطی ہے۔ سچ ہے کوئی بے ادب ایک نہایت
 تمام ہوا کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا، اب کتاب حقیر محمد تہا علی طلبہ حق سے کہ
 جو کچھ حضرت مجدد صاحب نے آداب مرید و حقوق پیر فرمائے ہیں، یہ سب بجا اور درست ہیں بلکہ میں
 فی الجملہ اس میں اختصار کیا ہے، لیکن یہ حقوق اور آداب ان پیروں کو سنرا دار میں کہ جنکی صفت فصل
 تلاش مرشد میں لکھی گئی ہے، اگر کوئی پیر ان صفات کے خلاف ہو تو وہ نہ مرشدی کے قابل ہے اور
 نہ ادائے آداب کا سنرا دار، اور اتباع پیر کی اور پیر کے اعمال کی گرفت نہ کرنا، حضرت مجدد
 صاحب کی مراد اس سے اتباع معاملہ طریقت میں ہے کہ جس کو سلوک کہتے ہیں، اگر کوئی پیر
 خود نماز نہ پڑھے یا دھاڑھی منڈائے یا کترائے یا عورتوں سے پردہ کو اپنے لئے ٹھیک نہ جانے

اور جوئل شریعت میں حرام ہے اُسکا مرتکب ہے تو ہرگز ہرگز ایسا پیر نہ پیری کے لائق ہے
 نہ اُس کی پیروی کی ضرورت، جب یہ ہوں رضا مندی خدا و اتباع حبیبِ خدا صلعم کے واسطے
 اور وہ پیر خود خدا سے دور ہو اور دوسروں کو بھی دور کرنے والا ہو، تو ایسے پیر کو خلیفہ شیطان
 سمجھنا چاہیئے، حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ۵

دستِ ناقص دستِ شیطانست دیو زانکہ اندر دامنِ تکلیف است ریلو
 ناقص کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے اس لئے اس جال اور مصیبت کے بچ

فصل ساویں اس تحقیق میں کہ جو حیاتِ پیر اول دوسرے پیر کر سکتا ہے

فی زمانہ بعض پیر اپنی طمع نفسانی و کسر شان ہونے کی وجہ سے اپنے مریدوں کو غلط
 مسئلہ طریقت کا بتلاتے ہیں، کہ اب سوائے ہمارے کسی طرف رجوع نہ کرنا تمہارا فرض ہو
 تم ہمارے جھنڈے کے نیچے آ چکے، اب دوسری جگہ بیعت نہیں ہو سکتے، اگر ہوئے تو ہم
 تمہارا نام مریدوں کے دفتر میں سے کاٹ دیں گے، تمہاری شفاعت نہ کریں گے، غرض کہ ایسی بہت
 سی فضول باتیں جاہلوں کو سمجھاتے ہیں، یہ سب باتیں بے اصل ہیں، اور حقیقتاً شرارتِ نفس کی
 بے شک خدا کے مقبول بندے گنہگار لوگوں کی شفاعت کریں گے اور ان کا وجود خلق کے
 واسطے باعثِ رحمت ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سب مریدوں
 سے فرمایا کہ خدا نے ایک سے ایک زیادہ پیدا کیا ہے، تم مجھ سے بہتر شیخ تلاش کر لو اکثر مرید
 آپ کے یہ عرض کرنے لگے کہ آپ کو چھوڑ کر ہم کہیں نہیں جائیں گے، مگر بعض اشخاص گئے بھی

مگر بعد تلاش پھر واپس آ گئے، اور عرض کیا کہ آپ جیسا بزرگ نہ ملا۔ یہ حضرت خواجہ باقی باللہ
رحمۃ اللہ علیہ کی کمال بے نفسی اور کمال کا ثبوت ہے، کہ جن کی ایک توجہ سے نانباتی آپ کی
ہم شکل بن جائے اور قریب حق میں بھی اسی کمال کو پہنچ جائے اور جن کے حضرت مجدد الف ثانی
جیسے خلیفہ ہوں ان کا ایسا فرمانا بے نفسی کی بین دلیل ہے، اسی واسطے آپ کو خواجہ بے
بھی کہتے ہیں، اکثر کبرائے دین نے کسی نے چار کسی نے تین کسی نے دو کسی نے ایک ہی پر
قناعت کی ہے، حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
و حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر کبرائے دین نے کئی کئی پیر کے
ہیں، لیکن ایسا کب کیا ہے کہ پیر کا انتقال ہو گیا یا پیر سے ایک سلسلہ کا سلوک ختم ہو گیا یا
تک جہا پیر کی ترقی تھی وہاں تک کر چکا، یا پیر سے ہمیشہ کیلئے دور ہو گیا یا جو کچھ پیر نے ذکر و فکر بتلایا،
اُس پر موافق ارشاد پیر کے دو تین برس شب و روز مخاطب رہا، پھر بھی فائدہ قریب حق میں کم پایا
یا نہ پایا، یا ان کے عقائد یا معاملہ کو خراب پایا، ان سب صورتوں میں دوسرا پیر کر سکتا ہے۔
بلکہ طالب حق کو دوسرا پیر کرنا نہایت ضروری ہے، لیکن جو شخص اس واسطے کسی بزرگ سے
بیعت ہوا ہو کہ میں اس بزرگ کے ہاتھ پر توبہ کر کے آئندہ گناہ سے اجتناب کروں یا اسلئے
بیعت ہوا ہو کہ اس بزرگ کی ذات دنیا و آخرت میں میرا وسیلہ بنے۔ اس بیعت اول کو
بیعت توبہ کہتے ہیں اور دوسری بیعت کو بیعت توسل کہتے ہیں، ان دونوں بیعت کرنی والوں
کو کسی اور جگہ بیعت ہونے کی ضرورت نہیں اور وقت بیعت طالب کی نگاہ میں یہ بزرگ سب سے
اپنے زمانہ میں اور اس طالب کی تحقیق میں جب اچھا ثابت ہو چکا ہے تو اب پھر اس کی خلاف
سابقہ پیر کی برائی اور دوسرے پیر کی بھلائی کرنے کا طالب کے پاس کوئی معیار اور
کوئی ترازو ہے، اس لیے اس کو دوسرا پیر کرنے کی ضرورت نہیں اور جس شخص طالب حق کو

شیخ سے باطنی فائدہ پہنچ رہا ہے، اس کا بھی بلا وجہ ادھر ادھر شیخ کی تلاش کرنا اور جگہ جگہ مرید ہوتے پھرنا بوالہوسی اور نہایت خراب بات ہے، ایسے آدمی کو ہر جانی کہتے ہیں جو نہایت موم ہے اکاھی بیعت شریعت میں بہت قسم کی ہے، لیکن طریقت میں رواج تین قسم کی بیعت کا ہے، بیعت توبہ، بیعت توسل، بیعت کسب سلوک واسطے قرب حق اور تزکیہ اور تصفیہ نفس کے جو تیسری بیعت کسب سلوک کی ہے، اسکے طالب کے واسطے اوپر لکھا گیا ہے کہ صورتہائے مذکورہ بالا میں وہ دوسری جگہ بیعت کرے اور اُسکو بیعت ہو کر قرب حق حاصل کرنا چاہیئے۔ لیکن بیعت توبہ اور بیعت توسل میں تکرار بیعت کی ضرورت نہیں۔ اب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا ترجمہ کرتا ہوں، کسی نے آپ سے سوال کیا کہ باوجود حیات پیر اگر طلب حق کے واسطے کسی دوسرے پیر کے پاس جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے اسکا جواب یہ تحریر فرمایا کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر وسیلہ ہے طرف قرب حق کے، اگر طالب خدا اپنی ہدایت کا راستہ دوسرے پیر کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اُسکی صحبت میں اور خدا کی محبت میں کیسویئے تو جائز ہے کہ زندگانی پیر میں بغیر اُس کی اجازت کے دوسرے پیر کے پاس چلا جائے، اور طلب ہدایت اُس سے چاہے، مگر چاہیئے کہ پیر اول سے انکار نہ کرے اور سوائے نیکی کے اُسکو یاد نہ کرے، عام طور پر پیری اور مریدی اس وقت کی سوائے رسم و عادات کے نہیں رہی ہے اکثر پیر اس وقت کے اپنے سے ہی خبر نہیں رکھتے ہیں اور ایمان کو کفر سے جدا نہیں کر سکتے کسی شاعر نے حسب موقع کہا ہے،

آگہ از خوشنیتن چوں نیست جنیں چہ خبر دارد از چنان و جنیں!

جب اپنے حال سے ہی آگاہ نہیں تو دوسروں کے حالات سے کیا داہوگا

افسوس اُس مرید پر کہ اس طرح اعتقاد پیر کے ساتھ کر کے بیٹھا رہے اور دوسرے شیخ

کے پاس نہ جائے اور راستہ خداوند جل شانہ کا تلاش نہ کرے، یہ خطرات شیطانی ہیں کہ
 پیر ناقص کی زندگانی سے طالب کو حق تعالیٰ سے جدا کرتے ہیں، جس جگہ راستہ ہدایت کا کھلا
 ہوا پائے، بے توقف رجوع کرے، اور وسوسہ شیطانی سے پناہ مانگے، امام الطریقہ حضرت خلیفۃ
 نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا فتوایٰ علمائے بخارا سے لیلیٰ ہے کہ اگر ایک پیر سے
 خرقة ارادت لیا اور دوسرے سے تعلیم اور تیسرے کی صحبت سے فائدہ اٹھایا، یہ تینوں دتیں
 اگر ایک جگہ ملجائیں تو نعمت ہی، اور جائز ہے کہ تعلیم اور صحبت کئی پیروں سے فائدہ اٹھائے، اور
 حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مثل میرے پیروں کے پیر کھتا
 ہو، اُسکو دوسرے پیر کے پاس نہ جانا چاہیئے، مگر پیر ناقص سے ضرور علیحدہ ہو کر دوسرے پیر کی
 طرف رجوع کرنا چاہیئے، کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھا جائے بلکہ ایسے پیر
 کی صحبت میں بیٹھنا اپنی استعداد کو ضائع کرنا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ
 علیہ اپنی کتاب "قول الجہیل" میں فرماتے ہیں کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
 اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے، حضرات خواجہ عزیزان علی راستینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باہر کہ نشینی و نہ شد جمع دلت	وز تو نہ رسید صحبت آب گلت
جس کسی کیساتھ تو بیٹھے اور تجھے اطمینان	اور تیرے دل سے دنیا کی محبت دور نہو
زہار ز صحبتش گزراں می باش	ورنہ نہ کند روح عزیزاں بکلت
قطعاً ایسے لوگوں کی صحبت سے بھاگ	ورنہ روح نیک بندوں اور خاصان حق

کی تجھ سے خوش نہ ہوگی۔

باب دسوا

فصل اول بیان طریقہ نقشبندیہ میں

یہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ اول حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہے۔ جن کا ایمان تمام امت کے ایمان سے بھاری اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام عمر کی نیکیوں سے ان کی ایک نیکی جناب سول اللہ صلعم نے بہتر فرمائی ہے، غرض کہ امت میں بالافاق بعد نبیائے کرام علیہم السلام کے آپ کا مرتبہ ہے، کہ حجۃ کے روز ہر ملک میں ہر خطیب ممبر پر یہ پڑھتا ہے خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرات ابابکر رضی اللہ عنہ وصدقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نام سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا ہے۔ کیونکہ آپ امام الطریقہ ہیں، اس جگہ صرف طریقہ نقشبندیہ کے اصول اور خوبیاں اور آسانیاں بیان کی جاتی ہیں، طریقہ عالیہ سلسلہ متاثر کے امام قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ، اور طریقہ چشتیہ کے امام خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور طریقہ سہروردیہ کے امام شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جب حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ علم طریقت میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے اور زمانہ آپ کے ارشاد کا آیا اور آپ کے مرشد

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازتِ طریقہ عنایت فرمائی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے اُمت کیلئے آسانی کرنے والا پیدا فرمایا تھا، جب آپ نے طرقِ صوفیہ میں طلبہ حق کو دیکھا اور سنا کہ کسی نے سالہا سال سے سونا ترک کر دیا ہے اور کسی نے شب کو جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا اختیار کیا ہے، اور کسی نے دو ختم کلام اللہ روز پڑھنا مقرر کیا ہے، کسی نے پانچ رکعتیں روز پڑھنا اپنا معمول کر لیا ہے، کسی نے ایک کبل میں تیس تیس چالیس چالیس برس گزارے ہیں، کسی نے اسی برس تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا، کسی نے پیر پھیلا نام تو فرما کر دیا، کوئی بوجہ ضعف پیری یا بیماری سے اذکارِ طریقہ مبارک حضراتِ صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ادا کرنے میں مجبور و معذور ہے اور وقت اس کا غفلت میں گذرتا ہے اور ارشاد حق جل و علا قَدْ كَفَّرَ اللَّهُ قِيَامًا وَقَعُودًا وَعَلَى الْجَنُوبِ كَعْدٌ (ترجمہ) اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے (ہر حال میں) کی تعمیل میں قاصر رہے اور وقت بے کار جاتا ہے، تو کُلُّ امْرِئٍ مَرَهُوْنٌ بِأَفْقَاتِهِا نے ظہور پکڑا، نوشتہ روزِ ازل نے سینہ مبارک حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میں جوش پیدا کیا، اور آپ سر بسجود ہو کر خدا کی جناب میں عرض کر نیلگے "اللہ اُمت کے قویٰ ضعیف ہو گئے، اب انہیں قوت و ہمت سختی کھینچنے کی نہ رہی، زمانہ خیر و برکت نبوت کا انسے دور ہوا جاتا ہے اپنے فضل سے مجھ کو ایسا طریق عنایت فرما جو کہ آسان ہو، اور تجھ تک جلد پہنچنے والا ہو" پندرہ روز تک آپ سجدہ میں گریہ و زاری کرتے رہے صرف نمازِ جماعت اور حوائجِ ضروری کو حجرہ سے باہر تشریف لاتے، پندرہویں روز دیرائے رحمت الہی موصرن ہو کر امام ہوا کہ اے محمد بہا، الدین! ہم تجھ کو وہ طریق عنایت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے حبیب صحابہ میں تھا، یعنی وقوفِ قلبی اور اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور سرسجدہ سے اٹھایا اور اس طریق جدید کو رواج دیا بفضلہ
 تعالیٰ اس طریق نے ایسی ترقی کی کہ اب کروڑوں آدمی اس سلسلہ مبارک میں ہیں اور بوجہ قبولیت
 مثل آفتاب کی روشنی کے تمام روئے زمین پر پھیل گیا، ملک روم شام کردستان عرب بخارا ترکستان
 کابل چین ہندوستان سب جگہ خلفاء و طلبہ نقشبندیہ بکثرت ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور زیادہ
 کرے آپے لوگ دنیا کرتے کہ آپ کے اس سلسلہ جدید میں کیا فائدہ ہے؟ تو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
 علیہ فرماتے کہ طرق سب مبارک اور نور علی نور ہیں اور سب خدا تک پہنچتے ہیں، لیکن جو طریق خدا
 پاک نے مجھ کو عنایت فرمایا ہے، اُس میں آسانی بہت ہی، اور اس سے بہت جلد خدا تک پہنچتا
 ہے، ذکر قلبی میں جذبِ ربانی ہے اور ذکرِ ربانی میں سلوک، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
 علیہ فرماتے ہیں ما مراد انیم، ما فضلیا نیم یعنی ہم مطلوبوں میں سے ہیں ہم فضل والوں میں سے ہیں۔

آگاہی: طلبہ حق میں ایک مراد ہوتے ہیں ایک مرید، مراد وہ لوگ ہیں جن کو خدا خود
 اپنی طرف کھینچے، اور مرید وہ لوگ ہیں جو خود سعی کر کے خدا کی طرف چلیں، غرض کہ جقدر عبادات
 ربانی و جسمانی اور مالی ہیں، یہ سب سلوک میں داخل ہیں، اور ذکر قلبی اور فکر قلبی میں جذبِ ربانی
 ہے، جذب اور سلوک میں بہت بڑا فرق ہے، ایک کو خود خدا اپنی طرف کھینچے اور ایک اپنی
 کوشش سے خدا کی طرف جائے، مثال اس کی ایسی ہے کہ ایک شخص پیدل سفر کرے اور ایک شخص
 کو ریل، یا جہاز یا موٹر یا کوئی سواری خود لیجائے، جس طرح اس میں آسانی اور جلدی ہے اسی طرح
 ذکر و فکر قلبی میں آسانی ہے۔ علاوہ اس کے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جسم کے اندر ایک
 گوشت کا ٹکڑا ہے، اگر وہ صالح ہے تو تمام جسم صالح ہے اور اگر وہ فاسد ہے تو تمام جسم فاسد ہے
 وہ کیسا ہے؟ دل ہے جب دل میں ذکر و فکر خدا ہوگا اور اس کی اصلاح ہوگی تو تمام جسم آپ
 ہی درست ہو جائے گا؟ ذکر قلبی یا وغیرہ خرابی سے پاک رہتا ہے، نہ کوئی واقف ہوتا ہے اور

نہ کوئی تعریف کرتا ہے، خدا جانے اور بندہ جانے، اور رہبرانِ طریقہ نقشبندیہ اپنے طلبہ کو کعبہ مقصود کی طرف نہایت پوشیدہ طور پر لیجاتے ہیں، اسید واسطے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہ پنہاں کسرم قافلہ را
حضرات نقشبندیہ عجب قافلہ کے سرار ہیں
کہ پوشیدہ طور پر اپنے طلبہ کو حرم میں لیجاتے ہیں
اند دل سالک رہ جاؤ بصحبتِ شایاں
می برد و سوسو خلوت و فکر حلیہ را
سالک کے دل سے انکی صحبت کی کشش
خلوت کے خیال اور حلیہ کی فکر کو مٹا دیتی ہے
اور ایک دوسری جگہ یہ فرماتے ہیں :-

تو نقش نقش بنداں را چہ دانی؟
تو شکل پیکر جاں را چہ دانی؟
تو نقش نقشبند کو کیا جانے؟
تو جان کے جسم کی شکل کو کیا جانے؟
گیاہ سبز داند قدر باراں
تو خشکی مت درباراں را چہ دانی؟
سبز گھاس بارش کی قدر جانتی ہے
تو خشک ہے بارش کی قدر کیا جانے؟
ہنوز از کفر و ایمان خبر نیست
حقانقہائے ایماں را چہ دانی؟

ابھی تجھے کفر و ایمان کی ہی خبر نہیں ہے (پھر بھلا) تو کمالاتِ ایمان کو کیا جانے؟

ذکرِ زبانی میں اکثر ریا پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگ اُسکو اچھا کہنے لگتے ہیں، اگر فضلِ خدا

نہ تو تمام کیا کرایا غارت ہو جاتا ہے، اور ریا سے فعل کا پاک رہنا صدیقیوں کا کام ہے

علاوہ اس کے فضیلتِ ذکرِ خفی کی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اذْعُرَّا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا

وَّخُفْيَةً (تسجدہ: اپنے رب کو آہستہ دلوں میں پکارو) ارشادِ رب العباد ہے، اور حدیث

شریف میں وارد ہوا ہے کہ "ذکرِ خفی (یعنی ذکرِ قلبی) زبانی ذکر سے ستر حصہ افضل ہے بہشت

بیاری کے وقت یا اخیرِ عمر ضعیفی میں طالبِ ضربیں ذکر کی نہیں لگا سکتا اور وقت مرنے کے

اکثر زبان بند ہو جاتی ہے اور اکثر مرنے کے وقت آدمی ناپاک رہتا ہے، ایسی حالتیں
 ذکر زبانی کیسے ہو سکتا ہے، اور بحالت سونے کھانے پینے بات کرنے ان سب حالتوں میں
 ذکر زبانی کرنا محبور ہے اور تعمیل حکم و اذکار و اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنب و بکر اور ارشاد
 وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (ترجمہ: اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے
 یقین یعنی موت آجائے) پر کیسے عامل ہو سکتا ہے؟ مگر باں ذکر قلبی ہر حالت میں جاری
 رہ سکتا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ذکر قلبی سلامتی
 ایمان کا اچھا ذریعہ ہے اور نماز با اطمینان ہوتی ہے اور جو شخص ذکر لسانی (زبانی) کو ذکر خفی
 پر ترجیح دے وہ منکر قرآن و حدیث ہے، وقت جانکونی میں سخت پریشانی بیماری کی شدت
 دنیا کے چھوٹنے کا غم، عزیز و اقارب سے فراق، قبر کی اندھیری اور تنگی اور بے بسی اور تنہائی کا فکر
 ایسی حالت میں کوئی چیز یاد نہیں رہتی، مگر وہ یاد رہتی ہے جسکو وہ بہت دوست رکھتا ہے یا ہر
 وقت اس کا خیال و لمیں رہتا ہے،

راست فرمود آل سپہدار بشر کہ ہر آں کہ کرد از دنیا گذر

سچ نہر مایا سردار بشر نے کہ جو دنیا سے جاتا ہے،

نہستش درد و دریغ و عین موت بلکہ ہستش صد دریغ از ہر فوت

اسکو صر تکلیف اور موت ہی افسوس نہیں ہوتا بلکہ اسکو اپنے دنیا سے خالی ہاتھ جانیکا بہت افسوس ہوتا ہے

دل مثال کیمہ اور گراموفون کے ہوتا ہے جو کچھ دم آخر میں اس میں عکس پڑ جاتا ہے، وہی بولتا اور

پیش کرتا ہے یعنی قبر و حشر میں بولیکا اور پیش کرے گا بموجب حدیث شریف لَمَّا تَعْلَشُونَ

تَمُوتُونَ وَكَمَا تَمُوتُونَ تَبْعَثُونَ (ترجمہ: تم جس طرح زندگی گزارو گے اسی

طرح مرو گے اور جس حالت میں مرو گے، اسی حالت میں قبر سے حشر کے دن اٹھو گے، او

اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں فرمایا ہے اَلْيَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ اَلَّذِينَ اتَّقَوْا
 اللہ بَقَلْبٍ سَلِيمٍ (ترجمہ: قیامت کے دن نہ مال کچھ فائدہ دیگا اور نہ اولاد، مگر جو شخص
 اللہ کے پاس قلب سلیم لایا ہو) اور دیگر طرق مبارکہ میں ذکر قلبی آخر میں بتلاتے ہیں اور طریق نقشبندیہ
 میں اول اور طرق مبارکہ میں اخذ فیض اور ذکر اکثر اسماء و صفات الہی سے طالب کو مستفیض کر کے
 ذات باری تعالیٰ کی طرف مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن طریق نقشبندیہ میں اکثر ذکر اسم ذات اور تمہت
 طالب کی ذات بحت کی طرف مخاطب کرتے ہیں، اسی واسطے امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبند
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اول ما احسر ہر منتهی آخر ما جیب تننا تہی !

ہماری ابتدا اوروں کی انتہائے اور ہماری انتہا دامن آرزو خالی کر دیتا ہے

اور اس طریقہ نقشبندیہ میں پیروی سنت زیادہ ہے اور ترقی کا انحصار زیادہ ترا اتباع سنت

پر رکھا ہے، بموجب اے شاد باری تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
 (ترجمہ: اے رسول کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ میری پیروی

سے تم کو اپنا دوست کر لے گا) جو طریق سنت کی پیروی نہ کرے گا ترقی سے محروم رہے گا۔ لہذا

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

”در طریقہ محرمی نیست ہرگز از طریقہ ما روگردانہ خطرہ دین دار چرا کہ این طریقہ بعینہ طریقہ صحابہ کبارست“

(اس طریقہ میں محرمی نہیں ہے جو کوئی ہمارے طریقہ سے منہ پھیرے جانے لے سکے دین میں خطرہ ہی کیونکہ یہ طریقہ بالکل صحابہ کبار کے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اگر کسی طالب کو ہمارے یہاں سے

علم باطن سے حصہ نہ ملے تو وہ بڈل نہ ہو، کیونکہ مقصد بخشش ہو، اور بخشش کا حصر اتباع سنت

پر ہے، اور اتباع سنت ہمارے یہاں لازمی ہے اور یہی حضرت جگہ جگہ اپنے خلفاء کو تحریر

فرماتے ہیں کہ جو طالب حق جس طریقہ مبارک میں بہت ہونا چاہے بعد ایصال ثواب قاتح انہی
 بزرگوں کے توسل سے تم اپنے اور طالب کی واسطے فتوحات جناب باری عزاسمہ سے چاہو اور اسی
 سلسلہ میں بہت کرو، مگر ذکر طریقہ نقشبند تعلیم کرو، کیونکہ یہ آسان ہے اور اس سے طالب خدا
 تک جلد پہنچتا ہے، تنبیہ: بیان مذکور الصدر سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ ذکر
 جہر کی نفی کی ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں بلکہ افضلیت اور اولیت ذکر خفی کی بیان کی ہے
 بمقابلہ ذکر زبانی کے، جیسے مذہب حنفیہ میں اثنائے نماز میں آمین بالخفی افضل ہے آمین بالجہر
 سے یا جیسے ولایت صحابہ کی افضل ہے ولایت اولیا سے (گناہی: کوئی صاحب یہ بھی خیال
 نہ فرمائیں کہ امام الطریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو اور مجتہدین سلسلہ پر ترجیح دی ہے یہ
 بھی ہرگز نہیں ہے، سب امام طریقہ ابر رحمت ہیں انکی بڑائی اور کمی کا علم خدا کو ہے، ہمارے حیار
 علم سے ان کا قرب ان کا مرتبہ بہت دور اور بالاتر ہے۔ ہمارے سب پیشوا ہیں اور ہر گلی را
 رنگ بوئے دیگرست کا مضمون ہے، چونکہ قرآن و حدیث سے ان بزرگوں میں سے کسی کی
 زیادتی مرتبہ اور قرب وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا، لہذا سپرد بعلم حق اور سکوت کرنا انصاف اور
 عین ادب ہے، اور سوائے اسکے افراط و تفریط ہے جس جس مجتہد کو جو طریقہ خدا کی طرف سے
 عنایت ہوا، اُس پر خلق کو چلایا جب لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (ترجمہ: اللہ تعالیٰ
 کسی کو اُس کی بساط سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے) کا وقت آیا، تو طریقہ زیادہ آسان
 اور جلد پہنچنے والا اللہ کی طرف سے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا۔ طریقہ
 نقشبندیہ کی اصل اصول چار چیزیں ہیں۔ دوام حضور۔ بے خطرگی، جذبات۔ واردات

اطلاع: دوام حضور ہر وقت دل کا خیال خدا کی طرقت رہنا بخیرگی۔ کوئی خطرہ دلیں بخیر و حق نہ آئے۔ جذبات دل کی کشش
 خدا کی طرقت ہونا۔ واردات، خدا کی طرقت سے فیضان اور انوار کا نازل ہونا (یادداشت) امام الطریقہ خواجہ خواجگان خواجہ
 بہا، الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان سب کی حقیقت دار حاصل صرف قوف قلبی ہی اور اسی سے منتہی غارت حق ہو جاتا ہے

فصل دوسری طریقت نقشبندیہ مجددیہ کے بیان میں

طریقہ نقشبندیہ میں بہت بڑے رکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں لفظ نقشبندیہ کے ساتھ مجددیہ کا لفظ آپ ہی کی ذات شریف کی وجہ سے بولا جاتا ہے، ان حضرات کے حالات عجیب و غریب ہیں، مقامات عالیہ قرب حق کے جو آپ نے فرمائے ہیں، ان کی تمہید اور ادراک میں بڑے بڑے عرفا حیران ہیں، آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ انشاء اللہ آئندہ اسی کتاب میں مختصراً لکھوں گا، اس جگہ لفظ مجددیہ کی وجہ اور ضروری باتیں جو آپ کی معرفت کے طلبہ واقف ہوئے ہیں لکھتا ہوں، آپ نے علم سلوک میں خوب تشریح کی ہے اور راہِ طریقت کو مثل آئینہ کر کے دکھایا ہے، اور رہروانِ حق کو اپنی مشعلِ علم اور معرفت سے صفا اور سیدھا راستہ بتایا ہے اور اغلاط اور مشتبہات راستوں سے بچایا ہے، آپ کے زمانہ سے پیشتر جو اولیاء اللہ گذرے ہیں، ان سے وہ کلمات اور مقامات ثابت نہیں، جو آپ نے جدید فرمائے ہیں اسی واسطے آپ کو مجدد کہتے ہیں، صوفیہ سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے صرف لطائفِ قلب و روح کی خبر دی، اور بعض نے لطیفہ سر کی بھی، لیکن آپ نے قلب و روح و سر و خفی و اخفی، یہ پانچ لطیفے سینہ انسان میں قرار دیے ہیں اور جگہ اور رنگ انوار ان کے مقرر کیے ہیں، اس کی تشریح کے واسطے ایک مکتوب خواجہ عبداللہ کا کافی ہے، جو حضرت مجدد ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے پوتے ہیں، اور یہ مکتوب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں درج فرمایا ہے، وہ مکتوب یہ ہے،

الحمد لله على كل حال همشیره عزيزه خدا پرست نے لطیفہ انسانی پوچھ تھے،

سو معلوم کریں: پانچ لطیفہ انسانی کہ قلب، روح، سرخشی، اخفی، ہیں، یہ عالم امر سے ہیں، ان کا
 مکان فوق العرش ہے جسے لامکان کہتے ہیں، اور عالم ارواح بھی اُسے کہتے ہیں، حق جل و
 علانے کمال قدرت سے اپنے ان لطائف کو بدن انسان سے عشق اور تعلق دے کر وہاں
 سے نیچے اتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ میں انسان کے بدن میں جو اُس کے مناسب تھا، جا
 دی ہے، قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان میں جادی ہے، روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف
 ہے اس کے مقابل دائیں جانب، اخفی کہ لطیف اور احسن لطائف ہے، درمیان حقیقی
 سینہ کے، سر کو درمیان قلب اور اخفی کے خفی کو درمیان روح اور اخفی کے، اور ولایت
 اسمیں سے ہر ایک لطیفہ کی زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہے، چنانچہ قلب کی ولایت حضرت
 آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ
 السلام کے زیر قدم ہے، اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے
 اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اخفی کی ولایت حضرت
 خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے زیر قدم ہے، جاننا چاہیے کہ اولیاء کے قدموں کا
 تفاوت انہی لطیفوں کی راہ سے ہے، تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اُس کی ولایت
 قلب ہے، تو وہ صاحب استعداد ولایت کے ایک درجہ کا ہے، پانچ درجوں میں سے۔ اور
 جو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے، اُس کی ولایت ولایت روحی ہے
 اور اس کو دو درجوں کی ولایت کی استعداد ہے، پانچ درجوں میں سے، اور جو زیر قدم حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کے ہے، اُس کی ولایت ولایت سر ہے، اور وہ ولایت کے تین درجوں کی استعداد
 رکھتا ہے، درجات خمسہ سے، اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے اُس کی ولایت
 ولایت خفی ہے، اور وہ چار درجے ولایت کی استعداد رکھتا ہے، ان درجوں میں سے، اور

جو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم ہے۔ اسکی ولایت ولایتِ اخفی ہے۔ عظیم
 و اعلیٰ اور احسن ہے، سب درجوں کی، اور اس ولایت کے صاحب کو قابلیتِ پانچوں درجوں
 کی دلالت کی ہے، اور جاننا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں کا تفاوت ان کے آپس
 میں اس راہ سے نہیں ہے، بلکہ نبوت کی راہ سے ہے، پس جو ان بزرگواروں میں سے اس
 راہ میں پیش قدم ہوگا، وہی دوسروں سے افضل ہوگا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام سے مقامِ نبوت میں پیش قدم ہیں، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
 افضل ہیں، اگرچہ مقامِ ولایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غالب
 ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا، دوسرے یہ امر جاننا چاہیے کہ اگر مرشد و مربی طالب کا صادق الشریعہ
 ہوگا تو اس سے ہو سکتا ہے کہ جس راستہ آپ نے منازلِ قطع کی ہیں، اسی راہ طالب کو بھی چلائے
 اور ولایتِ محمدی کے کمالات کو پہنچائے، اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد کمتر رکھتا ہو یا
 سخن بہت طولِ عرض رکھتا ہے کہ حد سے زیادہ ہے، معذور رکھیں، اور پھر کسی وقت پر موقوف
 فرمائیں، اور انوار و لطائف کے رنگ پوچھے تھے، سو معلوم کریں کہ ہر شخص نے اپنے کشفِ او
 نظر کے موافق کچھ کہا اور لکھا ہے، اور اس کے اوپر بنائے تعبیر و قانع اور تفسیرِ معاملات
 کی رکھی ہے، مگر میں نے اب جو حضرت عالیہ درجہ سے سمجھا ہے، لکھتا ہوں۔ جاننا چاہیے
 کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ
 ہے اور اخفی کا نور سبز ہے، اور حقیقت و ماہیت نفس کی جو دریافت کی تھی، آپ کو معلوم
 ہو کہ نفس خبیثہ ہے، عالمِ خلق سے اور اُس کا محلِ دماغ ہے، بالذات شرارت و خبیثت سے
 متصف ہے اور اپنے تئیں لطائف کی طرح لطیفہٴ نفیہ ظاہر کیا ہے اور ریاست و دانائی کا
 دعویٰ کر کے تمام اجزاء و لطائف پر تصرفاتِ فاسد کر کے شیطان علیہ اللعن کے ہکائیے

تمام لطائف و اجزاء کو اپنے لطائف ذمہ سے متصف کر دیا ہے اور درگاہ پاک خداوندی کی طرف متوجہ ہونے سے محروم رکھ کر نقصانِ ابدی کو پہنچایا ہے، عنایتِ ازلی نے جس کی دستگیری اور مہمانی کی، اُس نے اُسکی شرارت و خباثت پر اطلاع پائی اور اُس کے فریبوں اور مفسدوں سے منہ پھیر کر متوجہ اُس درگاہ پاک کا ہوا اور سعادتِ ابدی کو پہنچا اور جب نفس پاک و مطہر ہو جاتا ہے اور اپنے سب صفِ رذائل بالکل چھوڑ دیتا ہے، البتہ اللہ سبحانہ کے کرم سے بڑے مرتبہ سے ولایت کے اور قرب اور مشاہدہ اور مقامِ رضا سے مشرف ہوتا ہے اور سب لطائف انسانی سے بالادست ہو جاتا ہے، اور اسکی سیر سب سے بلند ہوتی ہے، اس کو حصولِ کمال کے بعد تختِ صدر پر بٹھاتے ہیں اور ریاست و کیاست سب لطائف کی اسکو ملتی ہے، عجب بھید ہے کہ جو خبیث سب زیادہ ہے، بعد پاک اور منور ہونے کے اشرف سب سے ہو جاتا ہے اُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ فرمایا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیارِ کفر فی الجاہلیۃ خیارِ کفر فی الاسلام اِذَا فَعَهُوْا وَالسَّلَامُ عَلٰی اَمْرِ اتَّبِعِ الْمُهْدٰی لہ

اطلاع : پانچ لطائف عالمِ امر کے ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔
عالمِ امر اُس کو کہتے ہیں کہ لفظ کُن کے فرماتے ہی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ اور پانچ ہی لطیفہ آپ نے عالمِ خلق کے فرمائے ہیں، آب، خاک، ہوا، آتش، ان سب کا لب لباب لطیفہ نفس ہے، لطیفہ نفس کا مقام پیشانی قرار دی ہے اور نور اُس کا سفید قدرے نیلوں فرمایا ہے اور لطائف عالمِ خلق اس کو کہتے ہیں جو تدریج پیدا ہوئے ہیں چنانچہ طلبہ حق نے جیسا

۱۰ اطلاع : پانچ لطائف عالمِ امر کے ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔

۱۱ اطلاع : لطائف عالمِ امر کے مقامِ سینہ میں بتایا یہ کام حکماءِ الہی کے ہیں حکماءِ یونان

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویسا ہی دیکھا ہے اور سلوک میں پیش آیا ہے۔ سرِ موفوق
 نہ پایا۔ علاوہ اس کے مقامات ولایت میں اکثر صوفیہ سے مقام نہایت جسکو اصطلاح صوفیہ
 میں وحدت الوجود کہتے ہیں ثابت ہوا ہے۔ حضرت امام ربانی نے اس مقام کے حال کی
 تصدیق فرما کر علاوہ اس کے بہت سے مقامات ترقی کے فرمائے ہیں، کہ جو صوفیہ سابقین سے
 کہیں ثابت نہیں۔ یہ خاص معرفت حضرت کی ہے، اور آپ فرماتے ہیں کہ ایک مقام
 سے دوسرے مقام میں اس قدر فرق ہے، جیسے دریا اور قطرہ میں، قطرہ اور دریا کا مضمون
 یوں سمجھ میں آجائیگا کہ صحابہؓ کے آدھ سیر جو بہتر ہیں ہر ایک اُمتی کے خواہ ولی ہو عامی پہاڑ احد
 کے برابر چاندی سونا راہِ خدا میں خرچ کرنے سے، اسی طرح تمام ولیوں کی ولایت کی قوت
 ایک صحابی کی ولایت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح تمام اُمت کے ایمان سے ایک
 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان بھاری ہے، یہی ثبوت فضلنا لبعضکم علی بعض
 ارشاد رب العباد ہے، اور فیضِ خدا ہزاروں علماء و صلحاء اور لاکھوں طلبہ نے ان مقامات
 کو طے کیا ہے، اور سرِ موفوق ارشاد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ میں نہ پایا۔ چنانچہ حضرت مرزا
 منظر جانناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب طریق حضرت شیخ رضی اللہ عنہ میں کچھ
 شبہ نہیں با۔ کیونکہ ہزاروں صلحاء ان مقامات پر پہنچے اور تصدیق کی۔

(صفحہ ماقبل) اطلاع افلاطون جالینوس ارسطو وغیرہ کی حکمت میں اور نیز عقلا و حکماء سائنس (یورپ) زمانہ حال
 کی تحقیقات اور کتابوں میں کہیں اس کا پتہ نہیں، نہ اس میں دور بین کام دیتی ہے اور نہ کوئی آلہ اور نہ علم سمیریم جب انسان
 کے سینہ کے حالات اور محاملات سے پوری آگاہی حکماء غیر مذاہب کہ نہیں ہوئی جو خود انہیں موجود ہی تو پھر آسمانوں کے حالات
 سے کیا واقف ہو سکتے ہیں اور کونسا ان کا بیان لائق ماننے کے ہو سکتا ہے۔ اسی اسطے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چند چند حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں راہِ سم بخواں
 کما شک یونانی حکمت پڑھو گے! ایمان والوں کی حکمت کا بھی مطالعہ کرو

فصل تیسری کلمات نقشبندیہ کے بیان میں

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے طریقہ کی بنا گیارہ کلمات پر رکھی ہو کر وہ اصطلاحی ہیں اور اشغال و اعمال کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہیں (۱) ہوش دروم (۲) نظر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرو (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت۔ یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہما سے مروی ہیں۔ (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی۔ اب میں ان کلمات کی اپنی حیثیت کے موافق شرح کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ بحکم اور سب مسلمانوں کو ان پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے، کیونکہ مقصود علم سے عمل ہے۔

(۱) ہوش دروم سے مراد ہے کہ ہمیشہ ہوشیار رہے، اور تلاش میں رہے کہ کوئی مانع غفلت یا معصیت میں تو نہ گزرا، اگر معلوم ہو جائے تو استغفار کرے، اور مبتدی کے واسطے بہت ضروری ہے کہ کوئی سانس اس کا غفلت میں نہ گزرے، یہاں تک سنبھال رکھے کہ حضور دائمی کو پہنچ جائے، اور وقوف زمانی بھی یہی معنی رکھتا ہے، اتنا فرق ہے کہ ہوش دروم مبتدی کے واسطے ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ کی سنبھال ہے اور وقوف زمانی متوسط کے واسطے مناسب ہے کہ کچھ کچھ دیر بعد سنبھال کرے، اور وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ بھی کہتے ہیں اور حدیث ثریف میں وارد ہوا ہے کہ "ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا، اور ما بعد موت کے واسطے عمل کیا" اور امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ "اپنی حالتوں کا محاسبہ کرو، قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے" اور ان کا وزن کرو قبل اسکے

کہ وزن کئے جائیں اور مستعد ہو جاؤ عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا
 اس دن تم سامنے کئے جاؤ گے، تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی اور اللہ تعالیٰ نے کلام پاک
 میں فرمایا ہے وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلَمُوا لِمِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ
 (ترجمہ: اے بندو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کے لئے اسلام لاؤ۔
 اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے) اور نیز قول اللہ تعالیٰ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ
 أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ
 (ترجمہ: قیامت کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہر کریں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے
 بات کریں گے اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں اس بات کی جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے، اسی
 مطلب میں مولانا رومی فرماتے ہیں:

روز محشر ہر نہاں پسیداشود خود بخود ہر محرم رسواشود

قیامت کے دن چہر چھی ہوئی بات ظاہر ہو جائے گی اور خود بخود ہر محرم اپنی خطاؤں کے اظہار چاہے لیں گے

(۲) نظر پر قدم، یعنی اپنی نگاہ پیروں کی طرف رکھنا۔ یہ ایک کلمہ ہے، لیکن بہت سی
 خوبیوں سے پُر ہے، سب سے افضل بات یہ ہے کہ نیچی نظر رکھنا سنت ہے، سالک کو چاہیئے
 کہ اپنی نظر پاؤں کی طرف رکھے، تاکہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے، حدیث شریف میں وارد
 ہوا ہے کہ: "عورت نامحرم پر نظر پڑنا ایک تیر ہے زہر آلودہ کہ بغیر ملاکت کے چارہ نہیں نکلت
 سے مراد نقصان ایمان اور رسوائی اور تباہی دارین ہے، دوسرے یہ فائدہ ہے کہ مکان و مکان
 وغیرہ وغیرہ کے رنگ رنگ اشیا پر نظر پڑنے سے خیال منتشر ہوتا ہے، اور کیونٹی جو
 خدا کی طرف طالب کی ہوتی ہے اس میں فرق آتا ہے، تیسرے اس سے مراد یہ ہے کہ
 برائی اور نیکی کے قدم کو دیکھے کہ کونسا قدم غالب ہو، اگر برائی میں قدم آگے دیکھے تو اسکو

تیجھے ہٹائے، اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے، چوتھی مراد یہ ہے کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ تیری ترقی کا قدم کس جگہ ہے، پانچویں مراد یہ ہے کہ اپنی ولایت کو دیکھے کہ کس نبیؑ کے قدم کے نیچے ہے کہ جس کی تشریح فصل طریقہ مجددیہ میں درج ہے۔

وقتِ رفتن بر قدم باید نظر	ہست سنت حضرت خیر البشر
چلتے وقت پانوں پر نظر ہونی چاہیئے	کیونکہ یہ نبی کریم صلعم کی سنت ہے
اندریں حکمت بس ست و بیشمار	دیدہ خواہد طالب حق آشکار
اس میں بہت سچی حکمتیں ہیں	کہ جس کو طالب خدا صاف دیکھیں گے!
اتباع حضرت محمد مصطفیٰ	میرساند نزد حق حبل و علا
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی	اللہ تعالیٰ ایک پہنچاتی ہے!

(۳۱) سفر در وطن اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی صفات بشریہ کو چھوڑ کر صفہ ملکیت کو حاصل کرے، یعنی طلبِ جاہ و مال، عجب، حسد، بغض، کینہ، تجرے دل کو پاک کرے جب تک یہ خصالِ رذائل دل میں بھری ہوئی تو نورِ خدا کا گنہ گار ہو سکتا ہے، اسی اسطے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

صد تمنا در دلا داری فضول	کے کند نورِ خدا در دل نزول
سینکڑوں آرزوئیں لغو تو دل میں لکھتا ہے	(تو پھر) کب خدا کا نور تیرے دلیں نازل ہوگا
اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،	

ہم خدا خواہی وہم دنیاے دوں	ایں خیال ست و محال ست جنوں
تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی	یہ محض خیال اور جنون اور محال است

جس چیز کی محبت سوائے خدا کے ہے، یہی اس کا بُت ہے، جب تک تنہا کو توڑ کر

خانہ خدا بنائے گا، عند اللہ بت پرست کہلائیکا، اسی معنی میں حضرت ابو علی شاہ
قلندہ فرماتے ہیں،

بت پرستی می کنی ہم بت گری شد دولت رشک بتان آذری
تو بت پرستی کرتا ہے اور بت بناتا بھی ہے (تیک) کہ تیرا دل آذر کے بتوں کیلئے باعث شک ہو
اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر در وطن سے مراد یہ ہو
کہ سیر آفاقی کو چھوڑ کر سیر انفسی کی طرف سفر کر۔

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے
ہیں کہ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اُس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں
آتے، لہذا جس دل میں خیال غیر خدا ہے وہ دل بھی مستحق نزول رحمت نہیں ہوتا، امیر المومنین
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزاج چکھا تو
اُس نے اسکو طلب دنیا سے باز رکھا، اور سب لوگوں سے وحشی کر دیا۔

کینہ و بغض و حسد حقہ و ریا! خود سری خود بینی و مکر و دغا

کینہ، بغض، حسد، حقہ اور ریا خود سری خود بینی اور مکر و دغا

ایں خصائل ناقصہ را دور کن (لہذا) قلب خود از یاد حق محمور کن

یہ بری عادتیں چھوڑ دے اور اپنے دل کو یاد خدا سے آباد کر

تا شود قلب سیہ نور و ضیا تا شود خانہ دولت خانہ خدا

تا کہ تیرا سیاہ دل منور و روشن ہو جائے اور تیرا دل خانہ خدا بن جائے

(۴۱) خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول ہے

اپنے تمام حالات میں، یعنی کھانے، پینے، بات کرنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے

بیٹھنے اور سونے وغیرہ میں، چاہے حالت اُسکی پاکی کی ہو یا ناپاکی کی، یہاں تک مشغول
 رہے کہ توجہ اللہ کی طرف راسخہ یعنی خوب پختہ ہو جائے، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور اشارہ ہے، حق تعالیٰ کے اس ارشاد کا دِجَالٌ لَا تَلْمِیْهُمْ
 بِتَجَارَتِهِمْ وَلَا بَیْعٍ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (ترجمہ: میرے بندے وہ لوگ ہیں کہ
 جن کو سوداگری اور لین دین میرے ذکر سے غافل نہیں کرتا) اور دل بہار
 دست بکار اسی آیت شریف کا ترجمہ ہے، اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
 ارشاد فرماتے ہیں کہ سفر و وطن میں خلوت در انجمن کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے، خلوت در
 انجمن سے یہ مراد ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود ہے، اور دلیس سوائے خدا کے کسی کا
 خیال نہ ہو اور یہ بات ساتھ بے تکلفی کے ہو، تو پھر لباس فقر ار نشان مند ہونا اور ہمیشہ
 متعلق بہ ذکر خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے، اس میں اکثر دکھانے اور شانے
 کا گمان ہوتا ہے، تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس ایسا ہونا چاہیئے کہ جیسے خواجہ میر درد
 رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ نہ میں لباس عالموں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ مجھ کو عالم
 کہیں اور نہ درویشوں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ مجھ کو درویش کہیں، اور نہ لباس ملامت
 کا پہنتا ہوں جس سے عاقبت میں مواخذہ ہو، بلکہ عام لوگوں کا سا لباس پہنتا ہوں کہ جس
 میں ان تمام باتوں سے بچا رہوں، جس طرح خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، صحابہ کبار
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا کہ مثل عام لوگوں کے رہتے تھے، اور کوئی
 شان درویشی وغیرہ کی ظاہر نہ کرتے تھے، اور یہی طریق حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ
 علیہم اجمعین کا ہے، اور یہی مضمون حدیث قدسی کا ہے، جس کو مولانا روم
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

ماہروں را نہ نگریم وقال را
 ماہروں را بنگریم و حال را
 ہم کسی کی ظاہری حالت نہیں دیکھتے (بلکہ) ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں
 یعنی میں تمہاری صورتوں اور لباس و اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو
 دیکھتا ہوں، اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، جس چیز کو خدا دیکھتا ہے
 اُسکی تکمیل میں زیادہ کوشش کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جبے کی نظر کپڑوں اور صورتوں
 پر نہیں ہے تو پھر شکل فقیروں کی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ زمانہ سابقہ میں درویش بوجہ
 ناداری ایک تہ بند ایک چادر اور ایک دوپٹہ ہونے کے سبب بعض مٹیا اور سیاہ
 کپڑے رنگ لیا کرتے تھے، تاکہ جلد میلے نہ ہوں اور دھلائی کا صرفہ نہ ہو اور اس کے
 دھونے میں وقت ضائع نہ جائے، کیونکہ وہ اپنے ہر وقت کو آخری وقت اور سانس کو
 آخری سانس جانتے تھے، اب لوگ ان کے سیاہ کپڑوں کی نقل تو کرتے ہیں لیکن انکی
 یاد خدا اور ترک دنیا کی نقل نہیں کرتے، بلکہ اس کے خلاف صورت فقیروں کی اور گھر
 امیروں کی طرح رکھتے ہیں، اسی طرح ان کے ظاہر سے باطن کا معاملہ برعکس ہے۔ بقول
 حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ،

بچو ایس خاں باطل و علم	کہ النخ خانیم در فست و عدم
ان ڈھول ڈھکے والے ناکارہ لوگوں کی طرح	کہ جو فقر و فنا میں اپنے آپ کو النخ خان کہتے ہیں
لاف شیخی در جہاں انداختہ	خویشتر را با نیریدے ساختہ
اپنی بزرگی کی بڑائیاں دنیا کے سامنے کرتے ہیں	اور اپنے کو با نیرید بسطامی بنا رکھا ہے
ہم ز خود واصل شدہ و سالک شدہ	محفلے واکرودہ در دعوت کدہ
اپنے وجود خود ہی واصل ہیں اور خود ہی سالک	دعوتیں اور محفلے ہو رہے ہیں

چند دزدی حشر مردانِ خدا تا فروشی و ستانی حربا

اے ظاہر پرست ظاہر انسان کتبک میں ان خدا کی نقل کرتا رہے گا تا کہ دنیا میں غلط سوداگر

ایں نہ مردانند و اینہا صورت اند مردہ مانند کشتہ شہوت اند

یہ حقیقتاً مرد نہیں ہیں بلکہ صورت ہے ہی مردی اور یہ خواہش کے بندے اور مردے ہیں

سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے،

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع ! خود را ز عملہائے نکو ہیدہ بری دار

تیری گڈری اور تسبیح و مرقع کس کام آئیگا؟ اپنے آپ کو بُرے کاموں کے بجائے رکھ

حاجت بکلاہ بر کی داشتنت نیست درویش صفت باش کلاہ تتری دار

تجھے فقیر دلی سی ٹوپی اوڑھنے کی ضرورت نہیں (بلکہ) صفت فقیر دلی سی کھ پھر چاہے عمدہ ٹوپی پہن

ہاں اگر کوئی درویشی جتانے اور دنیا کمانے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اس حدیث

شریف کا مصداق بنتا ہے الدُّنْيَا سُورٌ لَا يَخْصِلُهَا إِلَّا بِخُرْدٍ (ترجمہ) دنیا

مکڑ ہے اور مکڑی سے حاصل ہوتی ہے) حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نقر خود را پیش کس پیدا کن محنتِ امروز را منہ دامن

اپنے نقر کو کسی پر ظاہر مست کر (اور) آج کا کام کل پر مست ڈال

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

اے درونت برہنہ از تقوے وز بروں جامہ ریاء داری

اک شخص تیرا بدن پر ہیزگاری سے ننگا (خالی ہی) اور تیرا ظاہر لباسِ ایلے آراستہ ہے

پردہ ہفت رنگ را بگذار تو کہ در خانہ بویا داری

اس بھنگے پردہ کو چھوڑ دے (اسلئے) کہ تیرے گھر میں چٹائی ہے یعنی تیرا ظاہر اچھا اور بدن خراب اور بے

اصلاح کی حالت ترجمہ ہو

ہر شخص اپنی دولت کا پتہ کسی کو نہیں دیتا، ہر شخص اپنے محبوب کی محبت کا اظہار کسی عمل سے اغیار کو نہیں ہونے دیتا، تو پھر محبت الہی کا اظہار اپنے لباس سے کرنا یہ ہرگز عقل میں نہیں آسکتا اسی واسطے خواجہ عمر نیران علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ازدروں شوآشنا و زبروں بیکانہ و ش
ایں چہیں زیبا روش کم بود اندر جہاں
اندر یعنی دل میں خدا کی یاد رکھ اور ظاہر میں بیکانہ بنارہ
یہ عمدہ روش دنیا میں بہت کم ہے،
ایک اور بزرگ فرماتے ہیں:-

از بروں در میان بازارم
ظاہر جسم تو میرا بازار میں ہے
وزدروں خلوتے ست بیارم
اور میرا باطن یعنی دل خدا کیساتھ ہے

سوال: بعض اولیاء اللہ نے لباس سے اظہار ولایت نہیں کیا ہے تو انکے کلمات

سے اظہار ولایت ہوا ہے، اور اظہار لباس سے ہوا کلام سے دونوں کی ایک صورت ہے۔

جواب: بعض اولیاء اللہ کو ظلی طور پر کمالات نبوت میں سے حصہ دیا جاتا ہے اور

بعض کو صرف ولایت میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ فیضان نبوت قابل اظہار ہوتا ہے، اور

اور فیضان ولایت قابل استتار، لہذا جن اولیاء اللہ کو کمالات نبوت میں سے حصہ دیا گیا ہے،

انھوں نے بموجب ارشاد وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اظہار ولایت کیا ہے، اور

اس اظہار کی دو منشا ہیں، ایک شکر یہ نعماء اللہی کا، دوسرے خلق ناقص کو خدا کی طرف بلانیکا

اور جن اولیاء کو صرف ولایت میں سے حصہ دیا گیا ہے، اور ان سے اظہار کرامات یا اظہار

حالات باطنی ہوئے ہیں، وہ صرف خدا نے اس واسطے ظاہر کرائے ہیں کہ کفار و مجاہد راہ ہدایت

پر آئیں، اور طالب خدا کی طرف بڑھیں، اور ان بزرگوں کا کلام طلبہ حق کے واسطے

راہ طریقت کا قانون بنے، اور شیطان کے دھوکے سے بچیں، ورنہ اولیاء اللہ نے اپنے

انہما فقر وغیر کے واسطے کوئی بات نہیں کی، جو کچھ الہام ہوا کہہ دیا، جیسے فرماتے ہیں مولانا
رومی رحمۃ اللہ علیہ :

دودہاں داریم گویا، پھونچنے کے
یک باں پنہاں است در کھانے
بازری کی طرح دو کتابوں (جیسے) ایک منہ خدا کے ہونٹوں میں، یعنی جو کچھ الہام خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی کہتا ہوں
مولف عرض کرتا ہے :

عبد خالق پیشوائے عارفان
ایں چنین سرود بہر طالبان
حضرت عبد الخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمایا ہے، طالبان حق کیلئے
ایں نصیحت لشنوید از گوش دل
کارنے آید دریں جا گوش رگل
(چنانچہ) اس نصیحت کو دل لگا کر سنو
ہیاں مٹی کے کان کام نہیں آئینگے
بندگاں باید کہ در وقت سخن
قلب با حق قالب در انجمن
بندوں کو چاہیئے کہ بات چیت کرتے وقت (چال کھو) دل خدا کے ساتھ ہو، اور جسم محفل میں
۵۔ یاد کرو : یاد کرو سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔ ذکر اسم ذات کا
یا نفی اثبات کا، یعنی کلمہ شریف کا کہ جو مرشد سے پہنچا ہو، اور ذکر اس قدر کرے کہ حق تعالیٰ کی
حضور حاصل ہو جائے، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ
دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے، بوصف محبت اور تعظیم کے اس واسطے کہ ذکر یعنی
یاد و دفع غفلت کا نام ہے حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

باشش دائم اے پس در یاد حق
گر خبر داری ز عدل و داد حق
اے عزیز! ہمیشہ یاد حق میں رہا کر
اگر تجھے خدا کے انعامات کی خبر ہے
۶۔ باز گشت : باز گشت یعنی رجوع کرنا پھرنا۔ اس سے مراد ہے کہ تھوڑے

تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے، کیونکہ یہ دعا حضرت
خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ہے "الہی مقصود من توفی درضائے تو، محبت معرفت خود بدہ" یعنی
اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی، اپنی محبت اور معرفت عطا فرما۔" حضرت شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ہمارے حضرت والد بزرگوار شاہ عبد الرحیم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو بار بار پڑھنا شرط عظیم فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ طالب کو نہیں لازم ہے
کہ اس سے غافل بنے اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسکی برکت سے پایا، مقصد اس دعا کا یہ ہے کہ جو ذکر فکر سے
سوریا کوئی نور یا کوئی چیز عالم غیب کی نظر آئے تو طالب اس پر مغرور نہ ہو اور اس کو اپنا مقصد
نہ سمجھ لے، کیونکہ ذات خدا تو کجا اسما و صفات الہی میں سے ایک صفت میں اگر لاکھوں برس سیر
سالک ہے، جب بھی ختم نہ ہو، لہذا یہ دعا سب کو قطع کر کے ذات حق سے قریب کرتی ہے
اسی وجہ سے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے

ہر صدمہ دیدہ شد و شنیدہ شد دانستہ شد آن ہمہ غیر است تحقیق کلام لفظی آن بایر کرد
جو کچھ دیکھا جائے اور سنا جائے اور جانا جائے وہ غیب خدا ہو کلمہ طیبہ کے آئے سب کی نفی کر دینی چاہیے
اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے برادر بے نہایت درگمیت ہر کہ بڑے می رسی بڑے مالیت
اے بھائی خدا کی بے انتہا درگاہ میں جب تو کسی درگاہ پہنچ جائے اسکو نہایت جا کر تھیر

۱۔ نگہداشت: نگہداشت مراد ہے کہ ذکر حق خطرات اور احادیث نفس کو ہانکے

اور دو کرے، یعنی جو خیالات اور وسوسے دلیں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہ آنے دے
اسی واسطے خواجہ بزرگوار محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرہ کو اس کے
ابتدا ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ہر بوجھ کا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ نفس

میں اثر کر گیا، پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا، یہ نگہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکہ خلوتِ ختمہ ذہن کا
خطرات دوسواکس کے خطور کر نیسے "یعنی دنیا کے خیالات دل پر نہ جمیں اور دل مثل آئینہ کے صاف
رہے اور جو فیضانِ باطن آئے، اُس کا عکس دل میں پڑے اور جب آئینہ دل خالی نہیں ہے تو اُس میں

ظہورِ انوار و برکاتِ الہی کہاں ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پنبہ دسواکس بیروں کن ز گوش تا بگوشت آید از گردوں خروش

دوسووں کی روئی کان سے باہر کمال تاکہ تیرے کان میں آسمان سے آواز آئیں

تا کنی قسم آن معتمد باش را تا کنی اور اک امر فاش را

تاکہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے اور تاکہ تو راز کی باتوں کو جان سکے

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "خطرہ کو دل میں ساعت
دو ساعت بھی نہ رکھنا چاہیے، بزرگوں کے نزدیک یہ امر اہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دو
تازماں حاصل رہتی ہے، یعنی عرصہ تک۔

عبدالخالق پیشوائے اولیاء برگزیدہ رہنمائے اقیانیا

حضرت عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ جو اولیاء پیشوا (اور) مقبول بندہ خدا کے اور متقیوں کے راستہ دکھلائے

ایں چنین من سرود بہر منشاں (لفظ) از خدا غافل مشو تو یک زماں

اُنھوں نے اس طرح فرمایا ہے مومنوں کیلئے کہ خدا سے تھوڑی دیر بھی غافل نہ رہے

کوشش تا در دل نیاید فکر غیر نے رو منکر دل طالبِ بغیر

ابا کی کوشش کہ تیرے دل میں خیالِ غیر خدا نہ آئے اور طالب کے دل کا خیالِ خدا کے کسی طرف جائے

۸۔ یادداشت: یادداشت سے مطلب یہ کہ توجہ صرف جو خالی ہے الفاظ اور معنی سے

واجب الوجود کی حقیقت کی طرف مستقل ہو جانا اور شاہ ولی اللہ صاحبِ محبت دہلوی فرماتے ہیں

اپنے والد بزرگ شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے کہ حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا
بلاستقامت حاصل نہیں ہوتا، مگر بعد فنا کے تمام اور بقائے کامل کے انشاء اللہ تعالیٰ فنائے نام اور
بقائے کامل کی شرح فصل ولایت صغریٰ میں کی جائیگی، اگر ضرورت ہو تو اس جگہ دیکھ لینا چاہیئے،
سوال : یاد کرو، نگہداشت یا دوا داشت، ان میں کیا فرق ہے؟

جواب : یاد کرو، نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے رب کی طرف مخاطب رہتا ہے
اور یادداشت میں بلا کوشش خود بخود قلب خدا کی طرف مشغول و مخاطب رہتا ہے:

یادداشت حاصل شود بعد از فنا بلکہ حاصل می شود بعد از بقا

یادداشت فنا کے تمام کے بعد حاصل ہوتی ہے بلکہ بعد بقائے کامل کے

بعد ازیں غافل نہ باشد یک زل (ملق) خواہ باشد فرح و غم سو و زیاں

اسکے بعد تھوڑی دیر بھی خدا سے غافل نہ ہے خواہ اُسے خوشی ہو یا رنج فائدہ ہو یا نقصان

در جماعت اولیاء داخل شود نزد جملہ طرقات او واصل شود

وہ شخص جو فنا و بقا سے شرف ہو چکا وہ لائق ہے اور متفقہ طور پر وہ واصل بحق ہے

۹۔ وقوف زمانی - وقوف زمانی کی شرح ہوش در دم میں ہو چکی ہے

ہوش در دم اور وقوف زمانی یہ قریب قریب ایک ہی مطلب پر ہیں۔

۱۰۔ وقوف عددی - وقوف عددی سے مراد ہے واقف رہنا سالک کا اثنا

ذکر ہیں۔ جب ذکر حق کرے تو طاق یعنی وتر کرے جیسے ۳۔۵۔۷۔۹۔۱۱ وغیرہ اس میں مناسبت

ہے ذات حق کیساتھ، کیونکہ ارشاد ہے اللہ و تر و تحبب الوتر (ترجمہ) خدا ایک ہے

اور اکیلے کو دوست رکھتا ہے۔

۱۱۔ وقوف قلبی : وقوف قلبی سے مراد ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن ہر لحظہ اپنے قلب

کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ سرب ف کی توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف توجہ رہ جائے اور خطرات اور وسوسے دل میں داخل نہ ہوں خصوصاً وقت ذکر کے اسکا پورا پورا خیال رکھے اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حبس دم اور عایتِ عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرمایا ہے اور وقوف قلبی تو حضرت خواجہ کے نزدیک بہت ضروری اور رکنِ عظیم ہے اور دار و مدارِ طریقہ نقشبندیہ کا اسی پر ہے کسی نے خوب کہا ہے :

عَلَى بَيْضِ قَلْبِكَ كُنْ كَأَنَّكَ طَائِرٌ فَمِنْ ذَلِكَ الْأَحْوَالِ فِيكَ تَوَلَّدُ

اپنے دل کے آئینے پر پرند کی طرح ہو جا اور آسمان سے اڑنے کی طرح ہو جا تو اس سے بچ پیدا ہوتا ہے مگر دل میں خدا کی یاد

آگاہی : جو کلمات نقشبندیہ کی تشریح کی گئی ہے یہ مختصر ہی، لیکن اگر کوئی چاہے کہ میں صرف اس کتاب کو دیکھ کر ذکر فکر کروں اور میری تکمیل ہو جائے تو یہ بات نادرات سے ہی بلا شیخ کے راستہ طریقت میں پاؤں رکھنا اپنے کو خطرہ میں ڈالتا ہے اور شرح اسکی فصل تلاشِ مرشد میں دیکھنا چاہیے حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں :

کار بے استاد خواہی ساختن جا بلانہ جاں بخواہی باختن
بغیر استاد کے تو اگر کام بنانا چاہے گا تو کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ جاہلوں کی طرح جا پر کھیلنا پڑے گا

فصل چوتھی ربطِ مرشدی

خدا کے قریب اسطرح ہونا چھوڑ دینا ربطِ شیخ ہے۔ ربط کے معنی محاورہ میں ربط ضبط اور تعلق خاص کے ہیں خدا سے ملنے کے بہت سے راستے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر نفوس ہیں اسی قدر راہیں خدا سے ملنے کی ہیں ہر نفس اپنی حقیقت سے ملنے کا راستہ

رکھتا ہے لیکن کبرائے دین نے بالاتفاق تین راہوں کو اخذ کیا ہے، یہ تین راستے راستوں سے بہترین اور انہی راستوں پر چلنے سے لاکھوں ولی ہو گئے اور ان کی تصدیق تو اترے حق لہیقین تک پہنچ چکی کہ یہ راستے بیشک سب راہوں سے افضل ہیں وہ یہ ہیں اول ذکر دوسرے فکر تیسرے رابطہ شیخ۔ اگر یہ تینوں راستے کسی طالب کو ایک ہی وقت میں میسر آجائیں تو نور علی نور ورنہ ان تینوں راستوں میں سے ایک کو بھی مضبوط پکڑ لیتا۔ تو بیشک خدا تک انشاء اللہ ضرور پہنچے گا خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”ذکر بے رابطہ موصول نیست و رابطہ بے ذکر البتہ موصول است“

ذکر رابطہ کے بغیر خدا تک نہیں پہنچتا، البتہ رابطہ بلا ذکر کے خدا تک پہنچا دیتا ہے

اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قول الجلیل کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”فقیر کے نزدیک سب راہوں سے رابطہ شیخ افضل ہے۔ رابطہ شیخ کے واسطے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آیت قرآن مجید سے استنباط کرتے ہیں کہ کونوا مع الصادقین اشارہ ہے رابطہ کی طرف، اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی رابطہ شیخ کو اپنی کتابوں میں تحریر فرما رہے ہیں۔ اگر بلا تکلف بلا بناوٹ کے مرید کو پیر کا رابطہ حاصل ہو جائے تو پیر و مرید کے درمیان مناسبت کامل ہونے کی علامت ہے جو افادہ اور استفادہ کا سبب ہے اور وصول الی اللہ کے لئے رابطہ سے زیادہ اقرب کوئی طریق نہیں اور ذکر سے رابطہ کا بہتر کہنا بلحاظ نفع کے ہے، کیونکہ مرید کو ابھی مذکور سے کامل مناسبت پورا فائدہ

حاصل کرنے کی نہیں ہے، حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مصحیح

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق یعنی ذکر سے بہتر ہے سایہ پیر کا

اور چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ رابطہ

و تعلق اور محبت رکھتے تھے اسی واسطے آپ تمام صحابہ سے سبقت لیکئے اور آپ کی شان میں

مَا صَبَّ اللَّهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِي بِكسر (ترجمہ

نہیں ڈالا اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں کچھ مگر میں نے اسکو ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈال دیا) ارشاد ہوا

پس الربیع بن خثیم نہایت عمدہ شے ہے، طالب اپنے شیخ سے بوجہ اتصال روحانی و پر تو کمال

باطنی سے ایسا کمال حاصل کرتا ہے کہ جیسے ہر کی نقل کا غدر جلوہ گر ہوتی ہے، اب میں اقسام ربیع

بیان کرتا ہوں، بعض شیخ اپنے مرید کو تعلیم کرتے ہیں کہ ہماری صورت کو اپنے سامنے خیال میں

ہر وقت جمائے رکھو، بعض کہتے ہیں کہ اپنی صورت کو ہماری صورت خیال کرو، بعض کہتے ہیں کہ

ہماری شکل کو دل کے اندر خیال کرو، بعض کہتے ہیں کہ ہماری شکل کا خیال اپنی دونوں ابروؤں کے

بیچ میں رکھو، بعض صرف اپنی محبت قوی کرنے کو مرید سے فرماتے ہیں، ان سب شکلوں کا

آل کا حصول محبت شیخ ہے۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بحالت غیبت

شیخ اسکی صورت کو اپنے خیال میں پکڑ کر قلب کی طرف متوجہ ہے۔

تنبیہ: کوئی صاحب یہ خیال نفرائیں کہ یہ رابیع شرک ہو جائے گا۔ شرک جب

ہوگا کہ جب کوئی خیال کرے کہ شیخ حاضر و ناظر ہے، حاضر و ناظر ہر وقت ہر آن خدا کی ہی شان

ہے، صرف محبت اور لمحاظ تنظیم ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر یہی باتیں شرک خیال کر لجائیں تو

ہر شخص کے مرتبہ خیال میں ہزاروں چیزیں جو اس سے غائب ہوتی ہیں ان کا نقشہ اس کے

ولیس جاتا رہتا ہے، تو پھر اسکو شرک کیوں نہ کہا جائے، کیونکہ شے غائب کئے اپنے علم خیال میں

حاضر کر رہا ہے رابیع کی مصلحت خاص یہ ہے کہ جب آدمی کے خیال میں شکل دوست کی ہوتی ہے تو

اس وقت دل میں محبت و خلوص پیدا ہوتا ہے اور جب دشمن کی شکل کا خیال آتا ہے تو خود بخود

غیظ و غضب اور حرارت پیدا ہوتی ہے، اور اسوقت اسکی صلاحیت و عقلندی میں منسرق

آجاتا ہے، پس اسی طرح خدا کے دوستوں کا خیال خدا کی محبت کو اور اسکی یاد کو بھی زیادہ کرتا ہے
 بموجبِ شاذنبوی **هُمُ الَّذِينَ إِذَا سُرُوا ذَكَرُوا اللَّهَ** (ترجمہ: وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ
 دیکھتے ہیں خدا یا آجاتا ہے) ہاں البتہ تصویر کھینچنا، کھجوانا، سامنے رکھنا یہ سب حرام ہے،
 طریقت میں رابطہ شیخ ایسا ہے جیسا کہ شریعت میں خانہ کعبہ خالق و مخلوق کے درمیان عبادت
 کے واسطے رابطہ ہے، کیونکہ نور خدا کا نزول وہی جگہ ثابت ہوا ہے، یا تو بیت اللہ میں، یا قبلت
 عبد اللہ میں۔ جس حدیث قدسی کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں
 کیا ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است من نہ گنجم در سرا بالا و پست

رسول کریم صلعم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

من نہ گنجم در زمین و آسماں من گنجم در مستلویٰ و منال

اور نہ میں زمین و آسمان میں سما سکتا ہوں بلکہ مومنوں کے دل میں سما سکتا ہوں!

لیکن جیسے تمام مخلوق میں سب سے اشرف البشر ہے اور پھر بشر میں خیر البشر علیہ التحیۃ والسلام

افضل ہیں۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے پتھر مٹی دنیا کی تمام بابرکت عمارتوں کی پتھر مٹی سے بہتر اور بابرکت
 ہے۔ ورنہ جو کعبہ چونہ پتھر مٹی کا بنا ہوا ہے، نہ درحقیقت وہ مقصود ہے، اور نہ اُس کا طواف کرتے

ہیں، بلکہ مقصود نور خدا ہے، اور طواف بھی اُسی کا ہے کہ جو خانہ کعبہ کی اندر کی زمین پر بطور شعاع

تجلی ذات کے پڑتا ہے، اسکی کیفیت اور ماہیت کو خدا ہی خوب جانتا ہے، اور جن لوگوں کو خدا

نے دل کی آنکھیں دی ہیں وہ کچھ جانتے ہیں، عام لوگوں کو اُس پر ایمان لانا کافی ہے، جیسے کہ

جسم کے اندر روح ہے اور اُس کے ہونے کا یقین بھی ہر شخص کو ہے لیکن اُس کے دیدار اور ادراک

سے عاجز ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تن زجان و جان زتن مستور نیست لیکن کس را دید جان دستور نیست

جسم روح سے اور روح جسم سے علیحدہ نہیں لیکن کسی کیلئے روح دیکھ لینے کا طریقہ نہیں ہے

یعنی اگرچہ جسم میں روح موجود ہے لیکن کوئی شخص اُسے دیکھ نہیں سکتا۔

جب انسان اپنی ہی چیز کہ جو جسم میں موجود ہے یعنی روح اُسی کی دریافت سے اُس کا علم قاصر ہے تو خالق روح یا اُس کے انوار کی کیفیت کیا دریافت کر سکتا ہے؟ حتیٰ کہ مقصود اصلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں ہیں، حضور کی تعظیم حضور کی محبت، حضور کی خوشنودی اور حضور کی اتباع (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقصد خوشنودی پروردگار ہے، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بھی اشاعتِ اسلام اور آپ کا ہر کام خوشنودی حق کے لیے ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں آپ کو ارشاد فرمایا ہے قُلْ إِنَّا صَلَوَاتُیْ وَنُسُکُیْ وَنَحْوَاتُیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (ترجمہ) اے نبی کہہ دو کہ بیشک میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور موت سب اللہ کیلئے ہے کہ جو پروردگارِ عالم ہے، لیکن آخری ترکیب رابطہ شیخ بہت اہم ہے کہ جو شریعت سے چپاں اور طریقت سے وابستہ ہے۔ لیکن رابطہ اُس شخص کا فائدہ مند ہوتا ہے کہ جو فنا سے تام اور بقا سے کمال سے شرف ہو، ایسا شیخ کبریتِ احمد کا حکم رکھتا ہے، لیکن زمانہ خاصان حق سے خالی نہیں، اور جو شیخ فنا و بقا سے شرف نہیں ہے اُس کا رابطہ طالب کو نقصان پہنچاتا ہے، یعنی جو خیالات ناقص شیخ نامکمل کے دل پر وارد ہوتے ہیں اُس کے اثر سے طالب صابق کا دل خراب ہوتا ہے۔ اگر شیخ حقیقتاً فنا و بقا کے مدارج طے کئے ہوئے ہو تو اقسام رابطہ سے جس قسم کی تعلیم چاہے دے، ورنہ انصاف کو کام میں لا کر اقسام ذکر سے کوئی ذکر طالب کو جو اُس کے مناسب حال ہو تعلیم کرے۔ اور صرف اُس کی محبت مرید کو فائدہ مند ہوگی۔ کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الہی

محبت دے اپنی اور اپنے مقبولوں کی "تو جب آپ اپنے سے ادنیٰ کی محبت خدا سے مانگتے ہیں تو ہم کو بالا ولی اپنے سے اعلیٰ اولیاء اللہ کی محبت رکھنا ضروری ہے اور جب ہم خود اچھے نہیں ہیں، تو ہم کو اچھوں کی محبت ضرور رکھنا چاہیے۔ تاکہ ہمارا حشر ان کے ساتھ ہو۔ بموجب حدیث شریف: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ہر شخص کا حشر اسی کیساتھ ہوگا جس سے وہ زیادہ محبت رکھتا ہے۔

فصل پانچویں فوائدِ صحبت میں

صحبت نیک عجیب نعمت ہو، کہ جسکی نظیر وہ خود ہی ہے۔ صحبت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ افضل الایمان ہو گئے، وہ کیا؟ ان کے دیکھنے والے تابعین بالیقین اُمت میں ہر ولی سے اعلیٰ ہو گئے۔ کہ کوئی کیسا ہی اکمل و اعلیٰ ولی ہو اور وہ حسب و نسب میں بھی اعلیٰ ہو مگر ادنیٰ تابعین اور وہ بھی دنیاوی لحاظ سے حسب و نسب میں نہایت کمتر ہو اس کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، یہ کیا ہے؟ سب صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے الصعبة موشرة ولو كانت ساعة (ترجمہ: صحبت اثر کرتی ہے خواہ ایک گھڑی کے لئے ہی ہو) اسی واسطے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

نیک صحبت تجھے نیک بنا دیگی اور بری صحبت تجھ کو خراب کر دیگی

اور حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گر ترا عقل ست بادانش قریں باش درویش و بدرویشاں نشین

اگر تجھ کو عقل و تیز ہے (تو) درویش ہو اور درویشوں کیساتھ بیٹھ

ہمنیشنی جز بہ درویشاں مکن تا توانی غیبت ایشاں مکن

سوائے درویشوں کے کسی کے پاس ست بیٹھ جب تک تجھے ہو سکے ان سے دور مت رہ

حب درویشاں کلیدِ جنت است دشمن ایشاں سزائے لعنت است

محبت درویشوں کی جنت کی کنجی ہے دشمن ان کا لائق لعنت ہے

تنہا ذکر حق سے صحبتِ مردِ کامل بہتر ہے، کیونکہ جو کچھ اس کا ریا آمیز ذکر ہے وہ قابلِ قبول نہیں، اگر قدرے خلوص سے بھی کرتا ہے تو وہ خلوص اس کی حیثیت کے موافق ہے جیسا خلوص اولیاء اللہ کو ہے وہ اس کو کہاں نصیب؟ جس قدر حب و خلوص ہے اسی قدر وہ حصہ پاتا ہے۔ اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبتِ مرداں اگر یک ساعت است بہتر از صد چلہ و صد طاعت است

اگر مردانِ خدا کی ایک ساعت کی صحبت ہے تو (وہ) سو چلوں اور سینکڑوں عبادتوں سے بہتر ہے

جیسے بوجہ صحبتِ نبویؐ اصحابِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہتر ہو گئے تمام اولیاء سے۔ اسی طرح صحبتِ یافتہ اولیاء اللہ بھی بہتر ہے خالی ذکر کرنے والے طالب سے۔ چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی تھوڑی دیر کی صحبت سو برس کی خالص عبادت سے بہتر ہے

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے مَنْ اَسْرَدَانِ یَجْلِسَ مَعَ اَدِلِّهِ فَلْیَجْلِسَ مَعَ اَہْلِ

التَّوَّابِ (ترجمہ: جو خدا کی ہمنیشنی چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اولیاء اللہ کے ساتھ بیٹھے

اسی حدیث شریف کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں فرمایا ہے :-

ہر کہ خوابد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضورِ اولیاء

جو شخص خدا کیساتھ بیٹھنا چاہتا ہے (تو اسے چاہیئے) کہ اولیاء اللہ کے پاس بیٹھے

بچوں شوی دور از حضور اولیا در حقیقت گشتہ دور از خدا

جب تو اولیاء اللہ سے دور ہوتا ہے (تو) حقیقتاً تو خدا سے دور ہوتا ہے

اور فرمایا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ "لازم کرو اپنے اوپر علماء کے پاس بیٹھنا، اور

حکیموں کا کلام سننا کیونکہ اللہ تعالیٰ مرے ہوئے دل کو زندہ کرتا ہے نور حکمت سے، جیسا کہ مری

ہوئی زمین کو مینھ کے پانی سے جلاتا ہے، حضرت خواجہ عبید الاحرار فرماتے ہیں "درویشوں کی

ایک جماعت میں ذکر آیا کہ جو ساعت جمعہ میں مقبولیت کی ہے، اگر کسی کو میسر ہو تو کیا دعا کرنی چاہیئے

تو کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ، میں نے کہا کہ صحبت ارباب حقیقت کی اور آپ ہی کا یہ ارشاد ہے،

علم آموزی طریقہ قولی ست حرفہ آموزی طریقہ فعلیست

اگر تو علم حاصل کرنا چاہتا ہو تو طریقہ اسکے حاصل کینگان ہو اگر کوئی کام سیکھنا چاہتا ہو تو طریقہ اسکے فعل ہو

فقر خواہی آن بصحبت قائم است نہ زبانت کار می آید نہ دست

اگر تو فقیر چاہتا ہے تو صحبت سے حاصل ہو اور درویشی حاصل کرنے میں نہ زبان کام آتی، نہ ہاتھ

حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس ایک شخص آیا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو کیا کرتا ہے؟ اُس

نے عرض کیا کہ اللہ کے ساتھ رہتا ہوں، بوجہ ارشاد انا حلیس من ذکرنی (ترجمہ: میں

اُس کے ساتھ ہوں جس نے مجھے یاد کیا) تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص اللہ کے بندوں کے ساتھ رہ،

تو جو کچھ بھی کرتا ہے اُس کا صلہ خدا کی جناب سے تیری حیثیت اور تیرے خلوص کے موافق تجھ کو

ملیگا اور خاصان حق کی صحبت میں اگر رہیگا تو خاصان حق کی حیثیت اور خلوص کے موافق تجھ

کو حصہ ملیگا۔ اسکی تمثیل یہ ہو کہ کوئی شخص زمین میں حوض کھود کر اور کنویں سے ڈول میں پانی بھر بھر

کے حوض کو بھرنا چاہے تو ہرگز نہیں بھر سکے گا۔ کیونکہ حوض سچے نہیں ہے خام ہے لہذا اول ڈول کا

پانی ڈال کر جب دوسرا ڈول کھینچے گا تو اول ڈول کا پانی زمین خشک کر ڈالے گی، اسی طرح اس کے نیک عمل کا حال ہے کہ ایک نیکی اور وہ بھی ریا آمیز اس نے ادھر کی اور ادھرنا فرمانی حق غفلت وغیرہ سے وہ نیکی غارت ہوئی۔ اولیاء اللہ پر چونکہ دریائے رحمت ہر وقت جاری رہتا ہے لہذا جوان کی صحبت میں رہ کر ایمان سے محبت راسخہ پیدا کر کے ان کے دریائے دل سے اپنے خشک حوض کی طرف کوئی نالی کھول لیگا تو اس کا حوض بہت جلد بھر جائیگا۔ اسی وجہ سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنے سے طالب کا بندگان خاص کے ساتھ رہنا افضل ہے۔ امام طریقت حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ فرماتے ہیں:

”طریقہٴ صحبت است، و در خلوت شہرت و در شہرت آفت و خیریت در جمعیت است
ہمار طریقہ میں صحبت ہی کارآمد ہے اور تنہائی میں شہرت اور شہرت میں فتنے اور خیریت اطمینان میں اور
وجہیت در صحبت بشرط نفی بودن در یکدگر۔

اطمینان ل صحبت میں ہی، بشرطیکہ ہر ایک اپنے کو دوسرے کم جانے۔

اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں:-

”نماز را بحقیقت قضا بود لیکن نماز صحبت مارا قضا نخواہد بود“ (ترجمہ: نماز حقیقت یعنی ذکر

و فکر اگر قضا ہو جائے تو فکر نہیں لیکن ہماری حاضری خدمت قضا نہ ہونا چاہیئے۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صحبت خاصان خدا کو ذکر حق سے طلبہ کے واسطے زیاد

بہتر مفید فرماتے ہیں۔

ایک قناعت بہ ز صد قوت و طبق

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق

ایک قناعت سینکڑوں کھانوں کے اچھی ہے

صحبت مرشد کی ذکر خدا سے بہتر ہے

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلا فنا و بقا حاصل کیے ہوئے کوئی فعل

ریا سے خالی نہیں ہوتا، اور قبل فنا و بقا ہر اتقا میں صورت اتقا ہوتی ہے، حقیقت اتقا بقا و بقا کے اور کمال اتقا کمالات نبوت میں میسر ہوتی ہے، معیت حق اگرچہ سب کے ساتھ ہے، لیکن جو معیت حق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ، اور وہ صحابہؓ کیساتھ نہیں اور جو اولیاء کے ساتھ ہے، وہ عام مومنین کے ساتھ نہیں علیٰ ہذا القیاس، اسی واسطے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ارشاد فرمایا "یا علیؑ جملہ عباداتِ نوافل سے بندہ خاص کی صحبت میں رہنا بہتر ہے" جس کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا علیؑ از جملہ طاعاتِ راہ برگزین تو سایہ خاصِ آلہ

اے علیؑ تمام عبادتوں سے تم خدا کے خاص بندوں کا سایہ اختیار کرو

تو مکن بر شیریںی خود اعتمد تو برو بر سایہ نخلِ اُمید

تم اپنے شیر خدا ہونے پر بھروسہ مت کرو (بلکہ) نخلِ اُمید یعنی (خاص حق) کے ساتھ صحبت میں جاؤ

اسکی تمثیل یوں خوب سمجھ میں آجائے گی کہ تختِ شاہی سے معیت میں وزیر اور چوبِ ارفقیب

قریب قریب برابر ہوتے ہیں۔ لیکن جو انعام خلعتِ تنخواہ اور جاگیرِ وزیر کو عطا ہوتی ہے اس

کی تعداد ایک دن کی آمدنی کی اس قدر ہوتی ہے کہ چوبدارِ نقیب کی تنخواہ سالہا سال کی اسکو

نہیں پہنچتی۔ یہی فرق خاصانِ حق اور غیر خاصانِ حق میں ہے، اگر صرف تعمیلِ احکام مقصود ہوتی

اور صحبتِ خاصانِ حق کا رآمد اور با اثر نہ ہوتی تو احکامِ الہی کے سکھانے کو فرشتے اچھی طرح انجام

دے سکتے تھے، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فوایدِ صحبت کے واسطے بوجہ ہم جنس

بشریتِ خدا نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے، تیل جیسی مستی چیز پھولوں کی صحبت

سے عطر بن جاتی ہے، آگ کی صحبت سے لوہا آگ ہو جاتا ہے، صحبتِ اولیاء سے آدمی افلاک

پر ترقی پاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

چوں بنالذرا بے شکر و گلہ افتد اندر مہفت گردوں غلغلہ

جب خدا کا ولی روتا ہے (تو) ساتوں آسمانوں میں شور و غل مچ جاتا ہے

ہر دم اور ایکے معراج خاص برستہ جیش نمد حق تاج خاں

ہر وقت اُسکو مخصوص قرب حق حاصل ہوتا ہے اس کے سر پر خدا تاج پر تاج رکھتا ہے

صورتش بر خاک جاں در لامکاں لامکانے فوق و ہم سالکاں

اولیاء کی صورت زمین پر ہوتی ہو اور روح لامکاں مقام ہو کہ جو سالک کے وہم سے بھی بالاتر ہے

پس بندگان خاص کی صحبت بندہ خاص نباتی ہے، اور کلام ان کا دوا ہے اور نظر ان کی

شفائے امراض ظاہر و باطن اور ان کا قول اور دعا مقبول چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آں دعا شیخ کہ نے چوں ہر دعاست فانی از تو گفتہ گفتہ خداست

بندہ خاص کی دعا عام لوگوں کی دعا جیسی نہیں ہے وہ بندہ خاص و بقا کا مرتبہ حاصل کچھ اور اس کا کمنا خدا کا کتنا ہے

اکہ و ابرص چه باشد مردہ نیر زندہ گردد از فسون آن عزیز

مادر زادہ اور برص والا کیا بلکہ مردہ بھی اس بندہ خاص کے دم کرنے سے زندہ ہوتا ہے

اولیاء کی شان میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ وَ ھُمْ

قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جُلِیْسَهُمْ وَلَا یُغْنِیْبُ اَنْیْسَهُمْ (ترجمہ: وہ لوگ خدا کے ہم نشین

ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کا ہم نشین گمراہ نہیں ہوتا۔ اور نہ اُن کا مونہ نقصان

اٹھاتا ہے) اور ان کی شان میں یہ بھی وارد ہوا ہے، بِھُمْ مِیْطْرُوْنَ وَ بِھُمْ مِرْنَھُوْنَ

(ان کی وجہ سے پانی لوگوں کے لئے برسیا جاتا ہے اور انہی کی وجہ سے لوگوں کو رزق پہنچایا

جاتا ہے) تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت باقی

باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک نابائی حاضر رہا کرتا۔ آپ اس کی خدمت سے

ایک روز خوش ہوئے اور فرمایا کہ تو کچھ کہہ کہ میں تیرے واسطے دعا کروں، اُس نے عرض کیا کہ ایسی دعا اور بہت فرمائیے کہ مجھ کو اپنا جیسا کر دیجئے، چنانچہ آپ نے حسبِ عدہ اُسکو حجرہ میں لیجا کر دعا اور توجہ فرمائی کہ تھوڑی دیر میں وہ نابائی، قد و قامت، رنگ خط و خال لباس اور قربِ لایت میں آجپ جیسا ہو گیا، کبھی نے کیا خوب کہا ہے ع خدمت ترا بکنگرہ کبریا رسد (خاصانِ حق کی خدمت تجھے بلند مقامات پر پہنچا دیگی) اسی واسطے کسی نے خوب کہا ہے :

دل بست آور کہ حج اکبر است صد ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

دل تھریس یعنی خوش رکھ کیونکہ ہی حج اکبر ہو سو ہزار کعبوں سے ایک دل بہتر ہے

اور اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :

گر تو سنگ خارہ مر مر شوی چوں بصاحب دل رسی گو ہر شوی

اگر (پتھر) تو سخت پتھر ہو (لیکن) جب تو خدا کے کسی خاص بند کی صحبت میں پہنچا تو گو ہر شوی

گر منی گندہ بود ہمچو سنی چو بجاں پیوست گرد روشنی

منی اور مانند منی خون ناپاک : جب جان سے ملجاتے ہیں تو روشن یعنی پاک ہو جاتے ہیں اور شتون من موحہ

جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشریت اور ضروریاتِ زندگی سے بری نہیں ہو سکے تو اولیاء اللہ

کس طرح حوائجِ ضروری سے بری ہو سکتے ہیں۔ لہذا ان کی خدمت انکی خوشنودی خوشنودی حق ہے اور

ان کی خوشنودی اور دعا اور خدمت دین و دنیا کے بڑے بڑے کاموں کو حل کرتی ہے اور خادم

کو مخدوم کرتی ہے، کسی نے خوب کہا ہے :

ہر کہ خدمت کرد او محنت دم شد ہر کہ خود را دید او محنت دم شد

جس نے خدمت کی وہ محنت دم ہوا اور جس نے اپنے آپ کو کچھ سمجھا وہ بھلائیو محروم رہا

اور اسی طرح ان کی ناخوشی اور اُن کی دلآزاری نہایت نقصان دہ ہے، اور دین و دنیا کے

کاموں کو تباہ و برباد کرنے والی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِهِ وَغَضَبِ أَوْلِيَائِهِ (ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے غضب سے اور اس کے اولیاء (دوستوں) کے غضب سے) اللہ تعالیٰ نے عالم کے بگاڑ سدھار کا معاملہ خاصانِ حق کے قلوب پر رکھا ہے۔ قرآن شریف اس کا شاہد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعائے مخلوق آفتوں سے بچ گئی۔ اور ان کی تکلیف وہی اور بددعا سے خطہ کے خطہ اور ملک کے ملک لوٹ دیے گئے اور تباہ و برباد کر دیے گئے۔ اسی معنی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہیچ قوم را خد را سوانہ کرد تا دل صاحب دلے ناید بدرد
کسی قوم کو خدا نے اُس وقت تک برباد نہیں کیا جب تک اس قوم نے خدا کے خاص بندہ کا دل نہیں دکھایا

اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما آگینہ ایم شویم از شکست تیز آزار یابد آنکہ بود در شکست ما
ہم کاج (شیشہ) کے مانند ہیں توڑنی سے تیز ہوتے ہیں جو ہیں توڑنی کے در پے توڑے وہ خود تکلیف پاتا ہوں
ایک شاعر نے کہا ہے:

مشکن بجز سخت دلِ اولیا حق پاس کجوتراں حرم را نگاہ دار
سخت بات اولیاء اللہ کی دشمنی مت کر حرم کعبہ کجوتروں کا خیال رکھ یعنی خاصانِ حق کا

صحبتِ خاصانِ حق گویا بارانِ رحمت ہے، جس طرح بارش سے زمین پر رنگا رنگ کا بنو اور پھول اُگتا ہے، اسی طرح صحبتِ علمائے ربانی سے دلیں رنگ رنگ کی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں اور بغیر فضلِ خدا اور عنایتِ خاصانِ خدا کا میاں بی نہیں پڑتی چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق گر ملک باشد سیہ پیش ورق
بغیر خدا اور اُس کے خاص بندہ کی مہربانی کے اگر فرشتہ بھی ہو تو اُس کا نازِ اعمال سیاہ ہو جاتا

اور سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

سگب اصحابِ کفن روزے چند
پئے نیکاں گرفتِ مردم شد
اصحابِ کفن کا کتنا چند روز
نیکوں کیساتھ رہا خدا نے اسکو انسان بنا دیا
پسِ نوح با بداں بہشت
خاندانِ نبوش گم شد
حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا بڑا کیسا تھا (خیاںچہ) اسکی خاندانی نبوت جاتی رہی اور وہ کافر رہا
غرضکہ خوشنودی اور خدمتِ اولیاء بہت بڑی چیز ہے اور ان کی دل آزاری اور بدعا
بہت بڑی چیز ہے۔ مولانا فرماتے ہیں :

جاہلان تعظیمِ سجد می کنند
در جفائے اہل دل جدمی کنند
جاہل سجد کی تعظیم کرتے ہیں
اور اللہ والوں کی دلازاری کرتے ہیں
سجدے کا نذر دُونِ اولیاست
سجدہ گاہی جہلاست آنجا خداست
جو مسجد کہ اولیاء اللہ کے سینہ میں ہو
وہ سب کے سجدہ کر نیکی جگہ ہو اور ہاں خدا
آں مجاز است این حقیقت اے خرا
نیت مسجد جز درونِ سراں

وہ (یعنی مسجد) مجازاً خدا ہے اور یہ (یعنی سیدہ دل اہل اللہ) حقیقتاً خدا ہے اور ان بزرگوں کے سینہ میں ہے۔
خانہ خدا کے اور نہیں ہو

صورت کو فاخر و عالی بود
اور بیت اللہ کے خالی بود
جو صورت ایسی بلند پایہ ہو، وہ بھلا خانہ خدا سے کب خالی ہو سکتی ہے (یعنی صورتِ او)

فصل چھٹی نقصاناتِ صحبتِ بدیں

اے عزیز! جس طرح صحبتِ نیک کے فائدے بیشمار ہیں اس سے بدرجہا زیادہ نقصانات

بری صحبت کے ہیں، بری صحبت کے اثرات دنیا میں سزا تکلیف اور رسوائی کے باعث ہوتے ہیں اور در بدر خراب کرتے ہیں، اور عاقبت میں عذاب الہی کے باعث ہوتے ہیں، صحبت نیک کا اثر کچھ دیر سے ہوا کرتا ہے، اور صحبت بد کا اثر فوراً ہوتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ صحبت نیک بارش کی طرح ہے کہ اس کے کچھ عرصہ بعد زمین سرسبز ہوتی ہے، لیکن انجام اس کا سراسر خیر ہوتا ہے اور بری صحبت مثال آگ کے ہے کہ فوراً ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے، صحبت نیک کا اثر اس واسطے دیر سے ہوتا ہے کہ بشر مادہ شر سے پُر ہوتا ہے اور خیر سے خالی، لہذا شر کو شر بوجہ بھنس ہونیکے فوراً اخذ کر لیتا ہے اور مادہ شر مادہ خیر کو بوجہ غیر بھنس ہونے کے جلد نہیں قبول کرتا۔
حضرت مولانا فرماتے ہیں :

میل ہر جزئے بجزئے می نہد	ز اتحاد ہر دو تولید جہد
ہر جز اپنے جزء کی طرف مائل ہوتا ہے	اور دونوں کے ملجانے نئی بات پیدا ہوتی ہے
ہر یکے خواہاں دگر را پہچو خویش	از پئے تکمیل فعل و کار خویش
ہر ایک دوسرے کو اپنی طرح بنا لینا چاہتا ہے	اپنا کام اور مقصد پورا کرنے کے لئے

”یارِ بد سے یارِ بد بہتر ہے“ کیونکہ سانپ صرف جان لیتا ہے اور یارِ بد آبرو، آرام، راحت اور ایمان کھوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں

یارِ بد جاں می ستاند از سلیم	یارِ بد آرد سوئے نارِ جہیم
سانپ اپنے زہر سے آدمی مارتا ہے (لیکن)	برادوست و زخ کی طرف کھینچ کر لجاتا ہے
پس یارِ بد سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے	حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
نخست موعظت پر صحبت اس سخن است	کہ از صحبت ناجنس احتراز کیند
صحبت کے بارے میں سب پہلی نصیحت یہ ہے	کہ ناجنس کی صحبت سے پرہیز کرو

جن لوگوں کے دل مردہ ہیں اُن کی صحبت بھی مردہ ہے، اے عزیزِ مردہ کا جلیس
 (سہنشین) کوئی نہیں ہوتا۔ پھر تو کیوں مردوں کیساتھ بیٹھ کر مردہ ہوتا ہو۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں
 وائے آں زندہ کہ با مردہ نشست مردہ گشت و زندگی از وی بخت
 افسوس اُس زندہ پر جو مردہ کے ساتھ بیٹھے خود مردہ ہوا اور زندگی اپنے ہاتھ سے کھوئی
 طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ متلاشی ہے اچھے لوگوں کی صحبت کا، اور صحبت ناقص نے بچتا
 رہے، کیونکہ صحبت ناقص کا اثر دیر تک رہتا ہے، جیسے کہ بھنگی غلاطت لیکر پاس سے ہو کر نکل جاتا
 ہے، لیکن بدبو اُس کی دیر تک دماغ کو خراب کرتی رہتی ہے، یا جیسے کہ عورت حسین پاس سے
 گزر جائے تو اُس کے دیکھنے کا اثر دیر تک خراب کرتا ہے۔ اسی طرح ہر بری صحبت کا اثر
 بعد فراقِ صحبت بھی رہا کرتا ہے۔

ایں سخن از گوشِ دل باید شنود گوشِ گل اینجانہ دارد هیچ سُو
 یفصحتِ دل کے کان سے سنا چاہیئے مٹی کے کان اس جگہ کچھ فائدہ نہیں دیتے

فصل ساتمہ خاموشی کے فواید

خاموشی ایسی نعمتِ بے بہا ہے کہ جس کا شکر یہ ہم اپنے رب کا ادا نہیں کر سکتے۔ آفتوں
 سے بچانے والی دنیا و آخرت میں نجات دلانے والی، اپنے رب کی رحمت سے قریب اور
 اس کے غضب سے دور کرنے والی ہے، اس کے ثبوت میں حدیث شریف موجود ہے مَنْ
 سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا (ترجمہ: جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا
 اُس نے نجات پائی۔) اور دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے مَنْ صَمِتَ نَجَا

(جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی) ایک صحابی حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، پس میں نے عرض کیا کہ کیا ہے سبب نجات کا؟ پس آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو اپنا تابعدار کر اور تو اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گناہوں پر رونا اور ارشاد فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کوئی محافظت کرے میرے لئے اپنی زبان کی اور ستر اپنی کی (یعنی زنا سے بچے) ضامن ہوں گا میں اُس کیلئے جنت کا اور فرماتے ہیں رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کرتی ہے لوگوں کو بہشت میں وہ ڈر اللہ کا ہے اور اچھا خلق اور کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کر لگی لوگوں کو آگ (دوزخ) میں وہ دو چیزیں ہیں منہ (یعنی زیادہ بولنا) اور ستر (یعنی زنا کرنا) اسی مطلب میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے پسر نپند و نصیحت گوش کن گر نجات بایست خاموش کن

اے عزیز نصیحت اور کام کی بات سن اگر تو نجات چاہتا ہو تو خاموشی اختیار کر

خاموشی عزت و وقار کو بڑھاتی ہے، عیبوں کو چھپاتی ہے۔ غیبت، جھوٹ، طعنہ، طنز وغیرہ اذنیوں باتوں سے بچاتی ہے۔ غرض کہ خاموشی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے، حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وصف خاموشی کے کر سکتا ہے کون جس نے اس لذت کو پایا ہے سد خاموشی

اسی واسطے امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اپنے منہ مبارک

میں کھنکھاکرتے تھے، تاکہ فضول بات زبان سے نہ نکلے اور آپ فرماتے ہیں کہ اللہ آپ نے قرآن

مجید میں جو بحر و بر فرمایا ہے (یعنی دریا اور جنگل) سو بھر سے مراد دل ہے اور بر سے مراد

زبان ہے۔ سو جس کی زبان خراب ہوئی دنیا کی باتوں میں روتے ہیں اُسکے حال پر جنابت اور

جانور اور جس کا دل خراب ہو روتے ہیں اُس کے حال پر فرشتے موقوف

حضرت صدیق اکبر با و ستار دروہاں میداشتند سنگ آشکار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے) منہ میں کنکری رکھا کرتے تھے

تانیاید از زباں قول فضول در زبان بستن نجات است قبول

تاکر زبان سے دنیا کی بیکار اور لغو بات نہ زبان بند کھنے میں نجات اور اللہ کے نزدیک

طالب حق پیروی کن آنجناب تاشوی در راہ حق تو کامیاب

اے طالب حق تو اُن کی پیروی کر تاکہ خدا کی راہ میں فائز المرام ہو

امام طریقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ہماری خاموشی سے

فائدہ نہیں اٹھایا وہ بات کر کے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ ایں چہیں فرمودہ انداے ہوشمند

حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اے عقلمند اس طرح فرمایا ہے

ہر کہ خاموشی ماسود نہ داشت در سخن بسیار اوسو وچہ یافت

جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں اٹھایا وہ زیادہ باتوں سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے

فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ستون دین کا ہے اور خاموشی بہتر ہے

اور صدقہ بچھانا ہے غصہ رب کا۔ اور خاموشی بہتر ہے، روزہ ڈھال ہے دوزخ کی۔ اور خاموشی

بہتر ہے اور جہاد بندہ دین کی ہے، اور خاموشی بہتر ہے۔ فاسدہ: روزہ نماز۔ نوافل

سے اور صدقہ و جہاد سے خاموشی افضل ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ہر صبح کو تمام

اعضا زباں سے کہتے ہیں کہ اے زبان تو ٹھیک رہیو، اگر تو ٹھیک رہے گی تو ہم سب

ٹھیک رہیں گے، اور اگر تو ٹیڑھی رہی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اسی واسطے مولانا

رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اے زبان ہم گنج بے پایاں توئی اے باں ہم رنج بے درماں توئی
اے زبان تو خزانہ بے نہایت ہو اور اے زبان تو رنج و مصیبت بے علاج ہو

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو چپ رہے ایک ساعت اور غور و خوض کرے اللہ کی ذات و صفات میں ایسا چپ رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے اور فرمایا حضور صلعم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے کہ کیا بتاؤں میں دو خصلتیں تم کو کہ وہ ہلکی ہیں مٹی پر او بھاری ہیں میزان اعمال میں، وہ بہت چپ رہنا اور اچھا خلق ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہ عمل کیا مخلوق نے مثل ان کے! اے عزیز چاہیے کہ صحبت خاصانِ حق میں خاموشی کیسا تھکا دے حاضرہ، اور جو کچھ معاملہ شریعت طریقت میں فرمائیں اُس کو سن اور اُس کے حقائق اور فوائد پر غور کر، چنانچہ فرماتے ہیں مولانا رومیؒ

کودکِ اولِ چوں برآید شیر نوش مَدّے خاش بود او جملہ گوش

دودھ پیتا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ دیر تک خاموش رہتا ہے، حالانکہ کان اُڑبن اُسکے ہوتے ہیں

مَدّے می بایست لب و دُختن از سخن گویاں سخن آموختن

(اسی طرح) تجھے بھی کچھ دنوں منہ بند کھنچا جائیگا اور خاصانِ حق کی باتوں سے باک نہ کرنا

ایغزِ زیادہ بتا کر نیسے دل مردہ ہوتا ہو اور خاموشی نے دلیں حکمتیں پیدا ہوتی ہیں حضرت فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں

دل ز پر گفتن بیس در بدن گرچہ گفتارش بود دَرِ بدن

زیادہ بات کر نیسے دل مردہ ہو جاتا ہو، خواہ زیادہ بات کر نیوالے کی باتیں در فرید اور گوہر آریا ہوں

گر خبر داری ز حقی لا موت بردہاںِ خود بس مہر سکوت

اگر تو خدا سے واقف اور باخبر ہے (تو) اپنے منہ پر مہر سکوت لگا، یعنی خاموش ہو

بَابُ التَّسْبِيحِ

فصل اول فضائل و عز و ذکر و دنیا میں

سب سے عمدہ بشارت رب العالمین نے بندہ خاکی ناچیز کے واسطے یہ فرمائی ہے
 فَادْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ (یعنی اے میرے بندو! تم یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو)
 اس پیارے ارشاد پر لاکھوں جانیں تو کیا اگر تمام خلق بھی قربان ہو جائے تو کم ہے،
 اس انعام کا شکر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا مشعر

چو با شد از تنم صد سوز بانم چو سون شکر لطفش کے تو انم
 میرے جسم پر جبکہ لاکھوں زبانیں ہوں (تب بھی) سون کھٹج میں کیونکر اس کا شکر ادا کر سکتا ہوں
 دنیا کا کوئی معمولی سا آدمی حاکم یا رئیس وقت اپنے سے ادنیٰ کو یاد کرتا ہے تو ادنیٰ
 کیلئے کس قدر فخر اور باعث خوشی ہوتا ہے، چہ جائیکہ رب العالمین خالق آسمان و زمین بندہ
 کو یاد فرمائے اور اس خوشی کے مقابلہ میں اپنی مہربانی سے بطریق تنبیہ یہ بھی فرماتا ہے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (اے ایمان والو! نہ غافل کریں

تم کو تمھارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے، اور جس نے غفلت کی پس وہ نقصان
پائیوا لو نہیں سے ہو) اے عزیز خدا کی یاد کی خوشی بھی بے نہایت ہے اور بحالت غفلت
افسوس بھی بے غایت ہے۔ اے طالبان خدا دریا کا پانی بہا ہوا اور زبان سے نکلی ہوئی بات
اور کمان سے نکلا ہوا تیر، اور گیا وقت واپس نہیں آتے، زندگی کی قدر کرو اور ہر وقت کو
دولت بے بہا سمجھو، دیکھو کچھ پٹاؤ گے، اور پھر دنیا میں نہ آؤ گے، حضرت فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں

عمر رانی داں غنیمت ہر نفس چوں رود دیگر نیاید باز پس

زندگی کے ہر سانس کو غنیمت سمجھ (کیونکہ) جب سانس گزر جاتا ہے تو دوبارہ واپس نہیں آتا

عمر تو باشد مثال آب جو آب رفتہ باز کے آید بجو

عمر تیری مثال دریا کے پانی کے ہے جو پانی بہہ گیا پھر واپس نہیں آتا

ارشاد نبوی صلی علیہ وسلم ہے کہ الدُّنْيَا مَزْدَعَةٌ الْآخِرَةُ (یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے)

اے عزیز زمین دل میں ذکر حق کا ہل چلا! اور پھر اس میں محبت خدا اور خلوص کا تخم بوی!

اور پھر اس میں حدود و شریعت کی کیا ریاں بنا!!! اور پھر خوف خدا اور اس کی بے نیازی اور

اپنے گناہ اور اس کے ارشاد فَلَیَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلَیَبْكُوا کَثِيرًا پر نظر کر کے گریہ وزاری کا

اس میں پانی دے اور پھر اسکو اَفِوضْ اَمْرِي اِلَى اللّٰهِ کہہ کر رب کے حوالہ کر، اگر اے

عزیز تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے دل کی کھیتی اور حیات ابدی اور راحت دارین غارت

ہو جائے گی اور جو کچھ تو دل کی زمین میں بوسے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ چنانچہ حضرت

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آں کہ غافل بود از کشت بہار اوجہ داند قیمت اس روزگار

جو غافل رہا اور بہار زندگی سے نا آشنا رہا (یعنی زندگی میں یاد حق نہ کی) وہ بھلا زمانہ کی قدر دیکھ جائے

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

گیہوں سے گیہوں اُگیں گے اور جو سے جو اپنے اعمال کی جزا سے غافل مت ہو

زندگی آمد برائے زندگی زندگی بے بندگی شہرِ زندگی

زندگی عبادت و یاد خدا کے لیے ہے بے عباد اور یاد حق کے زندگی باعث شہرِ زندگی ہے

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بہیدہ بخت و خیالِ باطل بست

جس شخص نے کہ برائی کا بیج بویا اور بھلائی کی اُمید رکھی اُس نے ناحق اپنا دماغ خراب کیا اور لغو خیالِ باظہا

بگ عیش بگور خویش فرست کس نیار و پس تو پیش فرست

راویہ ام کا سانا اپنی قبر میں بھیجا (یعنی عبادت و یاد حق کر) (دور) کوئی تیر بعد تیر لے سا ان نہیں لا گیا تو اپنے منہ سے

حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

ہر چیز کہ از تو کم شود غنیمت مئی ان زہنا تو وقت خویش را کم نہ کنی

اگر کوئی چیز تیری کم ہو جائے تو پروا کر (لیکن) تو ہرگز اپنا قیمتی وقت بیکار نہ کھو

ایک بزرگ فرماتے ہیں -

زہر نفس بہ قیامت شمار خواہد بود گزہ کمن کہ گزہ کار خوار خواہد بود

قیامت کے دن ہر نفس کے متعلق بزر پن ہوگی (اس لئے) تو گناہ مت کر کیونکہ گناہ کا زہل و سوا ہوگا

بسا سوار کہ فردا پیادہ خواہد شد بسا پیادہ کہ فردا سوار خواہد بود

قیامت کے دن بہت سے سوار پیدل ہونگے (جسکے) اعمال اچھے نہیں ہیں (اور) بہت سے پیدل ابرق پڑا ہونگے (ان اچھے)

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جہنم میں جنتیوں کو کوئی افسوس اور حسرت نہ ہوگی۔ مگر

ایک بات کی کہ جو وقت اہل جنت کا دنیا میں خدا کی یاد سے غفلت میں گزارا ہوگا - حضرت

مولانا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے سپہ از آخرت غافل مباحثا بامساع ایس جہاں خوشد مباحثا

اے عزیز! عاقبت سے بخیر اور غافل مت اور اس دنیا کی دولت اور عیش میں مت لگا

اے عزیز! مکان بلند بختہ اور باغ و بہار عمدہ میں عمر ضائع کرنا بے وقوفی ہے، بقدر ضرورت ہر چیز کو لے اور بے ضرورت اشیاء اور فضولیات میں مت پڑ۔ حضرت عطارؒ فرماتے ہیں:-

مرد رہ در بند قصر و باغ نیست در دل او غیر درد و داغ نیست
خدا کی راہ کے مرد (یعنی طالب الحق) محلا و باغ کی قید و بند میں نہیں ہیں (بلکہ) ہمیشہ اُن کے دل میں محبت خدا اور کمالِ دوستی

گر عمارت را بری بر آسمان عاقبت زیر زمیں گردی نہاں

بالضرر اگر تو نے برفلک عمارت بھی بنالی (تب بھی) تجھے آخر کار اکیدن زمین میں دفن ہونا پڑے

خدا کی یاد اور اطاعت کرنا نہایت بے انصافی اور خلاف وعدگی اور ناشکری ہے۔ کیا تم کو
اَلَسْتُ بِحَبِيبِكُمْ کے جواب میں قالوا بلی شہیدِ خدا کہنا یا وہ نہیں ہے؟ کیا مَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ تم نے نہیں پڑھا اور نہیں سنا؟ حضرت مولانا رومی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ سِوَالِی جز عبادتِ نیست مقصود از جہاں

میں نے نہیں پیدا کیا جن و انسان کو مگر عبادتِ میری کے سوا اور کچھ نہیں

کیونکہ دنیا کے پیدا کرنا مقصدِ عبادت کے اور کچھ نہیں

افسوس جو مخلوق خدا کی یاد اور معرفت کیلئے ہی پیدا ہوا اور وہ اشرف المخلوقات بھی کہلائے، یعنی
انسان! وہ تو خدا کو بھول جائے اور جو بشر کے آرام و راحت کے واسطے خدا چیریں پیدا کرے
وہ ہر وقت خدا کو یاد کریں، بموجب آیت شریفہ **وَ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہِ**
(نہیں ہے کوئی شے، مگر وہ خدا کو یاد کرتی ہے)

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے :-

ابر و باد و سم و خورشید و فلک کا زندہ
آ تو نے بکفت آری و غفلت بخوی

بادل ہوا اور چاند سورج اور آسمان سب میں ہیں
تاکہ تو رزق حاصل کرے اور غفلت نہ کھائے

و ما نبر دارا نہ کرک

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط الفضا نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

جب میں سے لے لیں اور تیری مطیع فرمانبردار ہیں (پس) یہ انصاف نہیں ہے کہ جس نے ان چیزوں کو تیرا فرمانبردار بنایا تو اسکی

پس عاقل وہ شخص ہے کہ جو اپنے انجام پر نگاہ رکھے، اور نہایت بے عقل اور جاہل

شخص ہی جو انجام پر نظر نہ کرے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

مرد آخر میں مبارک بندہ است
در پس ہر گریہ آخر خندہ است

انجام پر نظر رکھنے والا آدمی خوش قسمت ہے
ہر رنج کے بعد راحت ہوتی ہے

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، کہ کوئی شخص گود بھر خدا کے راستہ میں سونا

چاندی خیرات کرے اس شخص سے وہ بہتر ہے کہ جو خدا کا ذکر کرے، بہاد کر نیسے صدقہ دینے

سے ذکر خدا بہتر ہے، اسی وجہ سے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت ہجرت سے واپس تشریف

لایا کرتے تھے، تو صحابہؓ سے فرماتے قد رجنا من الجہاد الا صغرا الى الجہاد الا اکبر

(ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے) کفار کے جہاد سے جسم ظاہر پر زخم آتے

ہیں اور دشمن کو جو سامنے کھڑا ہوتا ہے اُس کو مارتے ہیں اور جہاد اکبر وہ ہے کہ جس سے

نفس و شیطان مرتے ہیں، اور اُن کی زد سے بچنا پڑتا ہے، کفار سے جہاد گلاب ہے

تھوڑے عرصہ کے واسطے ہوتا ہے، اور نفس و شیطان سے ہر لمحہ اور ہر وقت جہاد رہتا ہے۔

اسی واسطے مولانا رومی فرماتے ہیں :-

ان جہاد اصغر است ایس اکبر است
ہر دو کار رستم است و خیر است

وہ چھوٹا جہاد ہے اور یہ بڑا جہاد ہے اور جنگ رستم (پهلوان) کا کام ہے اور بڑا خدا (جہاد اکبر) حضرت علی کا کام ہے

سہل شیرے وال کہ صفہا بشکند شیر آنت آل کہ خود را بشکند

ایسے شیر کو معمولی سمجھ جو صفوں کو چیر ڈالے (بلکہ) حقیقتاً (جہاد) شیر وہ ہے جو اپنے (نفس) کو توڑے

تا شود شیر حرد از عون او وار ہد از نفس و از فرعون او

تاکہ شیر خدا اسکی مدد سے ہو جائے اور وہ نفس اور اسکے شیطان کے چھٹکارا ہے

اسی واسطے مجاہد نفس کا مرتبہ مجاہد کفار سے زیادہ ہے۔ اور بعد مرنے کے زندگانی

شہید اصغر سے شہید اکبر کی زیادہ قوی ہے، جیسے مرتبہ کا تفاوت، ^{یقین} من اللہین والصد

والشہداء والصلحین (فائدہ) صدیقین سے مراد اولیائے کبار ہیں۔ حدیث

شریف میں وارد ہوا ہے کہ ذکر خدا کرنے والا زندہ ہے اور ذکر حق سے غافل مردہ ہے،

ایک صحابی نے عرض کیا خبر دو مجھ کو یا نبی اللہ ساتھ ایسی چیز کے کہ بھروسہ کروں میں ساتھ

اس کے، حضور نے فرمایا "ہمیشہ ربے زبان تیری تر اللہ کے ذکر سے" حضرت معاذ نے وقت

رخصت مین کے عرض کیا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے، تو فرمایا حضور انور

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "مرے تو اس حالت میں کہ زبان تر ہو تیری ذکر اللہ میں" اور

فرماتے ہیں حضور صلعم "نہ کیا کسی آدمی نے کوئی عمل کہ بہت نجات دلانے والا ہو اس کو

اللہ کے عذاب سے سوائے ذکر اللہ کے" اور ارشاد فرمایا جناب صلعم نے "نہ غافل ہو ذکر

خدا سے اگر غافل ہو گے تو بھلائے جاؤ گے جنت سے" اور ارشاد ہے قسم ہے اللہ کی

البتہ یاد کرتی ہے اللہ کو ایک قوم دنیا میں اور کچھ ہو بچھو میں داخل کمرے گا اللہ انکو بلند بہشتوں میں؛

اگاہی: زبان تر سے حضور صلعم کی منشا مبارک زبان دل ہے کیونکہ وہ کسی وقت بھی

خشک نہیں ہوتی، یعنی بند نہیں ہو سکتی۔ زبان ظاہر وقت بیوشی اور امراض زبان اور

وقت مرنے اور بجاالتِ ناپاکی بند ہو جاتی ہے، مگر زبانِ دل ہر حالت میں تر رہتی ہے اور بچھوٹوں میں بجاالتِ سونیکے اور بجاالتِ ضعف یا بیماری یا بھوشی ہر حالت میں آسانی ذکر کیوڑا حضرت نقشبندؒ کے یہاں ذکر قلبی بلا کسی تکلیف اور تکلف کے جاری رہتا ہے اور کوئی شے اس کے ذکر کرنے کے مانع نہیں ہوتی۔ ترقی بجناب باری عز اسمہ جناب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام سب کو کثرتِ ذکر سے ہوئی ہے، درمیان خالق و مخلوق کے یہی ذکر ہے کہ جو ذکر کو مذکور تک پہنچاتا ہے، ذکرِ خدا آئینہ دل کی صیقل ہے اور طلبہ کی محبتِ الہی کے زخم کیلئے مرہم ہے اور روح کی غذا ہے۔ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

ذکر حق آمدنِ ایں روح را مرہم آمد ایں دل بحسبِ روح را

ذکر خدا اس روح کے لیے غذا ہے اور اس زخمی دل کیلئے مرہم ہے

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اللہ اللہ ایں چہ شیرین ست نام شیر و شکری شود جانم تمام

اللہ اللہ ! یہ کیا میٹھا نام ہے کہ دودھِ شکر کی طرح میری جان ہوئی جانم

خود چہ شیرین ست نامِ پاک تو خوشتر از آبِ حیات اور اک تو

تیرا نام پاک خود کتنا میٹھا ہے اور تیرا ادراک آبِ حیات بدرجہا اچھا ہے

ذکرِ خدا دنیا سے دور اور خدا سے قریب کرتا ہے، ذکرِ خدا جہنم سے منفصل اور جنت

سے متصل کرتا ہے، ذکرِ خدا تمام دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے، کہ فضائلِ ذکر سے قرآن و حدیث

بھرے ہوئے ہیں، خاقانیؒ فرماتے ہیں :-

پس از سی سال ایں معنی متھوشِ خاقانی دے با یاد حق بودن بہ از ملکِ سلیمانی

تین سال کے بعد حقیقتِ خاقانیؒ ثابت ہوئی کہ ایک دم ذکرِ خدا میں مشغول رہنا ملکِ سلیمانی سے بہتر ہے

ذکرِ حق ہی وہ چیز ہے کہ جو خدا کے انوار سے وصل اور مخلوق فانی سے فصل کرتا ہے، اور
زندگانی ہمیشہ کی عطا کرتا ہے، اور بے یادِ حق زندگی نہیں ہے، بلکہ عند اللہ مرد نہیں شمار ہو
چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مر است زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد
جو زندگی میری ہے اُس کو زندگی نہیں کہنے سکے (بلکہ) حقیقتاً زندہ وہ ہے کہ جو دوست وصال کھتا ہو
وہی زندہ رہے جو مر گئے یادِ الہی میں حیاتِ جاوداں آبِ بقا اللہ ہی اللہ ہے

جس دل میں نورِ خدا نہیں وہ دل دل ہی نہیں، چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہیں:-

چوں نباشد نورِ دل دل نیست آں چوں نباشد روح جز کل نیست آں
جب دل میں نہیں ہے تو وہ دل دل ہی نہیں جب نہ ہو روح جز تو کل کہ ہو سکتا ہے
آں زجاہ کو ندارد نورِ جاں بول قارورہ است قندیش مخواں
وہ فانوس جس میں روشنی کی بتی نہیں ہے وہ فانوس پشیا کا قارورہ بنانے کے کام ہے

حضرت حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ دل اُسکو کہتے ہیں کہ جو دل ذکرِ حق اور انوارِ الہی سے پر نور ہو اور
خدا اُسکو نظرِ رحمت سے دیکھے اور جس دل میں خیالاتِ فضول بھرے ہوں وہ دل دیوبھوت کا حجرہ
ہے، حقیقتاً وہ دل نہیں ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں،

دل یکے منظرِ است ربّانی حجرہ دیورا چہ دل خوانی !

دل خدا کے دیدار کی جگہ ہے شیطان کے گھر (یا جگہِ غافلِ دل) کو تو دل کیوں کہتا ہے

یہ حضرت حکیم سنائی حضرت مولانا رومی سے پیشتر ہوئے ہیں، چنانچہ مولانا
رومی اُن کی تعریف میں فرماتے ہیں،

عطار روح بود و سنائی و چشم ما ما از پس سنائی و عطار آمدیم

حضرت عطار میری روح ہیں، اور حضرت حکیم سنائی میری ذول کھلیں میں ان دونوں کے جذبہ

عطار سے مراد مولانا کی حضرت فرید الدین عطار ہیں، رحمۃ اللہ علیہم آمین۔

اے عزیز یہ دنیا فانی ہے، بے وقاہی۔ اور مثل خواب خیال ہے۔ اس میں پھنس کر خدائے
باقی و کریم و رسول رؤف و رحیم سے منہ موڑنا کیسی صریح غلطی اور افسوس کی بات ہے، اے
عزیز جس قدر عزیز و اقارب دنیا کے ہیں، وہ سب اپنے مطلب کے ہیں، تمام عمر اولاد بیوی دوستوں
وغیرہ عزیزوں سے احسان کیا جائے اور ذرا ان کی مرضی کے خلاف ایک بات کی اور انہوں
نے تمام عمر کی خدمت اور سلوک پر پانی پھیرا اور اگر تھوڑی دیر کو مان لیا جائے کہ دنیا میں تیرے
عزیز تیرے ساتھ اچھے بھی ہے۔ لیکن قبر میں تیرے ساتھ کون جائیگا؟ حضرت مولانا رومیؒ
نے خوب فرمایا ہے۔

ایں جہاں فانیست و اں باقیست دل بہستن ایں جہاں نادانیست

یہ دنیا فانی اور وہ جہان باقی رہنے والا ہے اس دنیا کے فانی پر گرویدہ ہونا غلطی اور کم عقلی ہے

ایں جہان و اہل ایں بجاصل اند ہر دو اندر بے وفائی یکدل اند

اس دنیا اور جو اس دنیا میں یہ سب بیکار ہیں دنیا اور دنیا والے بے وفائی میں کیساں ہیں

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتیست مصطفیٰ فرمود دنیا ساعیست

پس اے عزیز تجھ کو شوکا ہر وقت سنانا اور آخرت کی طرف جانادیش ہو اسی سطر رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں :-

منہ دل بریں دھڑنا پادار ز سعدیؒ ہمیں یک سخن یاد دار

اس عارضی دنیا پر فریفتہ مت ہو سعدیؒ سے بس یہی ایک نصیحت کی تباہ و کار

اور دنیا کے فانی کے بارہ میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

وہابی میں کہ زندگانی دنیا ایک ساعت ہے۔

باچہ مانڈیں جہاں گویم خواب آں کہ بیند آدمی چیزے خواب
 اگر کوئی مجھ پوچھے کہ دنیا کیا چیز ہے تو میں جواب دینگا کہ دنیا کی مثال ایسی ہو کہ جیسے کوئی شخص خواب میں کچھ دیکھے
 چوں شوی بیدار از خواب اے عزیز حاصل نبود ز خوابت، هیچ چیز
 جب خواب بیدار ہو جائیگا، تو تجھے اس خواب کی چیز سے کچھ نہیں ملیگا کہ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھی تھی
 ہمچنین چوں زندہ اُفتادہ مرد هیچ چیزے از جہاں باخود نبرد
 اسی طرح جب تو زندگی کے بعد مرے گا تو کوئی چیز اس دنیا سے نہیں لیجائے گا
 جائے گریہ بہت ایں دروے مخند چشم عبرت پر کشاؤ لب بہ بند
 یہ دنیا رونے کا مقام ہے اس میں ست بہش، عبرت کی آنکھ کھول کر دیکھ اور ہونہار رکھ یعنی کچھ ست

فصل دوم سرخی نازل ذکر خفی میں

حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنا دار و مدار ترقی اور قرب حق کے
 واسطے ذکر قلبی یعنی ذکر خفی پر رکھا ہے، بخلاف طرق دیگر کے کہ ان طریقوں مبارک میں
 ذکر زبانی و سیر آفاقی سے سلوک شروع کیا ہے اور حضرات نقشبندیہ نے ذکر خفی اور سیر
 انفسی سے اور دیگر حضرات نے سلوک کو مقدم رکھا ہے، اور حضرات نقشبندیہ نے جذب
 کو مقدم رکھا ہے۔ سب طرق مبارک میں زیادہ تر ذکر اسم ذات اور نفی اثبات
 کو لیا ہے اور اکثر حضرات نقشبندیہ نے اسم ذات کے ذکر کو لیا ہے، یا صوف فکر ذات کو
 جس سے مراد وقوف قلبی ہے، یعنی دل کا خیال ہر وقت ذات واجب الوجود کی طرف ہونا
 اسکا سبب یہ ہے کہ ذکر کلمہ توحید سے سلوک طے ہوتا ہے اور ذکر اسم ذات سے جذب پیدا ہوتا ہے

اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اپنی کوشش سلوک کو موخر جان کر جذب ربانی کو مقدم رکھتے ہیں۔ بھید ذکر اسم ذات کا یہ ہے کہ اکثر محققین دین اس اسم کو اسم اعظم کہتے ہیں علاوہ اسکے بقدر اسماء و صفات ہیں انکا ایک حرف کم کر دینے سے وہ اسم بے معنی ہو جاتا ہے جیسے حیم کی تے، کریم کا کاف کم کر دیا جائے، علی ہذا الیہاس، اور اسم ذات کا ایک ایک حرف ذات کی طرف بھاگتا ہے، جیسے اللہ کا الف گرا دینے سے اللہ رہ جاتا ہے اور اللہ کا لام گرا دینے سے لہ بن جاتا ہے اور لہ کا لام کم کر دینے سے لہ رہ جاتا ہے یعنی وہ ذات غیب الغیب، جو لفظ اور حرف اور معنی و خیال سے پاک ہے۔ اسی معنی میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بنام آں کہ آں نامے ندارد بہر نامے کہ خوانی کہ سر بر آرد

اور یہ ترجمہ ہے اس آیت شریف کا سُبْحَانَكَ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُونَ (وہ ذات برتر پاک ہے اس سے کہ تم اس کو پکارو اور موصوف کرو) غرض کہ اسم ذات بے نقط ہے اور ہر حرف اُس کا با معنی ہے، اور اپنے ذاکر کو دواں دواں مذکور تک پہنچاتا ہے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اللہ اللہ اسم ذات پاک دوست	اسم اعظم از برائے قرب و ست
اللہ اللہ نام ذات پاک دوست کا	اسم اعظم ہے اُسکے (یعنی خدا کے) قریبی
اللہ اللہ ایں چہ نام خوش مذاق	حرف حرفش می و بد جاں را رواق
اللہ اللہ یہ کیا خوش ذائق نام ہے	کہ اسکا ہر سر و جان کو ترقی اور راحت بخشا ہے

ذکر خفی کا استدلال یہ حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آیۃ اَدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اور حدیث شریف اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا (ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا بیشک تم نہیں پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو) (یعنی آہستہ ذکر کرو اس لئے

کہ چلا کر توجہ پکارا جاتا ہے، جبکہ کوئی بھرا یا غائب ہو لیکن یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ خدا سمیع و حاضر ہے اور ذکر اسم ذات کا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا سے فرماتے ہیں: ان حضرات کا تعلق روحی و سمیت عالیہ ذات حق تعالیٰ پر گئی ہوئی ہے اور اسی واسطے ذکر اسکا صفاتی کو چھوڑ کر ذکر اسم ذات کو لیا ہے، اسی مطلب میں مولانا روٹی فرماتے ہیں:

گفت اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا تانہ گرد و بند ہر سو حیلہ جو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے (اسکی وجہ یہ) تاکہ اُس کا بندہ حیلہ جوئی کرے

اور اسی معنی میں امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ہر کہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آن ہم جو کچھ کہ دیکھا جائے سنا جائے اور جانا جائے وہ سب

غیر است بحقیقت کلمہ لا نفی آں باید کرد۔ غیر خدا ہے اسکی نفی کلمہ لا سے کرنی چاہیئے۔

یعنی اے طالب حق نگاہ علم سے اور نگاہ دل سے اور ہر قسم کا جو ادراک تجھ کو ہو تو جان لے

یہ غیر خدا ہے اسکی طرف مخاطب مت ہو بلکہ نگاہ دل تیری ذات غیب الغیب کی طرف رہنا چاہیئے۔

آگاہی: بعض طالب ذکر اسم ذات بعض کو صرف فکر ذات بعض کو ذکر نفی اثبات و بعض کو تلامذات

قرآن مجید اور بعض کو کثرتِ فاضل اور بعض کو کثرتِ درود فائدہ بخش ہیں، شیخ بنجیدہ فہمیدہ جس کسی کو جو نسخہ

مناسب سمجھے دے، اور طالب اُس پر عمل کرے، ذکر اسم ذات کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دست چپ (بائیں)

ہاتھ کی طرف سینہ سے دو انگشت نیچے پسلی کی طرف دل ہوتا ہے، لہذا اپنے قلب کی زبانِ خیال

سے ہر وقت ہر حالت میں چلتے پھرتے بات کرتے کھاتے پیتے لکھتے پڑھتے پاک ہو یا ناپاک جب تک ہوش

رہے اللہ کہتا ہے اور پوری توجہ کیساتھ دل سے خدا کی طرف متوجہ ہے اور دل میں خیال غیر

خدا کو حتی الامکان نہ آنے دے، اگر آجاوے تو اس کو دور کرے جیسے لپٹو کو کپڑوں میں نہ آنے

دے اور آجائے تو کپڑوں میں اس کو دور کرنے کی کوشش اور خیال رہتا ہے، اسی طرح

دل میں خیال غیر خدا کو نہ آنے دے اور آجائے تو دور کرنے کی کوشش میں ہے، جیسے لپٹو کے
 کپڑوں میں گھس جائیے بچپنی اور پریشانی رہتی ہے، اسی طرح دل میں خیال غیر خدا آجائے
 پریشانی اور بچپنی ہونا چاہیئے اور خدا کی صفات **بَیِّنَاتٌ وَبَصِيرَةٌ** وغیرہ کی طرف یا دل کی شکل
 پر خیال نہ رکھنا چاہیئے، بلکہ ذاتِ ستجہ صفاتِ بیچون و بیچکون کی طرف جانبِ عرش خیال رکھنا
 چاہیئے اور ایک طرفہ العین خدا کی طرف سے دل کو غافل نہ ہونے دے، نہ معلوم کس وقت نگاہِ کرم
 ہو جائے اسی واسطے ایک بزرگ فرماتے ہیں:

یک چشم زدن غافل ز اں ماہِ نباشی شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی
 ایک پل کے لئے بھی خدا سے غافل مت ہو (کیونکہ) نہ معلوم کس وقت وہ نگاہِ کرم کرے اور تو باخبر ہو
 اور کسی نے خوب کہا ہے:-

ذاتِ غیبِ الغیب پر رکھنا خیال ہے کلیدِ معرفتِ قرب و وصال
 ہے یہی اصلِ طریقت ہوشمند اور طریقہ خواجگانِ نقشبند!

آگاہی: دل ظاہری ناپاکی سے ناپاک نہیں ہوتا، ظاہری ناپاکی جسم سے زبان اور
 جسم ناپاک ہوتے ہیں، دل کی ناپاکی کفر و شرک و غفلت سے ہوتی ہے۔

اللہ نہ کہے کیونکہ ^{التابیش} کا تعلق باجلال ہے اور ^{یہاں} کا باجمال ہے اللہ کا ذکر کرتے

غصہ اور وحشت اور انقطاعِ محبت از اہل و عیال ہوتا ہے اور معاملات دنیوی درہم برہم
 ہوتے ہیں اور اللہ کے ذکر کرنے سے قربِ حق میں بھی ترقی ہوتی ہے اور ہوش و حواس
 میں بھی فرق نہیں آتا، اور کاروبارِ دنیوی بھی آدمی کرتا رہتا ہے۔ اور طریقہ ذکر نفی اثبات
 کا یہ ہے کہ ^{کلا} کو قوتِ خیال سے ناف سے اٹھا کر دماغ پر لیجاوے اور اللہ کو دماغ سے
 سیدھے منڈھے پر لائے اور ^{کلا} اللہ کو سیدھے منڈھے پر سے قلب پر ضرب دے اور

اور اگر جس دم کید ساتھ ذکر کرے تو فائدہ جلد محسوس ہوگا، لیکن سانس بند کر کے ذکر کرنا امام طریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فوائد میں داخل ہی، شرط نہیں ہے جس دم کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو ناف سے نیچے بند کر کے ایک سانس میں تین مرتبہ پھر یا پنج مرتبہ، پھر سات مرتبہ اور پھر نو اور پھر گیارہ مرتبہ اسی طرح عدد طاق کے ساتھ اکیس مرتبہ تک ایک سانس میں ذکر کرنیکا محاذ پیدا کرے، اکیس مرتبہ ذکر پہنچنے پر کشود کا رباطن ہونے لگتا ہے اور اثنائے ذکر میں خیال غیر خدا کو نہ آنے دے، بعض بزرگ ایک سانس میں ذکر نفی اثبات تسوئو مرتبہ کر لیا کرتے ہیں اور کہ اسم ذات کئی کئی تئو بار،

ہدایت: پیر کو چاہیے کہ جس طالب کا جسم بلغمی ہو، یا اس کو گھی دودھ وغیرہ میسر ہو اس کو جس دم فائدہ کرے گا، اور اگر کسی کا جسم خشک ہے، یا مرغن غذا کھانے کو نہیں ملے تو اس کو جس دم نہ بتانا چاہیے، طریقہ عنایا داری وقت ذکر کے مناسب ہوگا، عنان داری یہ ہو کہ سانس اندر کو پوری کھینچ لینا اور اس کو وقت باہر آنے کے آہستہ آہستہ چھوڑنا۔ اگر اس کو ہر وقت بھی قائم رکھے تو بھی نقصان نہیں ہو۔ اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ چرب بخورد کا خوب لباس (یعنی کھا مرغن کھانا، لیکن یا و خدا بھی خوب کر) اور جب اسم ذات کا ذکر کرے اس وقت بھی خیال غیر دلیس نہ آنے دے اور نفی اثبات کے ذکر میں جب سانس ٹوٹے اس وقت مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہنا چاہیے۔ فائدہ: اگر کسی طالب کو جذب حق زیادہ ہو جائے کہ جس سے اتباع سنت اور پرورش اہل و عیال میں فرق آئے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اکبار اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ تین یا پانچ یا سات بار کہنا چاہیے اور سورۃ اللہ تشریح کی بھی کثرت اور دوشرف بھی زیادہ پڑھنا چاہیے انشاء اللہ معاملہ طالب کا ترقی قرب حق اور معاملات دنیوی میں اوسط پر آجائیگا۔

فائدہ: طالبان حق کو ہزار بار درود اور ہزار بار استغفار روزمرہ پڑھنا چاہیے

تاکہ درودے قبولیت اور استغفار سے ازالہ غفلت اور معصیت ہوتا ہے، میرے حضرت محمد علی
 شیر خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سانس میں سو مرتبہ کلمہ شریف کا ذکر کیا کرتے تھے اور ایک
 ایک نشست میں آٹھ آٹھ ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا ذکر کیا کرتے تھے، گویا آپ کی شان ذکر کثیر
 کی شکل مجسم تھی۔ اور خوبی شیخ کامل کی تعلیم کی یہ مانی تھی ہے کہ طالب اپنے معاملات و نبوی او
 پرورش اہل و عیال اور اتباع سنت کرتا رہے اور اس کے ہوش و حواس میں فرق نہ آئے،
 سوائے اس وقت کہ جس وقت نور وحدت الوجود کا اُس پر پورا طاری ہو، اگر کثرت جذب
 سے ہمیشہ کے لئے خدمت اہل و عیال جاتی رہی یا ہوش و حواس میں فرق آگیا یا اتباع سنت
 اُس کے ہاتھ سے گئی جو سب سے زیادہ باعث قرب حق ہے، تو شیخ کی تعلیم کا نقصان اور طالب
 کی کم ظرفی کا ثبوت ہو۔ ذکر اسم ذات میں یہاں تک مشغول رہے کہ بلا تکلف قلب کو خود بخود
 جاری پائے، ثبوت اور اطمینان اجرائے قلب کے واسطے چند باتیں ضروری ہیں، اول قلب
 کی حرکت ذکر کے ساتھ ہونا، دوسرے طالب کے کان میں ذکر قلب کی آواز کا آنا تیسرے
 نور زرد لطیف قلب یا دیگر انوار لطائف کا بچشم دل یا بچشم ظاہر نظر آنا، چوتھے ہر وقت لکھی نگاہ خدا کی نظر
 ہونا۔ اگر یہ چاروں باتیں تصدیق کی میسر ہوں تو نور علی نور ورنہ چوتھی شق نہایت ضروری ہے
 اگر ان چاروں باتوں میں سے کسی کو بھی نہ پائے تو اپنا خیال ذکر ہونے کا نہ پکائے حضرت شیخ
 محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جب طالب بازار میں جائے تو سوائے ذکر خدا
 کے کوئی بات اس کو سنائی نہ دے، تب ثبوت ذکر قلبی ہے" اور حضرت غلام علی شاہ صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فقیر کے نزدیک دل کے جاری ہونے کا یہ اچھا ثبوت ہے کہ جب طالب
 خواب سے بیدار ہو تو اپنے دل کو بلا اپنی کوشش اور خیال کے خدا کے ذکر میں پائے"
 صرف زبانی ذکر سے کثرت کار باطن کلی نہیں ہوتا، جب تک کہ نظر گاہ رب العالمین جلوہ گاہ خالق

آسمان و زمین یعنی دل نور ذکر سے منور ہو کر خیال غیر سے خالی نہ ہو جائے، لائق رحمت نہیں ہوتا
اسی واسطے خواجہ ناصر عند لیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دل آگاہ می باید و گرنہ! گد ایک لحظہ بے نام خدا نیست

باخبر دل چاہیے یعنی برقت خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے و نہ بھیک مانگنے والا فقیر بھی ہر وقت خدا کو پکارا کرتے ہیں انکا خیال دل کے
آگاہی: ذکر قلبی کی انتہا پر ذکر کثیر شروع ہو جاتا ہے۔

ہدایت: ذکر قلبی میں بہت کوشش کرنا چاہیے، جس قدر ذکر قلبی قوی ہوگا اسی قدر
سلطان الاذکار قوی ہوگا اور جس قدر سلطان الاذکار قوی ہوگا اسی قدر ولایت صغریٰ کمال
اور فیضان قوی ہوگا اور پھر ہر ایک مقام میں ترقی اور نسبت قوی ہوگی، طالب اور پیر دونوں
اس ذکر قلبی سے جلد ترقی کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس میں ذرا توقف کریں، خوب پختہ ہو جانے
آگے سلطان الاذکار محیط چلنا چاہیے، ذکر قلبی قاعدہ بغدادی کی طرح ہے، جو بچہ قاعدہ روانی
سے پڑھ لیکارہ قرآن شریف پڑھنے میں بھی تیز اور رواں ہوگا اور جس بچہ کی حرف شناسی اور
قاعدہ کی روانی کم ہوگی وہ عبارت قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا اور غلط بھی پڑھیکے گا۔

فصل تیسری سلطان الاذکار میں

اللہ پاک قرآن مجید و فرقان حمید میں سورہ جمعہ میں فرماتا ہے وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (ترجمہ: اے مومنو! خدا کا ذکر زیادہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ)۔ اور
دوسری جگہ فرماتا ہے وَادْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (ترجمہ: اے مومنین اللہ کا ذکر
بہت زیادہ کثرت سے کرو) اگر وہ صوفیہ نے اس ذکر کی کئی اصطلاحیں مقرر کی ہیں اسکو

سلطان الاذکار اور ذکر کثیر اور تجوہ قلبی کہتے ہیں، اور بعض اسکو ذکر اخذ بھی کہتے ہیں اور یہ لفظ
 ان حد جوگیہ کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ جس کے لینے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں، یہ سلطان الاذکار
 ذکر قلبی کی انتہا ہونے پر شروع ہوتا ہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے طلبہ
 کو یوں سلوک طے کرایا کرتے تھے کہ پہلے لطیفہ قلب کیطرت متوجہ ہو کر اُس کو ذکر کیا کرتے تھے،
 پھر لطیفہ روح، پھر لطیفہ سر، پھر لطیفہ خفی پھر اخفی کو، جب یہ پانچوں لطیفے عالم امر کے جاری ہوجاتے
 تو پھر لطیفہ نفس کیطرت جس کا مقام پیشانی ہے، توجہ فرمایا کرتے تھے، لطیفہ نفس کی پرورش یعنی
 درستی کرنے کے بعد تمام جسم سے ذکر حق جاری ہوجاتا ہے، لطیفہ نفس چاروں عنصر آب، ہوا،
 آتش، خاک کالب لباب اور ان سب کی حقیقت ہو، یعنی سالک کے رگ، پٹھ، ہڈی بال
 روال وغیرہ سب ذکر ہوجاتے ہیں، اور طالب حق سب کا ذکر اپنے کانوں سے سنتا ہے
 اور ذکر کی حرکت محسوس ہوتی ہے، اور جب اس مقام میں پوری ترقی ہوتی ہے، تو تمام مخلوقات
 شجر، حجر، درو دیوار، ذرہ ذرہ اور آسمان وزمین سے آواز ذکر کی طالب سنتا ہے، اور اس پر
 وَانْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَسْبِيحُ بِحَمْدِهِ کا راز کھلتا ہے، اس کا ایک طرفۃ العین کا ذکر
 اوروں کے صد ہا سال سے بہتر ہے، اسی مطلب میں شیخ سعدی فرماتے ہیں،

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است ولے داند وریں معنی کہ گوش است
 خدا کے ذکر میں توجہ چیز کو دیکھنا مقصود ہو لیکن اسکو وہی شخص جانتا ہو جسکے پاس خدا کے دیے ہو کان ہیں

اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایں سخن از گوش دل باید شنود گوش گل اینجانہ دار و سیج سود

یہ بات دل کے کانوں سے سنو! مستی کے کان یہاں کچھ فائدہ نہیں دیتے

لیکن حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے

صاحبزادہ اور خلیفہ اعظم گویا حضرت شیخ کے قائم مقام ہیں انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ طریقہ طلبہ کی
 پرورش کا فرمایا ہے کہ لطیفہ قلب کو ذاکر و منور کر کے لطیفہ نفس کی تکمیل فرمایا کرتے تھے اور ان دونوں
 لطائف کے اثرات و انوار سے درمیانی لطائف روح، سرخشی اور اخلاقی خود بخود نورانی اور ذاکر
 ہو جاتے ہیں، اثنائے حال سلطان الازکار میں سالک سوائے ذکر خدا کے کچھ نہیں سنتا لیکن اپنے
 خیال اور عقل و تین کو یکسو کر کے کسی کی بات سننا چاہے تو سنتا ہے، مگر ذکر حق کی آواز بھی تمام خلقت
 سے برابر سنتا رہتا ہے، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ شاید اسی حالت کے واسطے
 فرماتے ہیں: کہ "ذاکر جب بازار میں جائے تو سوائے ذکر حق کے اور کچھ سنائی نہ دے" کہ جس
 کی تشریح فصل ذکر قلبی میں گذر چکی، ایسی حالت میں اور اس مقام میں سالک پرستی اور بخودی
 طاری ہونے لگتی ہے اور اسی حالت میں سالک کچھ سماع سننے کے قابل ہوتا ہے اور پوری طور
 پر جب مستحق سماع کے سننے کا ہوتا ہے، جب قدم سالک کا مقام وحدت الوجود میں ہو، کیونکہ وہ
 مقام نہایت عشق شدید اور سوزش کا ہوتا ہے کہ جس کی تشریح ولایت صغریٰ میں کی جائیگی
 اور سماع اس کو بجائے فائدہ کے نقصان نہیں دیتی، جب تک ان دونوں حالتوں میں یعنی
 سلطان الازکار اور ہمہ اوست کے مقام میں نہیں آتا مستحق سماع سننے کا نہیں ہے۔ اس حالت
 سے پہلے اس کو مضر ہے، کیونکہ جب تک ذکر خدا سے لطائف پاک صاف نہ ہو جائیں، تب تک
 ہر چیز اور ہر خیال میں اسکی اندھیری اور ظلمت رہتی ہے جیسے کسی کو صفراوی بخار ہو تو مریض کو ہر
 شے چیز بھی کڑاوی معلوم ہوتی ہے، اسی طرح مریض محصیت ہر آواز خیر میں شریک پیدا کر لیتا ہے
 اور خاصا بن خدا شر سے خالی اور خیر سے پُر ہوتے ہیں، اور ہر آواز زشت اور خوب کو منجانب
 اللہ سنتے اور جانتے ہیں اور خاصیت کان نہک کی رکھتے ہیں، بقول "ہر چیز کہ در کان نہک
 رفت نہک شد۔" لہذا ان کو ہر آواز فائدہ کے سوا نقصان نہیں دیتی، بقول مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

کفر گیسو کا مل ملت شود ہرچہ گیر و علتی ، علت شود

کامل کفر کو لیتا ہے اور (اپنے کمال کی وجہ سے) اس کفر کو دین بنادیتا ہے، اور ناقص جو کچھ لیتا ہے وہ اسے نقص اور خرابی
لیکن اس حال کے سالک بہت کم ہوتے ہیں، اہل قال اس حال کے اکثر ہیں اور غنا تو طرح
ضرر ہوتی ہے، چاہے منہتی ہو یا مبتدی۔

سوال: سماع اور غنا میں کیا فرق ہے؟

جواب: سماع اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص بڑھایا جوان باشرع اللہ تعالیٰ کی حمد یا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف (نعت) یا اولیائے عظام کی توصیف (منقبت) یا اشعار عاشقانہ یا دنیا کی مذمت
اور عاقبت کی خوبی میں باواز خوش پڑھے، تو یہ جائز ہے، اور اسمیں کسی کو اختلاف نہیں اور غنا
یہ ہے کہ مزامیر علاوہ دف کے بجائے اور لڑکا یا عورت اشعار خوش آوازی سے پڑھے تو اسکی حرمت
میں کسی کو اختلاف نہیں نقصان کی چیز ہر حالت میں نقصان دہ ہوتی ہے اور فائدہ کی چیز ہر حالت
میں فائدہ مند ہوتی ہے، جیسے کوئی شخص سردی میں نکھیا کھائے تو فصل سردی میں بوجہ سردی کے نکھیا
انکی گرمی نہیں معلوم ہوگی۔ لیکن جب گرمی آئے گی تو ضرور اسکو نقصان محسوس ہوگا یا جیسے کسی کی
ناک زکام یا بیماری کی وجہ سے بند ہے اور اس کو کسی چیز کی بدبو یا خوشبو نہیں آتی، تو حقیقتاً یہ بات
انہیں ہو کہ اس شئی میں بدبو یا خوشبو نہیں ہے، بلکہ یہ اسکی ناک کی خرابی کا سبب ہے، لیکن جب
ناک صاف ہو جائیگی تو برابر اسکو بدبو یا خوشبو آئے گی، اسی طرح جو چیزیں خدا نے حرام کر دی ہیں
جیسے غیر محرم عورتوں کا اور آمد کا گانا سننا، یا طبلہ سازنگی وغیرہ مزامیر جنکو شریعت نے حرام کر دیا
ہے، وہ کبھی کسی کو خواہ صاحب حال ہو، یا صاحب قال فائدہ نہیں کرتے، بلکہ نہایت نقصان پہنچانے
والے ہیں جب کوئی سالک ایسے افعال خلاف شرع سے فائدہ سمجھ کر اس کو سنتا ہے تو آخر میں بجات
ہوش اسکو ضرور نقصان محسوس ہوتا ہے اور اگر سالک صاحب کشف یا صاحب ادراک نہیں ہے

اور اس وجہ سے اسکو نقصان کی تمیز نہیں ہوتی، تو یہ اسکا جہل ہی، وگرنہ خدا نے جس کو حاکم فرمایا
 اُس میں حلت کہاں؟ اور خوبی کہا؟ فی زمانہ جو لوگ تارک نمازیں، جو فرض عین ہی اور حال
 قال میں اپنا قدم رکھتے ہیں اور قوالی وغیرہ میں (بہو حق کر کے) کو دھاند کرتے ہیں، یہ سراسر مکر ہے
 اللہ پاک مجھ کو اور ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائے اور اُن کو توفیق عنایت فرمائے، کہ یہ حالات و
 رسال حضرات چشت اہل بہشت جیسے خواجہ خواجگان امام طریقہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
 رحمۃ اللہ علیہ و حضرت زبدہ عرفا و پیشوائے اقیاء حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
 و حضرت پیشوائے عارفان جناب خواجہ سرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، و حضرت
 جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ، و حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ و حضرت نظام الدین اولیا
 رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھیں اور سنیں اور سمجھیں
 کہ ان حضرات نے اپنی زندگی میں کس کس سے کس کس طریقہ سے کس کس موقع پر کتنے کتنے عرصہ میں
 سنا ہے اور کس کس طریقہ سے کتنے کتنے عرصہ تک ذکر خدا کیا ہے اور ترک دنیا کس طریقہ سے
 کی تھی، اسی طریقہ پر یہ بھی حسبِ حیثیت ترک دنیا اور ذکر خدا اور سماع کو اختیار کریں، یہ سراسر
 بے انصافی اور عقل سے خلاف ہے کہ ان بزرگواروں کے ترک دنیا اور یادِ خدا اور زہد و ریاضت
 میں سے تو روپیہ میں ایک آنہ بھر بھی تقلید کر کے اُس پر عامل نہ ہوں، اور سماع جائز جو انھوں نے
 کثرتِ عشق و محبت خدا میں کبھی کبھی ایک آنہ بھر سنا ہو، اُس کو روپیہ بھر سنا جائے، ذرا دیکھو
 اور سنو اور غور کرو، انصاف سے کام لو، حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال
 اس شعر کے سننے میں ہوا ہے،

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

چھ روز تک شبِ روز سنتے رہے، نہ چھ روز تک کچھ کھایا، نہ پیا، نہ سوئے اور برابر چھ روز تک

آپ پر حال طاری رہا، چھٹے روز اسی کثرت حال اور شیش رباتی میں وفات پائی، باوجود اس زبردست حال کے جس میں جان ہی دے دی، مگر جس وقت مؤذن اذان دیتا، ہوش آجاتا، اور آپ وضو نماز باقاعدہ ادا کرتے، حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جن کے وقت سے ڈھولک نے رواج پایا ہے، یہ بزرگوار ہر وقت استغراق میں رہتے تھے، نہ کھانے کی خبر نہ پینے کی، یہاں تک استغراق تھا کہ راستہ بھی کسی طرف کا نہ جانتے، نہ دیکھتا، مگر جس وقت مؤذن اذان دیتا فوراً اپنی جگہ سے باہر آجاتے، خادم آپ کے آگے آگے حق حق پکارتا جاتا، اور آپ اپنے محبوب حق کا نام سن کر اس طرف چلتے، نماز باجماعت اور سنت ادا کر کے پھر استغراق میں چلے جاتے اور خادم اسی طرح حق حق کہتا ہوا آگے آگے چلتا اور آپ اُس کے پیچھے پیچھے چلے جاتے، دیکھو یہ ہے حال اور یہ اتباع سنت ہے اور تعمیل احکام خدا ہے، جب اُن کو راستہ اور کھانے پینے کی خبر نہ تھی تو ڈھولک کی کیا خبر ہوتی؟ ان کو ہر چیز میں سے آواز معشوق حقیقی آتی تھی، چنانچہ مولانا روحی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بازار میں ہو کر گذرے۔ بازار میں حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ ورق کوٹ رہے تھے، حضرت مولانا آواز ہوٹورے پر صبح سے عصر تک حال طاری رہا، اور یہ شعر حالت استغراق میں پڑھتے رہے،

یکے گنجے پید آمد ازیں دکان زرکوبی زہی صورت زہی معنی زہی خوبی زہی خوبی

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے متعلق خوب فیصلہ فرمایا ہے۔ شعر

زندہ دلاں مردہ تنہاں راہِ راست مردہ دلاں زندہ تنہاں راہِ بجا است

اسی واسطے حضرات نقشبندیہ نے خوب سمجھ لیا کہ قرب حق ذکر و فکر خدا اور اتباع سنت

میں ہے اور کسی کے دریافت کرنے پر سماع جائز کے متعلق حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ

محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا "نہ انکار می کنم، نہ ایں کاری کنم" یعنی نہ تو میں سماع جائز کا انکار

کرتا ہوں اور نہ میں سنتا ہوں، حضرت خواجہ غلام الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ عزیزان علی
 رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد واذکر و اللہ ذکر کثیر ہے کیا مراد ہے
 تو خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہ ذکر کرنیوالے سے زبانی ذکر کرنیوالا ذکر کثیر
 ہے، اور کم ذکر کرنے والے سے زیادہ ذکر کرنے والا ذکر کثیر میں ہے، اور زبانی ذکر کرنے
 والے سے ذکر قلبی کرنے والا ذکر کثیر میں ہے، کیونکہ ہر وقت دل اُس کا جاری ہے اور
 جب دل جاری ہو جاتا ہے تو جملہ اعضاء و جوارح اور رگیں اور جوڑے اُس کے ذکر کے ساتھ گویا
 ہوتے ہیں، اور اس وقت میں سالک ذکر کثیر میں شمار کیا جاتا ہے، پھر اس سالک کا ایک روز
 کا ذکر اوروں کے ایک سال کے برابر ہوتا ہے۔

محمد ہدایت علی کہتا ہے کہ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک روز
 اور ایک سال کی مثال فرمائی ہے، اس سال سے شاید سالِ آخرت مراد ہے، ورنہ سالک
 سلطان الاذکار کا ذکر ایک لمحہ کا اوروں کے عمر بھر بلکہ صد سال سے بہتر ہوتا ہے، کیونکہ ذکر قلبی
 اور ذکر لسانی کا شمار صد سال کا لاکھوں کروڑوں اربوں وغیرہ وغیرہ مرتبہ میں شمار ہو سکے گا۔
 اور صاحب سلطان الاذکار تمام مخلوقات زمین و آسمان اور تمام شجر و حجر اور ذرہ ذرہ سے ذکر خدا
 سنتا ہے کہ جبکا شمار سوائے علم حق کے کوئی نہیں کر سکتا۔

آگاہی جب تک کثیر انتہا پر پہنچتا ہے، تو دل صغریٰ یعنی وحدۃ الوجود کی ابتدا ہوتی ہے،
 آگاہی جب آواز ذکر کی نہایت کو پہنچتی ہے تو آخر میں آواز ذکر کی رفتہ رفتہ کم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ پھر
 آواز ذکر کی نہیں رہتی، لیکن اس سے کچھ ہرج نہیں ہوتا، کیونکہ اب واژه عشق کا اسپر کھولا جاتا ہے کہ جس
 راہ سے وہ جلد خدا تک پہنچتا ہے اور اُس کے دل میں ایک دردِ محبت پیدا ہوتا ہے کہ جس درد کے
 ملنے کی دعا حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کفر کا فر را و دیں دیندار را ذرہ درو دل عطار را

اے خدا کفر کا فر کو، اور دین دیندار کو (لیکن) مجھ کو تو اپنی محبت کا درد غایت فرما

اس دردِ دل کی شرح ولایتِ صغریٰ میں آئیگی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کسی نے عرض کیا کہ اب فکر کی آواز نہیں آتی، تو حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ”کچھ فکر نہیں، جب تک حوض خالی ہوتا ہے، اُس میں پانی گرنے کی آواز تیز ہوتی ہے، جوں جوں حوض بھرتا جاتا ہے، اسی طرح آواز کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ سب حوض بھر جانے پر آواز پانی گرنے کی بالکل نہیں ہوتی“ یہی حالت آوازِ ذکر کی ہوتی ہے، جب تک سالک کثرتِ ذکر سے شرف نہیں ہوتا، اُس وقت تک خسُ خاشاک خانہٴ دل سے صاف نہیں ہوتا۔ الحمد للہ اس ذکر کثیر سے ہزاروں طلبہ نقشبندیہ مشرف ہوتے ہیں، میرے حضرت قبلہ محمد علی شیر خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کئی طلبہ اس ذکر کثیر سے مشرف ہوئے، میں ان کو جانتا ہوں لیکن نام لکھنے اور ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ ظاہر کرنے کا منشاء حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور نہ ہے،

فصل چوتھی دائرہٴ امکان میں

دائرہٴ امکان کے حالات سالک پر ذکرِ قلبی اور ذکر کثیر میں گزر جاتے ہیں، لیکن مجھ کو اس بات کو بیان کرنا ہے کہ دائرہٴ امکان اصطلاح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں کیا چیز ہے؟ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک مقام کا دائرہ قرار دیا ہے اور یہ دائرہٴ امکان سب سے پہلا دائرہٴ ہے، اور یہ طرز اور اصطلاح دائرہٴ خاص آپ کی ہی قرار دیا ہے، دائرہ ہر مقام کے واسطے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ جیسے دائرہ کا

کوئی پہلو کوئی کونہ کوئی سمت کوئی انتہا نہیں ہے، اس لیے قریب حق میں ہر مقام میں کوئی سمت اور کوئی حد نہیں ہے، لہذا دائرہ کو مقامات سے نہایت مناسبت ہے۔ علاوہ اس کے مسئلہ ہمہ اوست ہمہ ازوست کا فیصلہ بھی اسی دائرہ سے ہوتا ہے، کیونکہ دائرہ نقطہ سے بنتا ہے اور خود بخود وجود دائرہ نہیں ہے، لیکن وجود نقطہ اور وجود دائرہ دونوں الگ الگ ہیں نہ دائرہ کو مرکز سے وصل و حلول و اتحاد ہے اور نہ مرکز کو دائرہ سے جب باوجود پیدائش دائرہ کو مرکز سے تعلق اور وصل نہیں ہے تو پھر خدا سے خلق کا تعلق عین یا اتحاد اور وصل کیسے ہو سکتا ہے میں انشاء اللہ مختصر حالات دوائر کے لکھوں گا اور تقریر علمی اور وجوہات مفصل سے اوراق نہ بھروں گا، کیونکہ عام لوگ نہ پڑھنے والے ایسے ہیں نہ سمجھنے والے، میرا مقصد صرف عام لوگوں کو سمجھانے کا ہے، اور جو صاحب ذی علم ہیں ان کے واسطے مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سی دوسری کتابیں موجود ہیں کہ جن میں ہر اجمال کی تفصیل موجود ہے حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں تعلق دائرہ امکان کا دس لفظ سے ہے، پانچ عالم امر کے، اور پانچ عالم خلق کے، عالم امر کے لطائف قلب روح سرخنی اور خفی ہیں اور عالم خلق کے خاک آب ہوا آتش اور نفس ہیں، عرش سے اوپر اصل ہر لطیف عالم امر کی ہے اور عرش سے نیچے ہر لطیف عالم خلق کی اصل ہے، جس کا دائرہ اس جگہ لکھا جاتا ہے۔

(دائرہ امکان)

اگکھی: عالم خلق اسکو کہتے ہیں جو بتدریج وقتاً فوقتاً پیدا ہوئے ہیں، عالم امر لفظ کت اگر سالک صاحب کشف ہوتا بالائے عرش تک اس کو حالات کے ساتھ ہی پیدا ہوئے ہیں ہے تو تحت الثری سے لیکر جنت و دوزخ وغیرہ وغیرہ نظر آتے



لیکن فی زمانہ طلباء اہل کشف بہت کم ہوتے ہیں، کیونکہ کشف اہل حلال، صدق مقال، کثرت عبادت، قلت طعام اور کمی آرام سے حاصل ہوتا ہے، یہ سب باتیں تو کجا؟ ان میں سے دو ایک پر بھی پوری طور پر عامل نہیں ہوتے، زمانہ ایسے طلباء سے خالی تو نہیں ہے، لیکن ہزاروں طالبوں میں سے دس پانچ طالب ایسے نکلتے ہیں کہ جن کو کشف صحیح دیا جاتا ہے، کشف بہت سے قسم کا ہے، کشف عیانی، کشف حسی، کشف وجدانی، کشف ادراکی، بعض کو کشف قبور، بعض کو کشف قلوب، بعض کو صرف خواب اور بعض کو یہ سب عنایت کیا جاتا ہے، کشف عیانی اور کشف حسی اور مکشوفات کے مقابلہ میں قوی ہیں، اور یہ دونوں کشف صحیح طور پر امام وقت یا قطب مدار یا قطب ارشاد کو کامل طور پر عنایت کیا جاتا ہے، کیونکہ انتظام عالم دنیا اور فیض رسانی عالم کے لئے یہ ذات مبارک مرکز ہوتے ہیں، اور ان کی اتباع میں اولیائے خدمت مردان غیب، قطب ابدال، اوتاد نقیب، نجیب وغیرہم کو بھی کشف دیا جاتا ہے، جو جس کے ذریعہ سے یہ صاحب تعمیل احکام الہی مثل خضر علیہ السلام کے کرتے ہیں، اور یہ اولیائے خدمت پوشیدہ رہتے ہیں، ان سے کوئی واقف نہیں ہوتا، سوائے اولیائے خدمت کے لیکن بعض اولیائے عشرت زبردست بھی اولیائے خدمت سے واقف ہوتے ہیں لیکن اس کا اظہار نہیں کر سکتے، اور اولیائے عشرت جو قطب ارشاد کے تحت میں ہوتے ہیں ان سے خلق واقف ہو کر فائدہ اٹھاتی ہے،

فائدہ: قطب مدار ہر زمانہ میں ہر وقت رہتا ہے، گویا عالم کا دار، مدار اللہ نے اس پر رکھا ہے، اور قطب ارشاد کسی زمانہ میں ہوتا ہے اور کبھی نہیں، اور قطب ارشاد کے تحت میں قطب مدار رہتا ہے،

اگاہی: یہ مقامات قطب، ابدال اور اوتاد وغیرہم کے بلا مقام فنا و بقا کے حاصل

نہیں ہوتے اور نہ بلا فناء و یقا کے جماعت اولیاء میں داخل ہوتا ہے، اور شاید وہ اس کفایت
بھی فضیل خدا سے کسی کو نصیب ہوتا ہی۔ اور بعض طلباء اور اولیاء ایسے بھی ہوتے ہیں جنکو
ان حالات مذکورہ بالا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا، ان کو صرف برواقین عنایت کیا جاتا ہے
یہاں تک کہ بعض کو اپنے ولی ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا، قبر میں جا کر معلوم ہوگا۔

آگاہی: کشف کا ہونا ولایت کے لئے ضروری بات یا شرط ولایت نہیں ہے
کیونکہ کشف دنیا علاوہ مسلمانوں کے غیر مذاہب جو گویہ بہتان ہندو فلاسفر و یان کو بھی ہوتا ہی
لیکن جو کشف غیر مذاہب کے لوگوں کو ہوتا ہے، وہ صرف کشف اشیاء دنیا کا ہوتا ہے
ذات و صفات الہی، یا عالم ملکوت کا نہیں ہوتا ذات و صفات الہی و عالم ملکوت کا کشف
تک ہرگز نہیں ہوتا جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے، کمال یقین
کا نام ولایت ہے، چنانچہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو کشف بالکل نہیں
ہوتا، لیکن اہل کشف اولیاء سے بدرجہا قرب حق میں ان کا قدم غالب ہوتا ہے، اسی واسطے
حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت پر
شناخت کمال کی بابت فرمایا "یقین تر، کامل تر، چنانچہ اکثر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
سے کشف اور کرامات کا اظہار ثابت نہیں ہے، بعض بعض سے خال خال مشکوفات و کرامات
کا ظاہر ہونا ثابت ہوا ہے۔ لیکن ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہ جن سے کبھی ادنیٰ اسی
کرامت کا یا کشف کا اظہار نہیں ہوا ہے، وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اکمل سے اکمل ولی سے مرتبہ
ولایت قرب حق میں اعلیٰ افضل و برتر ہیں، بلکہ وہ کیا ان کے دیکھنے والے تابعین رضوان اللہ
علیہم اجمعین بھی ہر اعلیٰ ولی سے اعلیٰ ہیں، یہ بزرگی ان کی یقین کامل کا سبب ہی، جو صحبت
اور برکت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل ہوا ہے، بعض اولیاء نہ اہل خدمت

ہوتے ہیں نہ اہل ارشاد، صرف اُمت کی دعا کے واسطے مختص ہوتے ہیں، اگر کسی کو کشف نہ ہو تو شناخت دائرہ امکان کے طے کر جانے کی یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ طالب چار گھڑی تک نہ کرونگرہ میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ دنیا کا خیال اُس کے دل و دماغ میں بالکل نہ آتا ہو، اور بعضوں نے انوارِ لطافت دیکھنے سے دائرہ امکان کے طے کر جانے کی علامت بیان فرمائی ہے۔

فصل پانچویں در بیان دائرہ ولایت صغریٰ میں

اصطلاح صوفیہ میں اس مقام کو چند ناموں کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، وحدت الوجود، ہمہ اوست، مقام جمع، کفر طریقت، فنا و بقا، ولایت صغریٰ، نسیان ماسوی اللہ، ولایت صغریٰ اور نسیان ماسوی اللہ، یہ نام حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے قرار دیے ہوئے ہیں، ان حضرات کی تحقیقات سلوک میں مقام ہمہ اوست سے آگے بہت زیادہ مقامات ترقی کے ہیں اسی واسطے اس ولایت کو ولایت صغریٰ فرماتے ہیں یعنی چھوٹی ولایت، اور دیگر طرق کے کبرا دین اکثر و بیشتر اس مقام ہمہ اوست کو انتہائی ترقی اور قرب حق فرماتے ہیں اور نسیان ماسوی اللہ شریعت سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہے بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و ذکر اللہ حتی یقولوا نحنون (اتنی کثرت سے یادِ خدا کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں) دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لَنْ یُؤْمِنَ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یَقَالَ اِنَّمَا الْحَقُّون (ترجمہ: تم میں سے کوئی ایمان والا نہ ہوگا، جب تک اُسکو یہ نہ کہا جائے کہ وہ دیوانہ ہے) جب کوئی خلق کو محبت و ذکرِ خدا میں بھول جائے، تو دنیا دار لوگ ضرور اُسکو دیوانہ کہیں گے، اسی لئے مولانا رومی فرماتے ہیں:

ہر کر باشد نزدیک کار و بار یافت باشد آنجا بیرون شد ز کار

جکا تعلق اور لگاؤ خدا سے ہو جائے وقت سودنیا کے کار و بار سے بے تعلق اور لگاؤ پایا جائے

اور رد و کد صوفیوں میں صوفیوں

اس خاص مقام میں بہت بڑا اختلاف

واقع ہے اور بیسیوں رسالے

سے اور علماء اور صوفیوں میں

اور تردید میں بھرے ہیں بہت سے

کتا ہیں مکتوبات اس کی تائید

اولیاء اللہ کی نقل کر کے اپنے کو جہنمی

حاشیہ
ولایت صغریٰ
ظلال اسماء و صفات

اہل قال نے بلا حال اہل حال

بنالیا، اور بہت سے اہل قال نے اہل حال اولیاء اللہ پر طعن و طنز کر کے

اپنے کو خیر الدنیا والاخرۃ کر لیا، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں،

جملہ عالم زیر سبب گمراہ شد کم کے باشد زاو آگاہ شد

تمام دنیا اس وجہ سے گمراہ ہو گئی کہ، اس مسئلہ سے بہت کم لوگ واقف ہو

اس واسطے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو راہ راست پر چلائے اور اس خاص مسئلہ

میں مجھ کو حق بات بیان کرنیکی توفیق عنایت فرمائے، اور ایسا علم میرے سینہ میں ڈالے کہ جس کے

بیان میں لغزش نہ ہو، اور عند اللہ جل جلالہ، وعند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہو، یہ مقام

ہمہ اوست سلطان الاذکار کے انتہا ہونے پر شروع ہوتا ہے، بعض مرشد جب فوراً اس مقام سالک

میں پاتے ہیں تو کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس کو تلقین فرماتے ہیں، بعض شیخ جب سالک

میں اس مقام کا نور دیکھتے ہیں تو اس کو مراقبہ تعلیم کرتے ہیں، کہ تمام عالم میں سوائے خدا کے کوئی موجود

نہیں، بعض رہنما کچھ تعلیم نہیں کرتے، بلکہ اُس کو اپنی بہت باطنی سے اس مقام میں کھینچ لیجاتے

ہیں، اور خود بخود اس طالب پر یہ حال طاری ہو جاتا ہے، لیکن ایسے شیخ بہت کم ہیں ایسے

پیر فی زمانہ زیادہ ہیں کہ طالب کو نہ ذکر قلبی ہے، نہ سلطان الاذکار حاصل ہوا تو نہ ہمہ اوست کا

نور اُس پر وارد ہوا ہے، بلکہ وہ شیخ خود ہی ان باتوں سے نا آشنا ہیں لیکن طالب کو باجوہ
ہوش کے اور بلا حال کے ہمہ اوست کا مسئلہ زبانی تلقین کر دیا کرتے ہیں اور ایسا مسئلہ بلا حال کے
تلقین کرنا شرعی پاک میں کفر ہے، مسلمان اپنے ایمان کو قوی کرنے کیلئے شیخ کی خدمت میں جاتے
ہیں لیکن جاہل شیخ اپنا اور اپنے مرید کا ایمان اور کھوٹتے ہیں، ایسے شیخ جاہل و نا اہل اس مصرعہ
کے مصداق ہیں ع "او خولیتن گم است کرار ہبری کند" بعض لوگ تو مرید سے یہ بھی کہہ دیا
کرتے ہیں کہ میں اور تو اور جو کچھ دیکھ رہا ہے یہ سب عین خدا ہے لغو جاد اللہ منہا اللہ تعالیٰ
مجھ کو اور ایسے لوگوں کو صراطِ مستقیم عنایت فرمائے۔

طالب حق جب خدا کی یاد و کثرت سے کتابے تو اس کے لطافت اور جسم پاک صاف
ہوتے ہیں، اور وہ حسب حیثیت عروج کرتا ہے، یہاں تک کہ اپنی اصل سے اُس کو وصل ہو جاتا
ہے، اصل اسکی کیا ہے؟ حقیقت ممکنہ ہے؟

سوال: حقیقت ممکنہ کیا ہے؟

جواب: جس جگہ انوارِ اسماء و صفاتِ الہی نے جمع ہو کر عدم محض کی طرے عکس ڈال کر
وجودِ مستعار بنجنا ہے، مثلاً آئینہ کہ بالکل اُس میں کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کو عدم خیال کیا جائے
اور جو وجود اس آئینہ کے سامنے آئے اُسکو انوارِ اسماء و صفات خیال کیا جائے، اور جو عکس آئینہ
میں قائم ہو اُس کو حقیقت ممکنہ خیال کیا جائے، لیکن وہ معاملہ حقیقت ممکنہ کا کہیں بالاتر اور عقل
معاش کی فہمید سے دور ہے، کیونکہ اس کا خالق قادرِ کل بیچون و بیچکون ہے، جب رب العالمین نے
چاہا کہ اپنی ذات کو پہنچاؤں اور عالم کو پیدا کروں تو پرکارِ قدرتِ اسماء و صفات سے نقطہ حقیقت
محمدیؐ صلعم قائم فرما کے اس سے تمام اشیاء کا دائرہ وجود کھینچ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم تمام مخلوق کے باعث تخلیق ہیں، اور جس طرح دائرہ مرکز سے احاطہ نہیں کر سکتا، اسی طرح

کوئی مخلوق میں سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اسی مطلب میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے لَوْ مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا تُسَيِّعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَلَا بَنِي مُرْسَلٌ (مجھے اللہ پاک عزوجل کیساتھ وہ وقت حاصل ہو کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ میری برابر ہو کر سکتا ہے اور نہ کوئی پیغمبر برگزیدہ) چونکہ طالب خدا عدم کی طرف پشت اور اسماء و صفات الہی کی طرف منہ کر کے تقرب الی اللہ چاہتا ہے، اسکو اصطلاح صوفیہ میں "سیر الی اللہ" کہتے ہیں، بموجب حدیث شریف کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ اور اسی حدیث شریف کا ترجمہ مولانا روم فرماتے ہیں :

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش
جو کوئی اپنی اصل و حقیقت سے دور رہا لیکر تک وہ سے طالب وصل با اوڑھو ہٹا رہا

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے حُبُّ الْوَطَنِ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ (یعنی وطن کی محبت شعبہ ایمان سے ہے) وطن حقیقتاً ہر مومن کا حقیقت مکہ ہے، جہاں روحوں کا قیام اور اسماء و صفات الہی کے انوار کا ظہور ہے، لہذا ہر ایمان دار اپنی حقیقت کی طرف رجوع کرتا رہے اور چونکہ حقیقت مکہ میں تمام مخلوق کی حقیقت اور نقشہ اجمالاً ہوتا ہے، کفر اور اسلام، مسجد اور مندر، خوب زشت سب ایک جگہ نظر آتے ہیں، جیسے کہ تخم درخت میں سب زشت کی حقیقت جڑ شاخیں پتے پھول اور پھل اجمالاً اسی میں ہوتی ہے اور تفصیل اسکی بعد درخت کامل ہو جانے کی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حقیقت مکہ میں اسماء و صفات کا انوار ہادی و مضل، رحمان، قہار، جبار، شافی وغیرہم اور عدم محض سب یکجا ہوتے ہیں، تو سالک اپنے علم کے مطابق "ہمدوست" انا الحق سبحانی وما اعظم شافی وغیرہ الفاظ بحالت بنخودی کہہ اٹھتا ہے، چونکہ عدم کی طرف اسکی پشت ہوتی ہے اور انوار اسماء و صفات الہی کی طرف منہ ہوتا ہے، پس سامنے جو دیکھتا ہے کتاب ہے "مصرعہ" قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید "قلندر جو کچھ کہتا ہے دیکھا ہوا کتاب ہے"

وہ اس وقت مرفوع القلم ہوتا ہے، لیکن یہ حال ہمیشہ نہیں رہتا ہے، دریا کی سی موجیں آیا کرتی ہیں، جب اور جس وقت اہل ے وصل ہوتا ہے اپنے کو اور تمام جہان کو نیست و نابود پا کر وجود حقیقی کو اپنے علم میں جا کر ہمہ اوست وغیرہ کہہ بیٹھتا ہے، حضرت مولانا روحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے حال کی توضیح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت میں خوب فرمائی ہے جسے ہر ذی علم خوب سمجھ جائیگا۔

بایزید آمد کہ یزداں نک منم	بامریدان آن فقیہ مختتم
(بایزید نے) آکر کہا کہ میں خدا ہوں	مردوں کے پاس اس بزرگ درویش نے
لا الہ الا انا فاعبدون	گفت ستانہ عیان آن ذوقنون
میرے کو کوئی خدا نہیں ہے پس میری پرستش کرو	اس ست نے صاف یہ کہا کہ
تو جنہیں گفتی وایں نبود صلاح	چوں گذشت آں حال گفتنش صباح
کہ آپ نے ایسا کہا تھا، اور یہ درست نہیں ہے	جب یہ حال گزر گیا، تو اُن صبح کہا گیا
	تو حضرت بایزید نے جواب دیا،

چوں جنہیں گویم بیاید کشتنم	حق منزہ از تن و من باتنم
اللہ تعالیٰ جسم وغیرہ سے پاک ہے اور میں جسم رکھتا ہوں، جو وقت میں ایسا کہوں تو مجھے مار ڈالنا چاہیے	
	پھر جب حال طاری ہوا:

آں سخن را بایزید آغاز کرد	چوں ہمائے بنخودی پرواز کرد
تو پھر بایزید نے وہی کہنا شروع کیا	جب بنخودی کا ہما اُڑنے لگا!
زاں قوی تر گفت کاؤل گفتہ بود	عقل را سیل تحیر در ربود
اور پہلے سے بھی زیادہ زور دیکر وہی الفاظ کہنے	تحیر کا دریا عقل کو بہا کر لے گیا

نست اندر جبہ ام الآخدا
چند جوئی در زمین و در سماء
کہ میرے لباس میں خدا ہے
تم زمین و آسمان کتیک کتیک کر گئے
حضرت مولانا نے خود یہ فیصلہ فرما دیا ہے، جیسی کہ حالت ہوش میں حضرت بابر علیہ رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا تھا،

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من
اے خدا تیری ذات میری قیاس کھنگوئے ہر
میرے اور میری تمثیلات پر خاک پڑے

پس اس حکایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ وقتِ غلبہ محبت کہ جس کو حالتِ عشق کہتے ہیں
عقل بجا نہیں رہتی اور دریا تحیر کا تیر و عقل کو بہا لیجاتا ہے اور اس وقت یہ کہ دنیا کچھ بعید عقل
نہیں، کیونکہ جب محبتوں سے کوئی پوچھتا کہ تو کون ہی؟ تو محبتوں جواب میں کہتا اذالکلی (یعنی
میں لیلی ہوں) تو جب بندہ کی محبت میں بندہ اپنے کو بھول گیا تو کوئی خدا کی محبت میں اپنے کو بھول
جائے اور خدا کہنے لگے تو کیا تعجب کی بات ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

از محبت خستہا ز ترس شود
از محبت تلخہا شیریں شود

محبت مٹی کی اینٹ بن جاتی ہے (اور) محبت میں کڑوی چیز میٹھی ہو جاتی ہے

از محبت سرکہا مل می شود!
از محبت خار ہا گل می شود

محبت سے سرکہ شراب بن جاتا ہے (اسطرح) محبت سے کاٹا پھول ہو جاتا ہے

از محبت نار نور می شود
از محبت دیو خوبصورت (حور) بن جاتا ہے

محبت سے آگ نور بن جاتی ہے (دیو نہیں) محبت بد شکل (دیو) خوبصورت (حور) بن جاتا ہے

اور جب ہوش آتا ہے تو سالک اپنے کو اور تمام خلق کو موجود پاتا ہے، اور خالق و مخلوق

میں تمیز کرتا ہے، یہ حالت دُور کی کسی کو لحظہ، کسی کو گھنٹہ، کسی کو دنوں، کسی کو برسوں رہتی ہے

اور اکثر حضرات متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمین اس حال میں برسوں اور بعض عمر بھر رہے
 ہیں اور اس مقام خاص کے وہ ذات مبارک مرکز ہوئے ہیں، اور انکی نگاہ علم میں گویا غیریت
 اٹھ گئی تھی، اور اسی مقام میں خرق عادات، کشف کرامات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں، اسی مقام
 میں صاحب کشف کو اپنے سینہ میں تمام جہان کی حقیقت نظر آتی ہے، اسی واسطے خواجہ نقشبند
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اولیاء بعد فنا و بقا ہرچہ می بینند در خود می بینند" و ہرچہ می شناسند
 در خود می شناسند و حیرت ایشان در وجود ایشان و فی انفسکم افلا تبصرون ط،
 (ترجمہ: اور تمہارے نفس میں پس کیا تم نہیں دیکھتے؟) اور حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں،
 انچه حق است اقرب از حیل الودیہ تو گنبد می تیر فطرت را بعید
 اللہ تعالیٰ تیری شہ رگ کے بھی زیادہ قریب تو تیر فک کو دور بھینک رہا ہے
 یہ کلام حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث قدسی سے تعلق رکھتا ہے جس کا ترجمہ
 مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است من گنجم در سرا بالا و پست
 نبی اکرم علیہ افضل التحیۃ والسلام نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، میں نشیب فراز میں نہیں سکا ہوں۔

من نہ گنجم بر زمین و آسماں من گنجم در مستلوب موناں
 اور نہ میں زمین و آسمان میں سکا ہوں (بلکہ) میں سچے مومن کے دل میں سکا ہوں

جب خدا کی سمائی قلب مومن میں ہو جائے تو تمام خلق کا قلب مومن میں نظر آتا کیا بعینہ
 لیکن یہ تقرب بیچونیت کیساتھ ہے، نہ کسی احاطہ نظر کیساتھ، جیسے سمائی آسمان کی آنکھ کی بتلی
 میں نہ آسمان آنکھ میں گھس گیا نہ آنکھ آسمان میں، بلکہ یہی سمائی بالمحببت ہے، جیسے کہ دوسری حدیث میں
 میں وارد ہوا ہے بی یسمع بی یبصر الی اخرہ اگر حقیقتاً سماعت بصارت وغیرہ بشر کی

عین خدا کی سماعت بصارت ہو جاتی تو پھر اس کو فنا نہیں ہونا چاہیے تھا، حالانکہ خود ذات ہی
 ولی کی فانی ہو تو پھر بقا و صفات کہاں، یہ آیت قرآنی اور احادیث قدسی اس طرح پر ہیں کہ جطرح
 حدیث شریف میں ارشاد ہوا علیٰ لَحْمًا لَحْمًا وَ دَمًا دَمًا اے علی گوشت تمہارا گوشت میرا ہے
 اور خون تمہارا خون میرا ہے، اگر حدیث شریف کے معنی حقیقتاً مان لئے جاویں تو پھر نبی فی فاطمہ رضی اللہ
 عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح نہیں ہو سکتا تھا، ان آیات بنیات اذاریت الخ و فی
 انفسکم افلا تبصرون و احادیث بی یسمع الخ لا یسعینی ارضی ولا سہائی ولكن یتبعنی
 قلب عبد مومن اور یا علی لَحْمًا لَحْمًا وَ دَمًا دَمًا دھی سے مراد اظہار عنایت و کرم ہے
 بمقابلہ اور مخلوق کے اور ساتھ ہی اسکے ظلی اور صفاتی طور پر تقرب بھی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے کو ہر الفاظ تعریفیہ سے بلند تر فرماتا ہے سُبْحَانَہُ تعالیٰ عَمَّا یَصِفُونَ
 اور یہ بھی ارشاد فرماتا ہے لاَ تَدْرُکُہُ الابصار یعنی کسی کی نگاہ اس کا ادراک نہیں کر سکتی تو
 پھر جسم خاکی اور فانی اس سے کیسے تقرب احاطہ جسمانی کے ساتھ کر سکتا ہے، بموجب ارشاد
 وَ تَحْنُ اقْرَبُ الیہ مِنْ حَبْلِ الوَرِیدِ (ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں)
 کی طرح ہر تقرب حق قابل ایمان و حالت علم منقول سے تعلق رکھتی ہے اور اسی طرح قرب حق
 اور نزول تجلی ذات خانہ کعبہ سے بیچون و بیچیزیت کیساتھ تعلق رکھتی ہے، اور نہ کوئی خلق ذات
 حق کو تو کجا اس کی ایک اسم و صفت کا احاطہ اور وصل نہیں کر سکتی، کیونکہ حق جل و علا اور اس
 کی حمد و صفات قدیم ہیں اور جمیع حوادث سے منزہ اور مبرا ہی ہے۔ اور جمیع مخلوقات حادث ہیں
 حادث اور قدیم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، لیکن نزول تجلی خانہ کعبہ میں اور نزول قلب انسان
 میں فرق ہے، خانہ کعبہ پر تجلی کا نزول ہر وقت رہتا ہے اور اولیاء پر نوحہ غفلت یا معصیت
 کبھی تجلی کا ظہور بند ہو جاتا ہے، اور کبھی زیادہ کم ہوتا رہتا ہے، اور اس حالت کو اصطلاح صوفیہ

میں قبض و بسط کہتے ہیں، ان حالات کا تعلق علم معقول اور علم معاش سے نہیں ہے بلکہ علم منقول اور عقل معاد سے ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

علم معقولات علم اشتیاء علم منقولات علم انبیا،

علم معقول اشتیاء کا علم ہے اور علم منقول انبیا و علیہم السلام کا ہے

پائے استدلالیاں چوبیں بود پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

استدلالیوں یعنی علم معقول نے دلیل لائیں ان کی دلیل لکڑی کے مانند ہے اور لکڑی کے پانوں نے پائے مارے ہیں

گر با استدلال کار دیں بدے فخر رازیؒ پیشوائے دیں بدے

اگر استدلال پر ہی مذہب اسلام کا دار و مدار ہوتا (تو) امام فخر الدین رازیؒ جو کہ علم معقول کے امام ہیں مذہب کے

سالک کثرت محبت الہی میں اپنے کو اور تمام خلق کو بھول جاتا ہے اور غیرت اس کی نگاہ علم

میں اٹھ کر صرف ایک ذات واجب الوجود کی باقی رہتی ہے اور وہ اپنے کو اور تمام مخلوق کو عین

خدا سمجھتا ہے اور میا ختہ اُس کی زبان سے لفظ انانیت کے نکلتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ بھی جو ب

حدیث قدسی افاعند ظن عبدی بی، ایسے لوگوں سے ان کے خیال کے مطابق ویسا ہی

پیش آتا ہے، اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ویسا ہی

کر دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرات متقدمینؒ سے خرق عادات کثرت سے ظہور میں آئی ہیں،

اسی واسطے مولانا رومیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

آں دعایشخ کہ نے چوں ہر عاست فانی از تو گفتہ گفتہ خداست

بندہ خاص کی دعا عام آدمیوں کی دعا کی طرح نہیں ہے، وہ محبت خدا میں فانی ہوا ہے، لہذا اُس کا کہنا گویا خدا کا کہنا ہے

اولیا و راہست قدرت از الہ تیر جستمہ باز گرداند ز راہ

اولیا کو خدا نے ایسی قوت اور طاقت عطا فرمائی ہے کہ کمان کھلا ہوا تیر واپس لوٹا لیتے ہیں

اکہ وابرص چہ باشد مردہ نیز زندہ گردد از فسون آں عزیز

ماورزا و اندھا اور کوڑھی تو کیا مردہ بھی ان کے دم کرنے سے زندہ ہو جاتا ہے

اسی مقام کو اصطلاح صوفیا میں مقام فنا و بقا کہتے ہیں، فنا اس حالت کو کہتے ہیں کہ جب

سالک کی نگاہ سے غیریت اٹھ کر سوائے ذات باری تعالیٰ کے کچھ باقی نہ رہے، اور بقا اس حال کو کہتے ہیں

کہ اس حال فنا سے اُس کو افاقہ ہوا اور خالق و مخلوق، حادث و قدیم میں تمیز کرے، سالک کو پہلے فنا

فعلی پھر فنا صفاتی، پھر فنا ذاتی ہوتی ہے، یعنی اپنے افعال کو فعل خدا میں، اور پھر اپنی

صفات کو صفات خدا میں اور پھر اپنی ذات کو ذات خدا میں فنا پاتا ہے اور یہ بات کثرت ذکر

اور خاصان حق کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے اور بموجب حدیث شریف اللہ تعالیٰ ایسے بندہ

خاص کے افعال کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے،

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملخصا و ما یزال

عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیّ اُحِبُّنَّہ فاذا احببته فکنت سمعہ الذی

لیسمع بہ و بصر الذی یبصر بہ و ید الذی یبطش بہا و رجبہ الذی

لیمشی بہا و ان سألنی لا اعطینہ و لان استعاذ فی لا عیذ نہ (ترجمہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا

بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ مجھ سے قرب ڈھونڈھتا ہے، یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں

اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُس کی وہ سماعت بنجاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے

اور وہ بنیائی بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ بنجاتا ہوں جس سے کہ وہ پکڑتا ہے اور

وہ پانوں بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے ہانگتا ہے تو میں اسکو دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے

پناہ مانگتا ہے تو میں اسکو پناہ دیتا ہوں) اور اس حدیث شریف کی تصدیق اور تائید میں آیہ شریف

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ارشاد رب العباد ہے، اور دوسری جگہ ارشاد ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ أَلَمْ يَبَايِعُوا اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ط
 (بیشک اے نبی جو لوگ کہ تم سے بیعت کرتے ہیں یقیناً اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
 اللہ اللہ کن کہ اللہ می شوی ایس سخن حق ست باللہ می شوی
 اللہ اللہ کر، کہ تو اللہ ہو جائے گا! یہ بتا بالکل سچ ہی قسم خدا کی تو ضرور ہو جائیگا
 یہ حالت قنات و بقا دریا کی موجوں کی طرح سالک پر وارد ہوتی رہتی ہیں چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام پنجویں سبزہ بار بار ویدہ ام
 میں نے سات سو ستتر قالب دیکھے ہیں اور سبزہ کی طرح کئی بار آگاہوں

حضرت ابودین مغربی رحمۃ اللہ علیہ اسی معنی میں فرماتے ہیں:
 کشتگانِ خنجر تسلیم را! ہر زماں از غیب جانے دیگر است
 خنجر تسلیم سے مرے ہوئے لوگوں کیلئے ہر زمانہ میں غیب کے دوسری جان دوتی ہوئی ہے
 اور اسی مفہوم میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کس بمیرد ایک بار بچپارہ جامی بار بار
 ہر شخص ایک مرتبہ مرتا ہے، (لیکن) جامی کئی کئی بار

اور اسی مقصد میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

”بعضے از دولتمندان از ہر بار گفتن آن فنائے خاص در خودی فہمند و در ہر نفس خدین بار منتر

مشعر: بعض بگاہن خلص عفا ذکر الہی کر نیے اپنے میں ایک فنائے خاص سمجھتے ہیں اور ہر سانس میں کئی بار مرتے ہیں

دے صد بار دریا و تو میرم بایں بے طاقتی نام تو گیسرم
 ایک دم میں تیری یاد میں سمرتبہ مراہوں اور باوجود اس بے طاقتی کے میں تیرا ذکر کرتا ہوں
 یہ فنا بحکم مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَ مَوْتُوْا (اپنے مرنے سے پہلے مر جاؤ) سالک پر گزرتی ہے، اور
 یہ حالت طاری ہوتی ہے، بموجب جملہ اولیٰ اس حدیث شریفہ کے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْتَ
 تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَانْهَ يَکْ (ترجمہ: یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کے
 کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو تحقیق وہ (خدا) تجھ کو دیکھ رہا ہے
 (یعنی خدا کی عبادت ایسی کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے) پس جس وقت آئینہ دل پر شعا عین انوار
 اسماء و صفات الہی کی پڑتی ہیں، جیسے کہ آئینہ میں شعا عین آفتاب کی پڑتی ہیں تو صبح ششان نور
 آفتاب میں آدمی کو اپنا وجود اور وجود آئینہ دونوں نظر نہیں آتے، اسی طرح ششان انوار اسماء و صفات
 الہی میں اپنا وجود اور وجود خلق سالک کو نظر نہیں آتا، یا جیسے چراغ کی روشنی دھوپ میں نظر نہیں آتی
 حالانکہ روشنی موجود ہوتی ہے، یا جیسے صفراوی بخار والے کو میٹھا بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے حالانکہ
 میٹھائی میں کڑواں نہیں ہے، یا جیسے دریا کی ریت میں ذرات چمکتے ہیں، چمک خوب کہتی ہی، مگر
 چمک میں وجود ذرہ نہیں دیکھتا یا جیسے کسی کو مرض پلایا ہو جاتا ہے تو اس مریض کو تمام جہان پلایا ہی پلایا
 نظر آتا ہے، حالانکہ جہان پلایا نہیں ہے، یا جیسے کسی کو ضعف زیادہ ہو جاتا ہے تو وقت کھڑے ہونے
 کے اُس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہو جاتا ہے، حالانکہ جہان روشن ہے، یہ اُس کی آنکھوں اور
 اور علم کا قصور ہے، اسی طرح بیماری محبت الہی میں سالک مجبور و معذور ہے کہ اُس کی نگاہ علم محبت
 میں تمام جہان میں سوائے خدا کے کچھ نظر نہیں آتا اور اسی مقام میں سالک پر ذوق و شوق گریہ و
 زاری آہ و نعرہ ہبوشی و مدہوشی اور اسی مقام میں درد محبت ہوتا ہے کہ جس درد کی آرزو حضرت
 فرید الدین عطار کرتے ہیں،

کفر کا سر راودیں دیندار را ذرہ در دِل عطسار را

کفر کا فر کیلے اور دین دیندار کے لئے لیکن مجھ کو دردِ دل کی انتہائی آرزو ہے

یہ فنا و بقا جہانی فنا و بقا نہیں ہے بلکہ سالک کے لطائف اور علم کی فنا و بقا ہے، اور مثیل
اس فنا و بقا کی اچھی طرح یوں سمجھ میں آجائے گی کہ کسی مقام پر دس دس پانچ پانچ گز کے فاصلے
کے بعد دیگرے شب کو چراغ رکھ دیے جائیں، اور چراغِ اول کو پس پشت لیکر آدمی کھڑا ہو جائے
تو اس کا سایہ اس کے سامنے دکھائی دے گا اور جب اس چراغِ اول کے پاس سے دوسرے چراغ
کی طرف جوں جوں بڑھے گا، اُسی قدر سایہ اُس کا سامنے والا کم ہوتا جائے گا، حتیٰ کہ چراغِ دوم کے
قریب پہنچنے پر سامنے کا سایہ بالکل کالعدم ہو جائے گا۔ اور دوسرے سامنے کے چراغ کی روشنی کے سبب
اس کا سایہ پس پشت آجائے گا۔ اسی طرح جب چراغِ دوم سے آگے بڑھ کر چراغِ سویم کی طرف چلیگا تو
پھر اُس کا سایہ فوراً اُس کے سامنے آجائے گا، علیٰ ہذا القیاس ہر چراغ کے قریب اور بعد میں اُس کے
سایہ کو فنا اور بقا ہوتی رہے گی، حالانکہ اُس کے سایہ کو حقیقتاً فنا نہیں ہے، بلکہ نورِ چراغ
کی قوت نے اُس کے علم میں اُس کے سایہ کو ایسا معدوم کر دیا ہے کہ اُس کو نظر نہیں آتا، اگر
سامنے کا چراغ قریب کا گل کر دیا جائے کہ جس کی روشنی نے اس کے سایہ کو پیچھے کر دیا ہے تو پچھلے
چراغ کی روشنی اس کے سایہ کو فوراً اُس کے سامنے قائم کر دے گی، اسی طرح ہر مقام انوار
صفاتِ الہی میں جب سالک ترقی کرتا ہے تو اس کو اسی طرح تمام جہان کی فنا و بقا دکھتی ہے
حقیقتاً اس کی اور تمام جہان کی فنا و بقا نہیں ہوتی، سالک کا ہر مقام
میں وجود موجود رہتا ہے، لیکن اس کے علم میں نظر نہیں آتا، چنانچہ حضرت مولانا رحمہ
فرماتے ہیں:

چوں زبانہ شمع پیش آفتاب نیست باشد بہت باشد در حساب

اگرچہ چراغ کی آفتاب کے سامنے معدوم ہو جاتی ہے، حالاں کہ وہ حقیقتہً موجود ہوتی ہے،

ہست باشد ذات اوتا تو اگر برہنی پنبہ بسوزد آل شرر

وہ تو موجود ہوتی ہے، چنانچہ اگر تم اسکی نو پر روئی رکھو، تو وہ جل جائے گی،

نست باشد روشنی نہد ترا کردہ باشد آفتاب اور افتا

وہ چراغ معدوم معلوم ہوتا ہے، اور روشنی بھی نہیں ہے، باہر لیکن یہ کچھ آفتاب سے ہے کہ اسے چراغ کو مانا کر دیا،

اسی واسطے حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

سیہ روئی ز ممکن در دو عالم جدا ہرگز نہ شد واللہ اعلم

بشریت کی سیاہی دونوں جہاں میں ہرگز جدا نہیں ہو سکتی آگے خدا جانے

نمی بینی کہ شلے چوں ہمیر نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

تو نہیں دیکھتا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بشر سے خدا نہ بن سکے تو اے طالبِ حق کیسے ابنِ سبھ

غیر مذاہب کا ان بزرگوں کے الفاظ سے استنباط مسئلہ تنازع و آواگون کرنا بالکل غلط اور سراسر

کج فہمی ہے، یہ مقام نہایت عشق کا شدید ہوتا ہے اور بلا عشق شدید کے نفس ملعون کی سرکوبی اور خبا

نفس اور کبر و عجب و ریا و حقد و حسد سے دل پاک نہیں ہوتا، اور اتباع سنت نبویؐ اور تعمیل ارشاد

اللہی الا اللہ الدین الخالص (آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے لئے خالص دین ہے) نہیں ہوتی۔

ہر کر اجاہ از غشش چاک شد اوز حرص و بغض کلی پاک شد

جس کسی کا خدا کے عشق سے کپڑا چاک ہوا وہ حرص اور بغض وغیرہ سے حقیقتاً پاک ہوا

اور بلا عبور کئے ہوئے اس مقام فتا و لقا کے جناب باری کی درگاہ میں گذر نہیں ہوتا، چنانچہ مولانا

روحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نیچ کس راتمانہ گرد و این فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا

جب تک کسی کو یہ فنا حاصل نہ ہو (اُس وقت تک) اس کو درگاہ الہی کا راستہ نہیں مل سکتا

اور حسین منصور فرماتے ہیں :

کفرت بدین اللہ والكفر واجب لذی وعند المسلمین قبیح

میں نے اللہ کے دین میں کفر کیا اور میرے نزدیک کفر واجب اور عام مسلمانوں کے نزدیک پسندیدہ

اس حال ہمہ اوست کو اصطلاح صوفیہ میں کفر طریقت بھی کہتے ہیں، اور کفر طریقت یہ ہے

کہ امتیاز اٹھ جائے اور بجز ذات حق کوئی نظر میں نہ رہے، اور جب تک یہ حال طالب پرطاری نہ ہوگا

فیضان الہی اخذ کرنے کے لائق بھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ دوسروں کو اپنی ہمت باطن سے فیض پہنچا

سکتا ہے، لہذا یہی عشق شدید عالم غیب سے فیض لینے اور خلق میں فیض پہنچانے کا ذریعہ ہے،

اور اسی حال کے گزر جانے کے بعد تمام سلاسل صوفیہ میں وہ شخص اولیاء میں شمار کیا جاتا ہے، اور اسی

حال کے گزر جانے کے بعد قطب ابدال، اوتاد، نقیب، نجیب، قطب مداز، قطب ارشاد اور اجازت

سلسلہ بیعت کے لائق ہوتا ہے، اور اسی فنا کے بعد قبور اولیاء سے فیض اخذ کرنے کے لائق ہوتا ہے

اور اسی فنا کے بعد الحب لله والبغض لله پر عمل کرنے کے لائق ہوتا ہے، اور اسی مقام میں کشف

اور خرق عادات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں، اسی مقام میں تمام جہان کا نقشہ سینہ میں نظر آتا ہے، اسی

مقام میں وقت غلبہ حال اگر مردہ سے وہ کہے کہ زندہ شو تو وہ زندہ ہو جائے، اگر زندہ سے کہے کہ مردہ

شو، تو وہ مر جائے، اسی مقام میں فی النفسکم افلا تبصرون معلوم ہوتی ہے، اسی

مقام میں تمام زمین و آسمان کی حقیقت وسعت قلب کے مقابلہ میں نقطہ کے مانند معلوم ہوتی ہے

کثرت حال میں یہ بندہ خاص اپنے کو بندہ نہیں جانتا، بلکہ اپنے علم میں دوئی اٹھ کر ایک ہی

جانتا ہے، تو خداوند تعالیٰ بھی اُس کے گمان کے موافق اس سے پیش آتا ہے، اور اس بندہ خاص

کے دعا کو رد نہیں کرتا، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض میرے اُمتی پریشان حال اور غریب

ہونگے اور لوگوں میں ان کی وقعت نہ ہوگی، مگر خدا کے نزدیک وہ مرتبہ والے ہوں گے اور وہ جو قسم
 لکھا بیٹھیں گے خدا ویسا ہی کرے گا۔ اور دوسری حدیث شریفہ اخا عند ظن عبدی بلی یعنی جو
 بندہ مجھ جیسا گمان رکھیں گا میں اس کے گمان کے موافق اُس سے پیش آؤں گا، اور پیش آتا ہوں۔

اطلاح: بعض اولیاء اللہ اکمل اپنے بعض طلبہ کو بطور طفرہ کے مقام ہمہ اوست کو درین
 میں چھوڑ کر ولایت کبریٰ میں لیجاتے ہیں طفرہ کے معنی لغت میں یہ ہیں کہ درمیانی مقام کو چھوڑ کر اوپر
 کو (درجہ چلے جانا) جیسے کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ مانباہی کو مقام ہمہ اوست کو چھوڑ کر ایک توجہ
 میں مقامات عالیہ میں پہنچ لے گئے، حضرت مرزا منظر جانناں شہیدؒ بھی اپنے بعض طلبہ کو اسی
 طرح لے گئے ہیں اور اولیائے اکمل بھی،

اطلاح: بعض اولیاء اس راہ سلسلہ طریقت سے علاوہ صرف اتباع سنت اور کثرت
 عبادت اور خلوص اور مجاہدہ سے بھی خدا تک پہنچے ہیں، اور بعض پیرایشی ولی ہوئے ہیں، ان کو
 اجتہاد صرف میں حصہ دیا جاتا ہے، بلا تعلیم، بلا علم، بلا صحبت خود بخود ان کی روح میں کشف ربانی
 ہوتی ہے اور وہ خدا تک پہنچتے ہیں اور اکثر وہ مجذوب ہوتے ہیں، لیکن دونوں قسم کے اولیاء شاذ
 و نادر ہوتے ہیں، ولایت کا راستہ شاہراہ عام میں سلسلہ طریقت صوفیہ ہے۔

جب سالک اپنی اصل کی طرف رجوع کرتا ہے کہ جس کی تشریح پہلے آچکی تو اس سیر کو
 "سیر الی اللہ" کہتے ہیں، اور جب سالک کو اپنی اصل سے وصل ہوتا ہے تو اس حالت میں بحالت بنجوی
 اور شدت عشق سے اور بوجہ امتیاز اٹھ جانے اور بجز ذات حق اسکی نظر میں باقی نہ رہنے کے ہمہ اوست
 "انا الحق" سبحانی ما اعظم شأنی وغیرہ کہہ اٹھتا ہے۔ اس سیر کو "سیر فی اللہ" کہتے ہیں اور جب اس
 حال سے سالک کو حالت ہوش میں اس جہان کے ناقصوں کی تربیت کیلئے شیخ کامل واپس
 لاتے ہیں، تو اس سیر کو "سیر عن اللہ" باللہ کہتے ہیں، حضرت مولانا حالت عشق کی یہ فرماتے ہیں،

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
عشق ایسا شعلہ ہے کہ جب بھڑک اٹھتا ہے تو معشوق (حقیقی) کے سوا تمام چیزیں
کو جلا دیتا ہے (اور بکھرا)

ماندا کا اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت
خدا ہی خدا باقی رہ جاتا ہے، اور تمام ماسوی اللہ اشیاء جل جاتی ہیں اے شرک کے
جلا دینے والے (عشق) تو ہمیشہ آباد رہے،

اگکھی: فنا کی تین قسمیں ہیں، فنا^۱ اول، فنا^۲ ثانی، فنا^۳ الفناء۔ فنا^۱ اول

کا سالک حالت خواب اور حالت مراقبہ میں اپنے کو مردہ اور تمام جہان کو نیست و نابود پاتا ہے
اس فنا کو غود کا خوف ہے، اور یہ فنا ضعیف ہے، فنا^۲ ثانی کا سالک جاگتے ہیں کچھ ظاہر اپنے
کو اور تمام جہان کو معدوم اور صرف ایک ذات واجب الوجود کو موجود پاتا ہے، اس فنا کو غود کا خوف
نہیں ہے، اور فنا الفناء اس کو کہتے ہیں کہ سالک کو شعور فنا بھی باقی نہ رہے، فنا^۳ ثانی اگرچہ بہتر
فنا ہے اور اس کو غود نہیں ہے، مگر جو توحید کبرائے دین و علمائے سابقین و عرفائے محققین کے
نزدیک معتبر اور اصلی ہے، وہ یہ ہے کہ ظہور توحید بلا قید جسم کے ہو، بموجب ارشاد واللہ من
وَدَائِمُهُمْ فُحِیْطُ اور فنا^۲ ثانی کا سالک اپنے وجود کو اور ہر شے کے وجود کو کثرت محبت میں
خدا جانتا ہے، اس میں انانیت باقی ہے اسی واسطے حضرت خواجہ عبدالحق غجدانی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں، "انا گفتن آسان است و انا زائل کردن مشکل است" اور یہی فنا الفناء ہے
اور یہی فنا حدیث اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَانَ تَرَاکَ الخ سے مناسبت رکھتی ہے اور یہی فنا
شرعیّت سے چپاں اور طریقت سے وابستہ ہے، اور یہ توحید صوری جہانی صورت توحید
اور توحید بلا جسم واللہ من و دَائِمُهُمْ فُحِیْطُ اصلی اور حقیقی توحید ہے، اولیائے فنا^۲ ثانی اور

فناء الفناء کا وجود خلق کے واسطے رحمت حق اور ذات اسکی کبریت احمر ہے اگرچہ تینوں قسم کی فناء والی جماعت اولیاء میں داخل ہیں، لیکن مرتبہ میں اور فیض میں اور قرب خدا اور اثر صحبت میں ان کے بہت بڑا فرق ہے، مولانا فرماتے ہیں:

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک نقشہا بینی بروں از آب خاک

جب دل کا آئینہ پاک و صاف ہو جائے تو تجھے وہ چیزیں نظر آئیں گی جو ادویات کے بالاتر ہیں

سوال: یہ مقام اور حالات "ہمہ اوست" وغیرہ صحابہ کبار سے ثابت نہیں اور

عقائد وہ اولیاء سے افضل ہیں،

جواب: صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس مقام پست کے حاصل کرنیکی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ ان کو ایک ہی توجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تقرب حاصل ہوا تھا کہ اگر دلی لاکھ برس کی عمر پا کر ریاضت شدید کھینچے تو بھی صحابہ کبار کے قرب حق اور صفائی باطن اور قوت ایمان اور مرتبہ عالیہ کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ جب ولی کی صحبت ایک ساعت کی دوسروں کے صد ہا سال کی طاعت و عبادت بے ریا سے بہتر ہے، تو پھر سردارانِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحبت یافتہ کے قرب کا کیا پتہ اور کیا کہنا، جن کے آدھ سیر جو، جو اُنھوں نے خدا کی راہ میں خرچ کئے، ہر ولی ہر اُمتی کے پہاڑِ احد کے برابر سونا چاندی راہِ خدا میں خرچ کرنے سے بہتر ہیں، صرف اسی حدیث کے صحابہ کے خلوص اور مرتبہ کا پتہ ملتا ہے، اگر اس مقام "ہمہ اوست" کو مقام انتہائے قرب اور عالی مان لیا جائے تو علو و ولایت صحابہ کے انبیاء کے مرتبہ کی بھی نفی ہو جاتی ہے کیونکہ جو مقرب زیادہ ہوگا اسی کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا اگر کشف و کلام اولیاء صحیح اور معتبر مان لیا جائے تو کشف و کلام انبیاء اور احکام وحی الہی غیر صحیح مانا پڑے گا، اور اگر یہ صحیح ہیں تو کشف اولیاء ماننے کے قابل نہیں ہو سکتا، اور احکام وحی وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو سردارانِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے یعنی حدیث سے بھی افضل و اعلیٰ اور قابل عمل ہیں تو کلام اولیاء خلافت

کلام خدا و خلافت کلام مصطفیٰ اکیسے درست ہو سکتا ہے، کہ جو شرعاً اور طریقتاً اور عقائد اور عقلاً بالکل بعید ہے، کیونکہ صحابہ کرام اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کا مشرب یہ ہے کہ خدا قدیم ہے اور مخلوق حادث اور خالق الگ اور مخلوق الگ، خالق سے مخلوق کا، اور قدیم سے حادث کا کوئی حلول و اتحاد نہیں ہو سکتا چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

چوں قدیم آمد حدث گرد و عبث پس کجا دانہ مستدیمی را حدث

جب قدیم آیا، تو حادث معدم ہوا پس ایسی صورت میں حادث قدیم کو کب تکتا ہو

اور کفر کو برا اور اسکے مٹانے میں کوشاں ہے، اور اسلام کو اچھا اور اُس کے بڑھانے میں ساعی ہے پس اولیاء کے حالات سُکر اور صحابہؓ اور انبیاء علیہم السلام کے حالات میں فرق بین اور معاملہ ضدین ہے، اب دیکھنا صرف اس بات کا ہے کہ آیا انبیاء پر اولیاء کی اتباع ہر امر میں واجب ہے، یا اولیاء پر انبیاء علیہم السلام کی، پس یہ بات کسی مسلمان (ادنیٰ ہو یا اعلیٰ عالم ہو یا جاہل) پر مخفی نہیں ہے کہ اتباع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولیاء اور ہر مخلوق پر فرض ہے، ثبوت میں اس کے نص قطعی صَاحِبُ الْکَلِمِ الرَّسُولِ فَخِذْ وَاهُ وَمَا نَهَاكَ عَنْهُ فَأَنْتَهُوَ (یعنی اے مومنو! جو میرا رسول بھارے پاس لائے اُسکو لیلو اور جس بات سے منع کرے اُس سے باز رہو) اور وجہ اسکی یہ ہے کہ رسول صلعم کے فعل اور ارشاد میں کوئی لغزش اور خرابی نہیں ہوتی، اور اولیاء اللہ کو جو کشف اور الہام ہوتا ہے اُسکے سمجھنے میں غلطی اور سہو اور دھوکہ شیطان کا ممکن ہے، یہ مسئلہ سلسلہ تمام علمائے طریقت اور علمائے شریعت ہے، پس جس قول و فعل کی صحت میں تاہل ہو اُس کو مان لینا اور جو قول و فعل انبیاء علیہم السلام کا ہر خرابی سے مبرا ہو اُسکو نہ ماننا صریح اور فاش غلطی ہے، اور نعوذ باللہ اگر سب کو عین خدا سمجھ لیا جائے تو پھر کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ اور وَاللَّهُ مَعَ الْمُتَّقِينَ

وغیرہ آیات مبارکہ کا مضمون کیسے درست ہو سکتا ہے۔ یہ درست جب ہی ہو سکتا ہے کہ خالق الگ اور مخلوق الگ، نافرمان الگ اور فرمانبردار الگ، جہنمی الگ اور جنتی الگ ہوں، اور کلام حق حق ہے، اور ہر تحقیق اس کے خلاف غلط، جب یہ بات سب جانتے ہیں کہ کسی اولیاء سے حالت سکر میں بھی کھانا، سونا وغیرہ صفات انسانی دور نہیں ہوتی، تو پھر صفات بشری (کو دور کر کے خدا کیسے بن سکتے ہیں، جب دنیا میں آنکھ ذات واجب الوجود کے دیکھنے سے مجبور ہے، تو تو بندہ خاکی خدا میں مل جانے یا خدا بن جانے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے، جب بندہ کو روح اور پھول کی خوشبو اور آنکھ کی روشنی اور ہوا اور آواز اور درد اور دوا کے اثر شفا و نقصان نہیں دیکھتے تو ان کے خالق کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ اور پھر دیکھنا تو کچا خود خدا میں بلجنا یا خدا ہونا کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے، اگر کسی نے کہا ہے تو بجا لبت سکر کہا ہے اور کلام اہل سکر قابل ماننے کے نہیں ہوتا، اسی واسطے امام الطریقہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر کہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است اور ارشاد فرماتے ہیں:

کس راندہ ز تو نشانے	این ست نشان بے نشانے
کسی کو تیرا نشان نہیں دیکھتے	یہی ہے بے نشانی کی علامت
اور ارشاد فرماتے ہیں:-	

بہتر از علم ست و بیروں از عیاں	ذاتش اندر ہستی خود بے نشان
وہ علم سے بالا اور خیال سے باہر ہے	اسکی ذات اُسکی ہستی میں بے نشان ہو
زو نشان جز بے نشانی کس نیست	چارہ جز جاں فشانی کس نیافت
اس کا سوائے بے نشانی کے کسی نشان نہ پایا، اور سو آجاں فشانی اور حیرانی کے کوئی چارہ دکھایا	
گر عیاں جوئی نہاں آنکہ بود	وہ نہاں جوئی عیاں آنکہ بود

جب تو اس کو ظاہر تلاش کرے تو وہ پوشیدہ ہوگا، اور اگر پوشیدہ تلاش کرے تو اس وقت ظاہر ہوگا۔

درہم جوئی چونچون ست او آل زماں از ہر دو بیرونست او

اور اگر ساتھ ساتھ تو اسکو تلاش کرے تو وہ بیچوں اور شمال ہو، اسوقت وہ دونوں حالتوں (عیان نہاں) باہر ہوگا

صد ہزاراں طور از جاں برتر است ہرچہ خواہم گفت اوزاں برتر است

لاکھوں طریقے وہ جان سے بالاتر ہے اور جو کچھ میں کہوں گا وہ اس کے کہیں زیادہ بڑا ہے

عجز از اں ہمراہ شد با معرفت کونہ در شرح آید ونہ در صفت

معرفت کیساتھ اس سے عاجزی ملی ہوئی ہے، کہ جو نہ بیان کیجا سکتی ہے اور اسکی تعریف کیجا سکتی ہے

حضرت خواجہ باقی باللہ کو اس درجہ اس مقام فنا و بقا میں ترقی نصیب ہوئی کہ بجائے نام

محمد عبد الباقی کے باقی باللہ مشہور خلایق ہیں، مگر بعد میں جب ترقی ہوئی تو فرمایا کہ توحید کو چہ تنگست

شاہراہ دیگر است یعنی مقام وحدۃ الوجود تنگست ہے، بڑا راستہ شاہراہ یعنی راستہ فرمودہ

انبیاء علیہم السلام اور ہے، اسی طرح شروع حال میں اولیاء متقدمین سے بعض بعض نے توحید

وجودی کے الفاظ بحالت سکر فرمائے ہیں، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس مقام سے ترقی نصیب

فرمائی ہے، چنانچہ حضرت فرید الدین عطار کے کلام سے بحالت سکر اشعار توحید وجودی وغیرہ کا

اظہار ہوا ہے، لیکن آخر میں یہ فرمایا،

نی بینی کہ شاہ چوں ہمیں نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

کیا تو نہیں دیکھتا کہ نبی کریم صلعم جیسے سردار انبیاء بشریت پاک ہو کر خدا بن سکے تو تو کیوں خواہ کوشش کرتا ہو

اور فرماتے ہیں :-

بے گناہ نگذشت بر ما ساعتی با حضور دل نہ کردم طاعتی

میری ایک گھڑی بھی ایسی نہیں گزرتی جس میں مجھ سے گناہ نہ ہوا اور آج تک مجھ سے کوئی عبادت مخصوص نہ ہوئی

اطلاع: یہ حضرت فرید الدین عطار حضرت مولانا رومی سے پیشتر ہوئے ہیں۔ انکی تعریف میں حضرت مولانا نے فرمایا ہے کہ "انھوں نے سات بازار عشق کے طے کئے ہیں اور میں ایک ہی بازار میں ہوں، اور حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اے بُروں از وہم و قال و قیل من خاک بر سر ق من و تمثیل من

اے وہ ذات کہ جو وہم و چون و چرا سے باہر ہے، میرے سر اور میری مثال پر خاک پڑے

قرب بیچون ست عقلت را بہ تو آں تعلق ہست بیچوں لے عمو

عقل کے ذریعے ہی تجھ کو قرب حاصل ہے، اور وہ تعلق اور قرب بھی بیچونیت کے ساتھ ہی

اتصالے بے تکلف بے قیاس ہست رب الناس را با جانِ ہاس

جو اتصال کہ پروردگار کا انسان کیساتھ ہے، وہ نہ قیاس میں آسکتا ہے نہ عقل میں

زانکہ فصل وصل نبود در رواں غیر فصل و وصل نندیشد گماں

چونکہ اس کا قرب فصل و وصل سے بالاتر ہے اسلئے انسان کا گمان (خیال) بھی اس تک نہیں جاتا بلکہ فصل و وصل کے چکر میں رہتا ہے

مرصفا تش را چہاں داں لے سپر کز دے اندر نماید ہم جز اثر!

اسکی تعریف بس اس قدر سمجھ لو کہ انسان کے وہم و خیال میں سوائے اثر کے اور کچھ نہیں آسکتا،

ظاہرست آثار و نور و حمتش لیک کے داند جز او ماہیتش

اسکی حمت کے انوار و آثار ظاہر ہیں، لیکن ان کی حقیقت سوائے اس کے کون جان سکتا ہے

بیچ ماہیات اوصاف و کمال کس نہ داند جز بہ آثار و مثال

اس کے وصف و کمال کی حقیقت کو سوائے اثر اور مثال کے کوئی نہیں جان سکتا،

صد ہزاران وصف گر کوئی ویش جملہ وصف اوست اوزیں جملہ بیش

چاہے کوئی لاکھ اس کی تعریف کرے، لیکن وہ ان تمام اوصاف اور تعریفوں سے بالاتر ہے

وانکہ ہر مدحے نبود حق رود بر صور اشخاص عاریت بود

جو تعریف کسی کی کی جائے وہ حقیقتاً اس کی نہیں بلکہ اللہ ہی کی تعریف ہے

چوں نہایت نیست اور الاجرم لاف کم باید زدن بر بند دم

چونکہ اس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے، اس لیے خاموشی بہتر ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست وانکہ در اندیشہ ناید آن خداست

تم جو کچھ خیال کرتے ہو وہ سب فانی ہے، اور خدا وہ ہے جو خیال و گمان بالاتر ہے

آں مگو چوں در اشارت ناید دم مزین چوں در عبارت ناید

جو تیرے اشارہ و کنایہ اور عبارت سے بالاتر ہے، اُس کے متعلق خاموش رہ

نے اشارت می پرزید نہ عیاں نہ کسے زدو علم دارد نہ نشان

نہ وہ قابل اشارہ ہے، نہ ظاہر ہے، اور نہ کسی کو اس کا علم اور پتہ ہے

ہر کے نوع دگر در معرفت می کند موصوف غیبے راصفت

ہر شخص نئی نئی طرح اپنی حیثیت کے موافق اس کی تعریف کرتا ہے

فلسفی از نوع دیگر کرد شرح واں دگر مرگفت اور اگر دجرح

فلسفی کسی اور طرح اس کی تعریف بیان کرتا ہے (لیکن) کوئی دوسرا اس فلسفی کی تردید پر آمادہ ہو

واں دگر بر سر دو طعنہ می زند واں دگر از رزق جانے می کند

ایک تیسرا شخص ان دونوں پر عترض کرتا ہے، چونکہ اس کے بھی خلاف دلائل تیار کرتا ہے

ہاں وہاں گر حمد گوئی و سپاس ہچونہنس جام آں چو پاں شناس

اگر کوئی خدا کی حمد اور اُس کا شکر ادا کرنا چاہے تو وہ اس (موسیٰ علیہ السلام زمانہ کے) چرچا کی تعریف بھی بہتری

حمد تو نسبت بہ تو گر بہتر است لیک آں نسبت بہ حق ہم ابرست

مقامی تعریف خواہ تمھارے نزدیک بہتر ہو (لیکن) خدا کی شان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں کہتی

جب موسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم ایک پر تو صفات سے بہوش ہو کر گر پڑے، اور

لَنْ تَرَانِي كَاَوْثَرْنَا، تو دلی بیچارہ خاک پائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس جہان میں خدا کو

کیسے دیکھ سکتا ہے؟ جناب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج میں عرش معلیٰ

پر تشریف لگئے، اور خدائے پاک کو اپنی چشم مبارک ظاہر سے دیکھا اور قریب ہونے میں قاب

قوسین اودانی کا مرتبہ پایا اور اچھی طرح دیکھنے میں مازاغ البصوٰۃ وما طغی کا خلعت جناب

باری سے عطا ہوا، فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی کے رموز تاج خاص سے خدا نے مشرف

فرمایا، یہ مراتب یہ قرب، یہ رفعت، یہ عزت یہ خلعت کسی کو مخلوق میں سے نہ ملے مگر ایسے

قرب کے وقت خاص میں بھی جناب باری کے سامنے ہی عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوا

خدا کے نہیں ہے، اور یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے پیغمبر ہیں) اور

ایسے وقت خاص میں کہ مخلوق الہی میں سے کسی کو یہ مرتبہ نصیب نہ ہوا، اپنے کو اور اُمت گنہگار

اور صاحبین کو، اور خدائے عزوجل کو، الگ الگ جانتے رہے، اور فرق فرماتے رہے کہ جس

جگہ ولی کی روح بھی نہیں پہنچ سکتی، بعض مقام قرب و تجلیات میں روح کا گزر بھی نہیں ہے

اگر جائے تو جل جائے مگر سیر نظری روح کو ہوتی ہے وہ بھی بوسیلہ اور تبعیت روح اقدس

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس کا حال آئندہ دوا رہے گا، اور سلمہ ضمیمت

صغریٰ و ضمیمت کبریٰ سے حال روشن ہوگا، جسکی تشریح یہ ہے کہ خاص خاص قرب میں تجلیات

الہی کی روح برداشت نہیں کر سکتی، تو اکمل اولیائے متقدمین کی روح کم درجہ کے اولیاء کی

روح کو اپنی روح کے احاطہ میں لیکر سیر کراتے ہیں اس کو ضمیمت صغریٰ کہتے ہیں اور بعض اعلیٰ مقامات

قرب میں اکمل اولیاء کی روح کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے احاطہ روح اقدس میں لیکر سیر کراتے ہیں، اسکو صمیمیت کبریٰ کہتے ہیں، تو دلی بیچارہ کو نہ وہ مقام نصیب نہ وہ قرب حاصل تو پھر ان کا "انا الحق" کہنا خلاف احکام قرآنی، و خلاف حدیث نبوی، و خلاف ارشاد صحابہ کب درست ہو سکتا ہے، اگر ہو سکتا ہے تو اتنا کہ اتنا اے سُکر اور غلبہ محبت خدا میں بحالت مہوشی یا مہوشی ایسا فرمایا، لیکن یہ اُن کا بحالت بخیری کہنا ان کے واسطے نور ہے اور اوروں کی واسطے بلال کہنا نار ہے، اور وجہ اسکی یہ ہے کہ خاصانِ خدا کعبہ مقصود کے اندر اپنے کو پاتے ہیں، اور دریائے معرفت میں غرق ہوتے ہیں، اسلئے وہ بمقابلہ اوروں کے مستثنیٰ ہیں، جیسے کہ حاجی وقتِ دخلی بیت اللہ سمیت کعبہ کے احکام سے مستثنیٰ ہیں، پھر ان کی نقل غیر کو کیونکر درست ہو سکتی ہے، چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہیں:-

در درون کعبہ رسم قبیلہ نیست	چہ غم از غواص را پا چیلہ نیست
کعبہ کے اندر قبیلہ کی کوئی خاص سمت نہیں ہے	جس طرح غوطہ خور کو چاٹو کی ضرورت نہیں ہے
خون شہیدان را از آب اولیٰ است	زین گناہ از صد ثواب اولیٰ تراست
شہید دل کا خون پانی سے زیادہ پاک ہے	اور ایسے جو یہ گناہ ہزاروں نیکیوں کے افضل ہے

بس ان بندگانِ خاص اہل حال کی واسطے اتنا کہنا کافی ہے اللہ کا دینی معذورین (سکروالے معذور ہیں) ان کا حال ان کے لیے نور ہے اور ان کے حال کی اتباع اہل قال کے واسطے نار ہے، قَاعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ، بفضلہ تعالیٰ میرے حضرت صاحبِ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے طلبہ کو فتائے ثانی میں ترقی نصیب ہوئی ہے، مگر اظہارِ نام کی مرضی نہ تھی، نہ ہے، اطلاع ضروری: مقام فنا و بقا سے مراد اور مقصد صرف خلوص اور یقینِ کامل، یعنی ایمان حقیقی حاصل کرنا ہے، اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ مقام فنا و بقا کے حاصل ہونے پر بشرِ عینِ خدا

ہو جاتا ہے، یا خدا میں یہ شخص مل جاتا ہے، ایسا خیال الحاد اور زندقہ ہے، نعوذ باللہ چنانچہ حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدود و شریعت کے اندر رہ، اگر شریعت سے
باہر قدم رکھا تو گمراہ ہوا اور پھر ہوا، اور ضرور ہوا،

دادیم تراز گنج مقصود نشان گرامر سیدیم تو شاید برسی
ہم نے تجھے مقصود کے خزانہ کا پتہ اور نشان بتا دیا۔ اگر ہم نہ پہنچے تو شاید تو پہنچ جائے

فصل چھٹی اثرہ ولایت کبریٰ میں

جب طالبِ ولایت صغریٰ کو کہ جو مقام ظلالِ اسماء و صفاتِ الہی ہے، اور یہ مقام ولایت
اولیا ہے، طے کر چکتا ہے، تو ولایت کبریٰ میں اُس کو عروج ہوتا ہے کہ جو اصل ہے، ظل کی
یعنی اسماء و صفات میں، اور یہ ولایت کبریٰ ولایت ہے انبیاء علیہم السلام کی اور مبدر یعنی
نکاح اور اصل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ کی اسماء و صفاتِ الہی سے ہے، اور اسماء و صفات
الہی جمیع نقصانات سے پاک ہیں، اسی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ کرام معصوم
اور گناہوں سے پاک ہیں انبیاء کو اس مقام میں ایسا قرب حاصل ہے جیسے مرکز اور اولیا کو
بطیفیل انبیاء علیہم السلام اور اُن کی متابعت کی وجہ سے مثل دائرہ کے، اسی واسطے انبیاء کو
معصوم اور اولیا کو محفوظ کہتے ہیں، اس مقام میں علم شریعت ہے اور ذوق و شوقِ آہ و نعرہ حب
رہتا ہے، یہاں نیستی گزشتگی حاصل ہوتی ہے، یہاں سالک اپنے کو خوب جان لیتا ہے کہ تیری
اصل شرفِ نسا ہے، اور جو کچھ خیر دائرہ ہے وہ من جانب اللہ ہے، مَا
اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ (جو اچھی بات تمہیں پہنچے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور جو
 برائی پہنچے وہ تمہاری طرف سے) چشمِ علم ظاہری و چشمِ علم لدنی سے دیکھ لیتا ہے، اور اس
 ولی کی پرورش بعض وقت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جس طالب کی استعداد
 ضعیف ہوتی ہے تو وہ اکثر حضور کی پرورش اور التفاتِ کجالتِ خواب دیکھتا ہے، اور جس
 کی قوتِ ولایت بدرجہ اوسط ہوتی ہے، وہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل کی آنکھوں سے کجالت
 مراقبہ دیکھتا ہے، اور جس طالب کی ولایت قوی ہوتی ہے وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو چشمِ ظاہر سے دیکھتا ہے اور پرورش آپ کی ذاتِ مبارک سے اور التفات اور انعام اپنے
 پر پاتا ہے، بعض خاصانِ خدا پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر غنایت ہوتی ہے اور
 اتصالِ روحانی ہوتا ہے کہ کبھی آپ اس ولی کی شکل بن جاتے ہیں، اور کبھی ولی آپ کی
 شکل بن جاتا ہے اور کبھی دونوں ہم شکل بن جاتے ہیں، اس اتصال کو صوفیہ میں اتصالِ روحانی
 کہتے ہیں، اور اس کو فنا فی الرسول بھی کہتے ہیں، فنا فی الرسول کے کئی اقسام ہیں، آپ کی
 محبت میں فنا ہونا، آپ کی اتباع میں فنا ہونا، وغیرہما، لیکن یہ اتصال روحانی ہم شکل ہو جانا
 سب سے اعلیٰ اور قوی تر ہے، لیکن کمالِ اتصالِ روحانی اور بدرجہ اتم آپ کے علوم و
 رموزِ باطنی سے جب کوئی مشرف ہوتا ہے، کہ دائرہ حقیقتِ محمدی میں اس کو پورا عروج
 میسر ہو، اور اس ولایتِ کبریٰ کا تعلق اسیم ہوا الظاہر سے ہے، اکھم اللہ میرِ حضرت
 صاحبِ حمۃ اللہ علیہ اور آپ کے کئی طلبہ اس ولایتِ کبریٰ سے اور ان حالات سے جو لکھے گئے
 مشرف تھے، لیکن ان کے نام اور تہ تبارنے کی ضرورت نہیں سمجھتا، اور نہ حضرت صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی مبارک اظہار کی تھی، اور نہ ہے، جس بندہ خاص کے پرورش یافتہ ایسے
 ہوں، اسکی تعریف کیا کی جائے؟ رب جانے اور اُس کا جیب جانے، صلی اللہ علیہ وسلم

و ادیم تراز گنج مقصود نشان
گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی
ہم نے تجھے مقصود کے خزانہ کا نشان اور تپہ تبادیا ہو اگر ہم نہیں پہنچے تو شاید تو ہی پہنچ جائے

فصل سابع و لایت علیا کے بیان میں

ولایت علیا فرشتوں کی ولایت ہے، اور تعلق اس کا اسم ہوا الباطن سے ہے۔ اور
ولایت علیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت سے اعلیٰ ہے، چونکہ ولایت کبریٰ کا تعلق
اسم ہوا الظاہر سے ہے اسی واسطے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خلق پر ظاہر اور مبعوث ہوئے
اور ملائکہ کا تعلق اسم ہوا الباطن سے ہے، یاسی وجہ وہ پوشیدہ رہے، اور ترقی ملائکہ اسما
وصفات و شئون ذات تک ہی چونکہ تعلق اسم ہوا الباطن کا ذات غیب الغیب سے زیادہ مناسب اور قریب
رکھتا ہے، بمقابلہ اسم ہوا الظاہر کے، اسی واسطے فرشتوں کی ولایت انبیاء کی ولایت سے اعلیٰ ہے
سوال: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بمقابلہ ملائکہ کرام افضل ہیں تو ولایت بھی ان کی
افضل ہونی چاہیئے، اور یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، خصوصاً حضور رسول خدا صلعم کا ہر
قرب حق تمام خلق سے زیادہ مانا گیا ہے،

جواب: تحقیقات و حالات و مقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ
پر اعتراض یا شبہ کرنا کہ جسکی تصدیق ہزاروں بڑے بڑے علماء اور صلحا، فرما چکے ہیں، اور جو
حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، اسی طرح ان حضرات پر ظاہر ہوا ہے
اور حضرت شیخ کے فرمودہ میں سب موفّق نہ ہوا (ذرا فہمیدے دور ہے، مگر چونکہ سوال کیا
گیا ہے، اس لیے یہ جواب لکھا جاتا ہے، ولایت جزو کمالات نبوت ہے جس کی خوبی

اور بھلائی عین کُل کی خوبی اور بھلائی ہے، جملہ قرب حق اور جملہ خوبیاں تمام خلق کی یہ سب بی بے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی، لیکن بعض افراد کو بعض بعض معاملات

رہتے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام میں خصوصیت ہے، جیسے ملائکہ پروردگار

اسرار الہی سے واقف ہوئے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام واقف نہ ہوئے، یا جیسے ترقی اسلام

اور فتوحات امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی، ویسی حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہ ہوئی لیکن ان جزئی خصوصیات

سے نہ حضرت خضر حضرت موسیٰ بنی سے افضل ہو سکتے ہیں اور نہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر صدیق حضرت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر و افضل ہو سکتے ہیں، یہ فرق بشریت اور ملکیت کا ہے۔ فرشتوں کی ولایت کی ترقی انوار سماوی

صفات الہی اور شہونات ذات تک محدود ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ترقی کمالات

نبوت میں ہے، جہاں تجلی ذات بے پردہ صفات ہے۔ اس جگہ ملائکہ کا گزر نہیں، اور یہ

ترقی ملائکہ کو صدقہ ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور یہ خصوصیت بشریت اور

ملکیت کی یوں خوب سمجھ میں آجائیگی کہ جو کلام خدا یعنی وحی بتوسط فرشتہ حضرت جبریل

علیہ السلام آئی، وہ افضل ہے حدیث قدسی سے، کہ جو کلام اللہ تعالیٰ نے خود حضور سے بلا توسط

فرشتہ کے فرمایا، عقل معاش چاہتی ہے کہ بیش قدسی افضل ہونا چاہیے وحی سے، کیونکہ خدا نے

سب بہتر ذات صاحب لولاک سے خود کلام فرمایا تو پھر کم درجہ والے کی معرفت جو ارشاد

فرمایا وہ کیونکر افضل ہو سکتا ہے، لیکن بھید اس کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم

اور گناہوں سے تو پاک ہیں، مگر بوجہ بشریت بھول ممکن ہے، جیسے سورہ کہف میں حضرت موسیٰ

و حضرت خضر علیہما السلام کے حالات میں ارشاد ہے وَمَا آتَيْنَاهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ (اور

نہیں بھلایا مجھ سے اُن کو مگر شیطان نے) اور فرشتے علاوہ معصوم ہونے کے بھول سے بھی پاک ہیں، اسی واسطے وحی حدیث قدسی سے افضل ہے، اس فضل جزئی سے فرشتے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نہ افضل ہو سکتے ہیں اور نہ اُن کی ولایت افضل ہو سکتی ہے، یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان چہارم پر زندہ اٹھالیے گئے، اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور قبر شریف زمین پر مدینہ منورہ میں بنی۔

تنبیہ: حضور انور نے وفات پائی، مگر صرف نقل مکان کیا ہے، اچھا چیات النبیؐ ہیں جیسے کہ دنیا کے ظاہر میں زندہ تھے، ویسے ہی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپؐ تو کیا آپ کے غلام غلام بندہ خاص حسب مراتب حسب حیثیت قبروں میں زندہ ہیں، جب شہداء فی سبیل اللہ کیو سطہ ارشاد رب العباد ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ خَالِدِينَ جَنَّاتٍ أُولَٰئِكَ يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ (جوانہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں، اُن کو تم مردہ خیال مت کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں، الی آخرہ) اور اللہ تعالیٰ نے مرتبہ کا تفاوت خود ہی قرآن مجید میں فرمادیا ہے مِنَ الْبَاقِيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ، جب شہداء کو موت نہیں ہے اور وہ زندہ ہیں، تو صدیقین جو مرتبہ میں شہداء سے بہتر ہیں (یعنی اولیا)، تو وہ بالاولیٰ زندہ ہونا چاہئیں اور جب شہداء اور اولیا غلامان غلام حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندگی میسر ہے، تو سردار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حیات النبیؐ کہنا بالکل درست اور ہر طرح ٹھیک ہے، اور جب آپؐ حیات النبیؐ ہیں تو آپ کے غلام اولیائے کرامؓ بموجب اس حدیث شریف کے العلماء و مرہشتہ الانبیاء کو بھی حصہ حضور کی صفت حیات میں ملنا چاہیئے، اگر کسی صفت میں حصہ نہ ملے تو وارث کہنا لازم نہ آئیگا اس جزئی خوبی سے حضرت عیسیٰؑ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت نہیں پاسکتے اور حضرت جبریل علیہ السلام مستقل طور پر سدرۃ المنتہی پر تشریف رکھتے ہیں، مگر اس جزئی فضیلت کے

حضرت جبریل علیہ السلام حضور سے افضل نہیں ہو سکتے، ترقی شب معراج میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ اور حضرت جبریل علیہما السلام سے کہیں بالاتر مقام پر پائی۔ اور حدیث قدسی لی مع اللہ انہیں ترقی درجات اور قرب مولیٰ کا حال تو بالکل صاف ہو گیا، کہ کوئی نبی مرسل یا فرشتہ مقرب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور قرب میں شرکت نہیں رکھتا پس ہر نبی اور خاص فرشتے بعض جزئی تفصیلات سے حضور کے فضل کلی پر سبقت نہیں پاسکتے یہی تفاوت ولایت کبریٰ ولایت علیا اور کمالات نبوت کا ہے، کہ ولایات میں فضل جزئی ہی اور کمالات میں فضل کلی نصیب ہے، غرض کہ جہد قرب حق اور حمیلہ صفات حمیدہ تمام خلقت کی پر تو ہے، ذات صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، اور اظہار اس کا مختلف صورتوں اور مختلف اقوام اور مختلف افراد میں، وقتاً فوقتاً مجملًا اور مفصلاً ہوتا رہا، اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا جیسے کہ فرمایا حضور نے، کہ مجھ کو ملک شام اور ملک کسریٰ کے فتح کی کہنیاں عنایت ہوئی ہیں، مگر حضور والا کے زمانہ میں یہ ملک فتح نہ ہوئے، بلکہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں فتح ہوئے، لیکن یہ فتح خلفاء عین فتح خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یا جیسے تخم درخت کہ درخت کے شاخوں کی بندی، پتوں کی بنی، پھولوں کی خوشبو، پھل کا ذائقہ یہ سب تعریف تخم درخت کی ہے، شاخیں پتے پھول پھل اپنے جزئی فضل سے درخت کے فضل کلی پر سبقت نہیں لیجا سکتے، یا جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بعض تعریفیں اور خصوصیتیں حضور نے ایسی فرمائی ہیں کہ وہ اور صحابہ نہیں پائی جاتیں، لیکن ان جزئی خصوصیات اور فضائل سے فضل کلی حضرات شیعین پر لازم نہیں آتا، رضوان اللہ علیہم اجمعین، یا جیسے حضرت عبداللہ بن جعفر صحابی کو حضور نے فرمایا کہ تو میری مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اس کو اصطلاح صوفیہ میں اصالت کہتے ہیں، اگرچہ یہ اصالت موجب تفصیلت ہی، مگر اس جزئی خوبی سے حضرت عبداللہ بن جعفر حضرات خلفائے

راشدین اور عشرہ مبشرہ اور حضرت امام حسن امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بہتر
 نہیں ہو سکتے، اسی طرح ہر نبی مرسل فضائل اور خصوصیات جزئی جزئی رکھتے ہیں، جیسے حضرت موسیٰ
 "کلم اللہ" حضرت عیسیٰ "روح اللہ" حضرت ابراہیم "خلیل اللہ" حضرت داؤد "خلیفۃ اللہ" حضرت
 ایوب "صابر و نعم العبد" حضرت اسماعیل "ذبیح اللہ وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام" اور ہمارے رسول
 پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والبرکات فضائل اور خصوصیات کلی سے ممتاز ہیں اور جزو اور کل
 میں ایسا فرق ہوتا ہے جیسے شے اور سائے شے میں، اسی طرح حضور کی مرتبہ قرب اور رفعت اور خلعت
 اور خلافت اور صداقت اور صبر اور حلم اور علم اور عفو اور شجاعت اور سخاوت اور شفاعت اور
 رحمت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ سب فرشتے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام خلق آپ
 ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں، شہر

خوبی و شکل و شامل حرکات و سکنا
 انچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کا قدم غالب ہو ولایت میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدم
 غالب ہو کمالات نبوت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، چونکہ ولایت جزو نبوت ہے، اسی
 وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، یا جیسے شب کو ماہتاب
 روشن رہتا ہے اور آفتاب پوشیدہ ہو جاتا ہے، یہ جزئی فضیلت ماہتاب کو آفتاب پر ضرور ہے
 لیکن روشنی ماہتاب میں خود بخود نہیں بلکہ قیام روشنی ماہتاب آفتاب کے ہے، لہذا صفت جزئی
 ماہتاب صفت کلی آفتاب پر سبقت نہیں پاسکتی، اسی طرح قرب ولایت صغریٰ، کبریٰ، علیا
 جزئی جزئی فضیلت سے کمالات نبوت کے فضل کلی پر سبقت نہیں پاسکتیں، جس سالک کی
 ولایت علیا قوی ہوتی ہے، اور اس کو کشف دیا جاتا ہے، اس پر فرشتے ظاہر ہوتے ہیں اور

بہت سی راز کی باتیں اُس پر کھلتی ہیں اور بوجہ مناسبت ملائمہ اس سے گناہ بہت کم ہوتے ہیں
چنانچہ حضرت مرزا جانناں شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
کو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے قاضی صاحب تم کیا عمل کرتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آتے
ہو تو فرشتے تمہاری تعظیم کو اٹھتے ہیں اور تمہارے بیٹھنے کے لیے جگہ خالی کرتے ہیں اس ولایت کے
کے متعلق جو مقامات انتہائی بیان کیے جائیں گے، ان کی تحقیقات مفصل کوئی دیکھنا چاہے تو
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف دیکھے، اور اس ولایت علیا میں تین غنصر
آگت پانی ہوا کے لطائف سے ترقی ہوتی ہے، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طلبہ میں سے
ایک آدھ کو اس مقام میں ترقی اجمالی طور پر ہوتی مفصل نہیں لیکن فرشتے بعض وقت دیکھتے تھے،

باب چہارم

فصل اول در کمالات نبوت میں

طالب جب ولایت علیا کے فیضان و انوار سے مشرف ہو چکا ہے، اور طلب
اس کی اعلیٰ ہوتی ہے تو اس کو مقام کمالات نبوت سے اللہ تعالیٰ مشرف فرماتا ہے اس
مقام کا ولی ایسی ذات اکمل ہوتا ہے اور ان کمالات سے مشرف ہوتا ہے کہ اولیائے ولایت
صغریٰ و کبریٰ و علیا اس کے کمالات کا احاطہ اور پورے طور پر ادراک نہیں کر سکتے اور یہ

خاص العلماء و درثہ اکہبتیا کا پورا پورا مصداق ہوتا ہے، اور علماء اُمّتی کا نبیاء بنی اسرائیل کی شکل مجسم ہوتا ہے، اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو ایسی

ذات اکمل بنی ہوتا، اس مقام میں ظہور تجلی ذات بلا پردہ اس جگہ لطیفہ عنصر خاک سے اسی لطیفہ خاک پر ہوتا ہے اور تمام لطائف اور چونکہ یہ عنصر خاک مخصوص بہ بشر ہے، اسی واسطے خاص بشر خاص ملائکہ سے اور عام بشر عام ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں۔

سوال: بشر تو کفار بھی ہیں؟

جواب: اس جگہ بشر سے مراد مومن ہے، فرشتوں کے واسطے ایک مقام مخصوص ہے نہ ترقی ہے نہ تنزل، اور بشر کی ترقی غیر محدود ہے، بشر حال اور فیضیاب جمیع انوار اسماء و صفات الہی کا ہے، فرشتے اس سے محروم ہیں، جیسے جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو شان رزاقی اور سخا حقیقی کے دروازہ کو ڈھونڈتا ہے اور جب بیمار ہوتا ہے تو فیضانِ یاشا یا سلام کا انتظار کرتا ہے اور جب گناہ ہو جاتا ہے تو صفت رحیم و کریم ہستار و غفار کی طرف جھانکتا ہے اور جب نادار ہوتا ہے تو غنی مطلق کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جب کوئی زبردست دشمن ستاتا ہے تو بادشاہ حقیقی کی اعانت طلب کرتا ہے، اور کفار کے واسطے شان قہار و جبار اور مومنین اور ضعیفوں کے واسطے شان رؤف و رحیم کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور جب اپنی تحقیق و ادراک میں عاجز اور متحیر ہوتا ہے تو عرض کرتا ہے رب زدنی علماً اور جب تکلیف پہنچتی ہے تو اُس پر صبر اور نعمت پر شکر کرتا ہے

لہذا بموجب ارشاد اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وہ جو مانگتا ہے اور جو چاہتا ہے خداوند تعالیٰ
 سب کچھ اسکو عنایت فرماتا ہے اور اپنے دروازہ سے محروم نہیں پھیرتا، اسی وجہ سے فرشتوں سے
 بشر سبقت لے گیا ہے اور ان فیضان و انعامات سے فرشتے محروم ہیں اور انہی وجوہات سے
 اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ کا لقب اس کو عنایت ہوا ہے اور بار امانت کے اٹھانے
 میں بھی یہ سب پیشقدم رہا ہے، اور قاعدہ کلیہ ہے کہ ظہور ہر شے کا ضد کیا تھا ہوتا ہے چونکہ
 اصل انسان میں مٹی ہے اور مٹی کو پستی ہے اور مٹی میں اندھیری ہے، اندھیری کے مقابلہ
 میں انوار الہی اور پستی کے مقابلہ میں بلندی و رفعت لازمی ہے، یہی وجہ ہے کہ خاتم النبیین
 صلعم عرش معلّے پر پہنچے اور کوئی مخلوق ناری یعنی جنات اور کوئی مخلوق نوری یعنی ملائکہ اس رفعت
 اور بلندی اور ترقی پر نہ پہنچے اور قدرت حق نے ثابت کر دکھایا کہ فَلَا تُزْکُوا الْاَنْفُسَ کُمْ
 بِلِ اللّٰہِ یُزْکٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پس تم اپنے نفس کا تزکیہ
 نہیں کرتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اُس کے نفس کو صاف کر دیتا ہے، اور اللہ ہر
 بات پر قادر ہے) کو مخلوق پر ظاہر و ثابت کر دیا اور سُجَّحَتِ الَّذِیْ اَسْرٰی سے شروع کر کے
 مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی وَقَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی پر ختم کر دیا، اس مقام میں
 ذوق و شوق اور بتیابی وغیرہ کچھ نہیں ہوتی، صرف پر و یقین اور رضا و تسلیم اور اتباع سنت
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے، اور عاجزی اور نیستی اور دیدِ قصور زیادہ ہوتا ہے اور
 ہر ایک عبادت کو رب کے لائق نہیں جانتا اور بموجب حدیث شریف مَا عِبَدْنَاکَ
 حَقَّ عِبَادَتَکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتَکَ وَلَا اَحْصٰی ثَنَاءَکَ (ہم نے جو
 تیری معرفت کا حق تھا دلیا نہیں پہچانا، اور میں تیری حمد و ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا) اور
 خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُصِفُوْنَ (اور پاک ہے اور برتر ہے اللہ ان

صفات سے کہ جن سے لوگ اسکو متصف کرتے ہیں، اس کے پیش نظر ہوتا ہے، اور جیسے عام
لوگ جناب باری میں گناہ کر نیسے نادم ہوتے ہیں، یہ بندہ خاص عبادت کر کے عبادت کو ناقص
جان کر نادم ہوتا ہے، جیسے سعدی فرماتے ہیں:-

عاصیاں از گناہ توبہ کنند عارفان از عبادت استغفار
عام گناہ کرنے والے اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں (لیکن عارف اپنی عبادت کو سچ سمجھ کر استغفار کرتے ہیں
اور حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بے گناہ نگزشت بر ما ساعے با حضور دل نہ کردم طاعت
ایک گھڑی بھی بے گناہ کے ہم پر نہیں گزرتی اور ہم نے حضور دل سے کوئی عبادت نہیں کی
اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر فرمایا کرتے تھے، کا شکے عبد اللہ کا ایک
سجدہ ہی قبول ہو جائے، اور یہ خیال عارف کا بالکل یوں درست ہے کہ سب مخلوق میں
بشر افضل ہے، اور سب عبادتوں میں نماز افضل ہے اور نماز کے تمام ارکان میں سجدہ ^{فضل}
ہے اور خلق میں نبی کریم صلعم افضل ہیں تو ہر نماز کے ہر سجدہ میں آپ کی جیسی ذات سر مبارک
زمین پر رکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی حمد سبحان ربی الاعلیٰ عرض کر کے سر مبارک سجدہ سے
اٹھا کر جب یہ عرض کریں اللہ اکبر یعنی جو کچھ حمد و ثنائی میں نے مٹی پر اپنا سر رکھ کر کی تو
اس سے بھی بڑا ہے، تو دلی بیچارہ کیا حق حمد و ثنا کا ادا کر سکتا ہے، اسی واسطے عارف عبادت
سے استغفار کرتا ہے، حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

ہاں دہان گر حمد گوئی و سپاس ہیچونان جام آں چو پاشناس
انسان جو خدا کی تعریف کرے (وہ) ایسی ہی جیسے گڈریہ نے حضرت موسیٰ کے دین بے سمجھی کی تھی
حمد تو نسبت بہ تو گر بہتر است لیکن آں نسبت بحق ہم اتبرست

محمد اتری تیرے لیے اچھی ہو لیکن خدا کے لائق ہرگز نہیں ہے

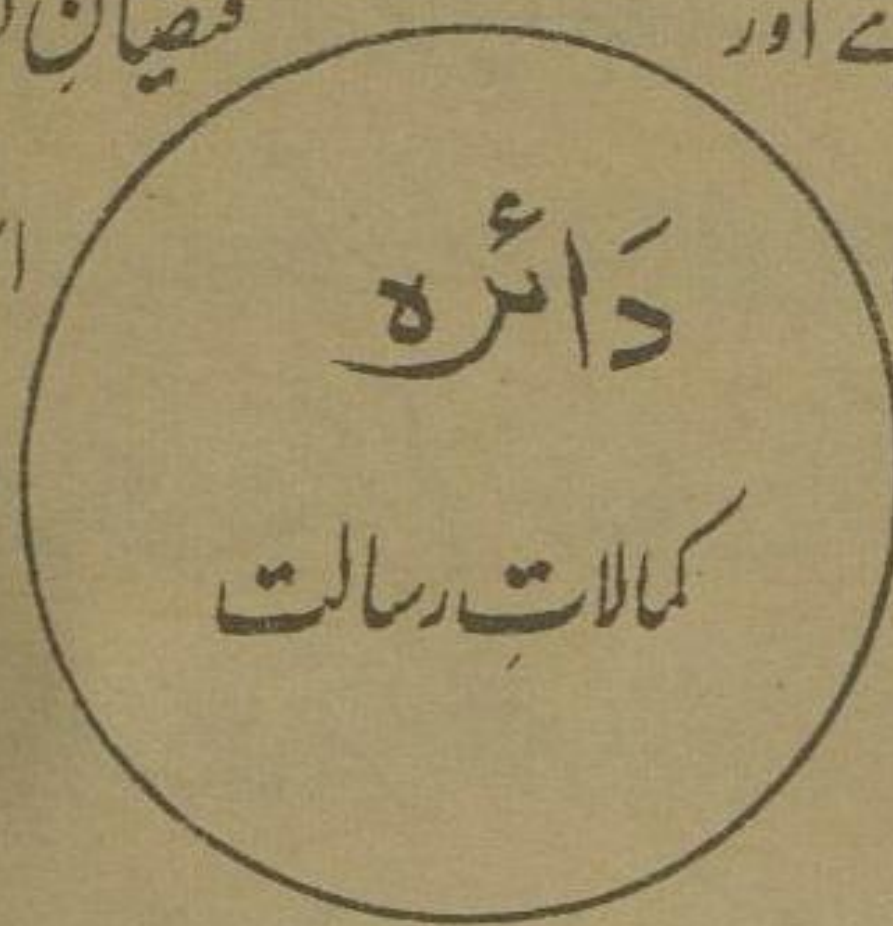
سوال : دلی کو بیچارہ کیوں کہا جاتا ہے، حالانکہ ان سے بڑے بڑے کمال ظاہر ہوتے ہیں؟
 جواب : اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نامتناہی کے مقابلہ میں کہا گیا ہے، اسی واسطے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عریضہ کے جواب میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا : "یقین ترکا بل تر" جس قدر یقین قوی ہے، اسی نسبت ولایت قوی ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ "میرا یقین ایسا ہے کہ اگر میں جنت و دوزخ کو دیکھوں تو ان کے دیکھنے کے بعد میرا یقین جو موجود ہے اس سے زیادہ نہ بڑھے" اور اس مقام میں سوائے جہل و حیرت کے کچھ محسوس یا دید یا ادراک حاصل نہیں ہوتا، چنانچہ قرب نہایت کے ادراک میں امیر المومنین خیر البشر عبد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں العجز عن درک الادراک ادراک (ادراک کے درک یعنی معلوم یا محسوس ہونے سے عاجز رہنا یہی ادراک ہے) اور جو اذکار صوفیہ میں جاری ہیں اس مقام میں کچھ سود مند نہیں ہوتے، یہاں ذریعہ ترقی تلاوت قرآن مجید با ترتیب اداے نماز و آداب و وہ اذکار کہ جو حدیث شریف سے ثابت ہوں، اور اتباع حبیب خدا صلعم فائدہ مند ہے، اس مقام کمالات نبوت میں بھید و قلاب قوسین او ادنیٰ و دنیٰ فتدلی فاوحی الی عبدہ ما اوحی کا منکشف ہوتا ہے

اطلاح : میرے حضرت صاحب کے طلبہ نے اس مقام میں ترقی مفصل نہیں پائی
 مجملہ پائی جو نہ ہونے کے برابر ہے،

فصل دسویں کمال رسالت

کمال رسالت کمال نبوت سے افضل ہیں، جیسے نبیؐ اور مرسل میں فرق مراتب ہے، اسی طرح قرب حق میں بھی فرق ہے، فیضان ذات بخت سے بے پردہ صفات یہ بندہ خاص مشرف ہوتا ہے اور

قوت پر وارد ہوتا ہے ترقی قرآن مجید و نماز با طول قرات
 اس مقام میں کثرت تلاوت اور اتباع سنت سے ہوتی ہے



فصل تیسری کمال اولوالعزم میں

مقام کمال اولوالعزم کمال رسالت سے قوی تر اور ذات بخت سے اقرب ہے جیسے تمام مخلوق میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بہترین مخلوق ہیں اور اس تعداد انبیاء علیہم السلام سے تین سو تیرہ مرسلین بہتر اور افضل ہیں، اور ان میں سے پانچ نبی اولوالعزم حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمدؐ الرسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام جناب باری میں زیادہ مقرب ہیں، اور اسی حیثیت سے فیضان و انوار الہی و انعام و اکرام و اسرار و رموز ربانی سے مشرف ہیں، انبیاء پر کتاب آسمانی نازل نہیں ہوتی، نبی مرسل کی اتباع کیا کرتے ہیں اور

مسلین پر صحیفہ آسمانی اترے ہیں پیغمبر ان اولوالعزم کو نیا دین اور نئی کتاب عنایت فرمائی جاتی ہے اور وہ کتاب آسمانی کتاہائے سابقہ اور دین ہائے سابقہ کی ناسخ ہوتی ہے، اسی طرح ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ان اولوالعزم سے بھی اولوالعزم ہیں اور قرآن پاک ناسخ کبہائے آسمانی سابقہ ہے اور دین ان کا ناسخ ادیان ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسی طرح قرب میں بھی آپ تمام پیغمبروں سے جناب باری میں سبقت رکھتے ہیں، اور کوئی نبی مرسل اور کوئی فرشتہ مقرب آپ کے قرب خاص کو نہیں پہنچتا، اسی واسطے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث شریف میں فرماتے ہیں لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (مجھے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک

ایسا وقت حاصل ہے کہ جس میں نہ تو فرشتہ مقرب میری برابری کر سکتا ہے اور نہ نبی مرسل، حضرت جانی نے خوب فرمایا ہے کہ جو کتاب تورات کہ بر موسیٰ و انجیل بر عیسیٰ

اس کتاب قرآن پاک کی واسطے آخری پیغمبر پر نازل ہوئی ہے۔

دائرہ
کمالات اولوالعزم

شد محو بیک نقطہ فرقان محمد

توریت کہ جو موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن ان مقامات کمالات نبوت کمالات رسالت اور کمالات اولوالعزم کے دو اور حالات تبرک

اور اتباعاً لکھ دیے گئے ہیں اور نہ بڑے بڑے عقلاء اور عرفاء ان کی تحقیق اور فہم میں عاجز ہیں، کتنا ہی بڑا مستحق اور عابد ذرا بہد ہو اور اپنی دانست میں وہ عمل بے ریا کرتا ہو، لیکن بلا حصول مقامات فنا و بقا اس کے ہر فعل میں ریا مشترک ہوتی ہے، اور صورت اتقا و ولایت صغریٰ میں اور حقیقت اتقا و ولایت کبریٰ میں اور کمال اتقا و کمالات نبوت میں حاصل ہوتی ہے، قبل فنا و بقا جو افعال نیک ہیں یا زائد کو نظر نہیں آتی یا اس کے خود علم کی خرابی ہے جیسے کہ ہر ایک مکان میں ہر وقت ذرا اڑتے رہتے ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں اور جوت

اس گمان میں کسی سورج یا دیکھی کے ذریعہ شعاع آفتاب پڑتی ہے تو اس نور آفتاب میں ذرات بالکل صاف نظر آتے ہیں اسی طرح قبل حصول ولایت اعمال میں یا نہیں دیکھتی، اور جب خانہ دل میں شعاع انوار الہی پڑتی ہے تو اعمال میں یا اور ہر فعل خیر و شر کی صاحب ولایت کو تئیر ہوتی ہے، جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اَلْقَوَا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ (درو، مومن کی فراست سے اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے،

اگکھی: کمالات اولوالعزم کے بعد راستہ قرب حق کا دوطرف جاتا ہے، ایک راستہ حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف اور دوسرا حقائق اللہ کی طرف، ان کمالات مذکورہ بالا اور حقائق اللہ و حقائق انبیاء علیہم السلام کی تصدیق ہزار ہا علماء اور صلحا حضرات مجددیہ نے تواتر کے ساتھ کی ہے اور جو لوگ ان کمالات سے مشرف نہیں ہوئے ہیں اور وہ لوگ حق پسند ہیں اور آیت شریف فَضَّلْنَا بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ ان کے پیش نظر ہے وہ ساکت ہیں، اور یقین کرتے ہیں اور بعض نا اہلوں نے حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام معرفت پر اعتراض کیا ہے، لیکن اس کا جواب حضرات مجددیہ نے کافی دیدیا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا ہے کہ اگر کسی کو تحقیقات ولایت دیکھنا ہے، تو حضرات نقشبندیہ کے رسائل و کتب دیکھے، کہ ان حضرات نے ولایت کی خوب تشریح فرمائی ہے۔

اطلاع: ایک ولایت بفتح الواو ہے اور ایک مکسر الواو، یعنی ولایت اور ولایت جو ولایت واو کے زیر کے ساتھ ہے، اس کا تعلق اور انکشاف انوار اسما و صفات الہی سے ہے اور جو ولایت واو کے زیر کے ساتھ ہے، اس کا تعلق زیادہ تر انکشاف حالات دنیا سے ہے صاحب ولایت مرتبہ میں صاحب ولایت سے بدجہا افضل ہے۔

فصل چوتھی دائرہ حقیقت میں

اس مقام میں سالک پر حقیقت کعبہ ربانی کے اسرار اور شان کبریائی کا اظہار ہوتا ہے جب حقیقت کعبہ ربانی میں سالک کو کامل ترقی ہوتی ہے تو تمام مخلوق کی عبادات و سجدہ اپنی طرف دیکھتا ہے، وہ عبادات و

ہوتی ہیں، لیکن سالک چونکہ اس حقیقت سے قریب ہوتا ہے اور اپنے کو اس حالت میں محو کر دیتا ہے جیسے کسی بادشاہ کے پاس کوئی نقیب چوہدار کھڑا ہو

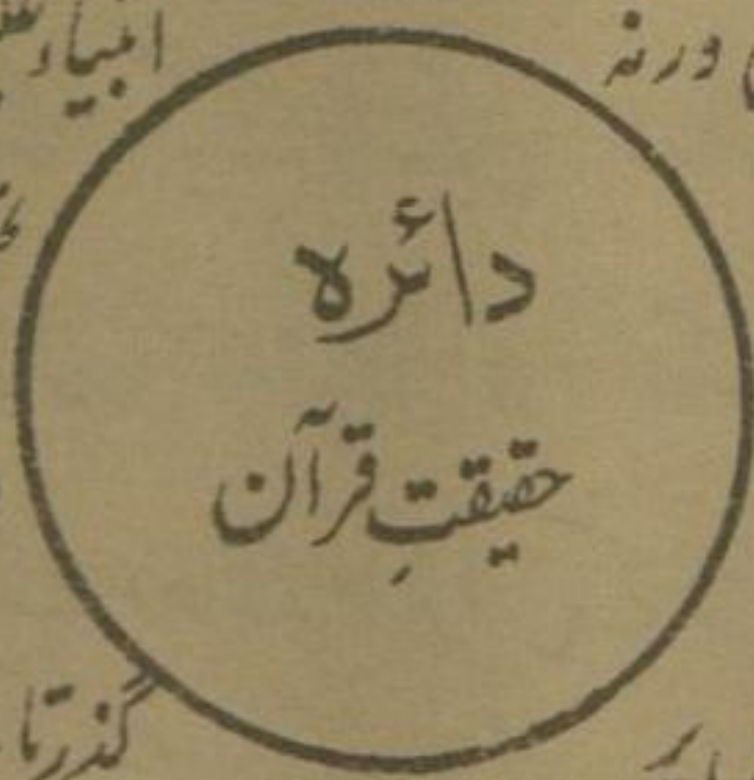


اور جو رؤسا اور رعایا حاضر و بارشاہی ہوں تو ان کا آداب و سلام حقیقتاً بادشاہ کو ہوتا ہے نقیب چوہدار کو نہیں ہوتا، مگر وجہ قرب شاہ اور سمت ہونے کے سلامیوں کا رخ اسی طرف ہوتا ہے، یا جیسے دو آدمی ایک آگے اور ایک پیچھے جاتے ہیں اور ان کے سامنے سے جو شخص آتا ہو وہ سلام سامنے سے آنے والوں میں سے پیچھے آدمی کو کرتا ہے، لیکن آگے والا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص مجھ کو سلام کر رہا ہے، حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے، اسی طرح اس مقام کا سالک مخلوق کی عبادات اور سجدہ کو اپنی طرف دیکھتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ حقیقتاً سجدہ و عبادات اللہ کے لئے ہوتے ہیں، نہ کہ اس سالک کے لئے، لیکن علم کی غلطی سے وہ اپنی طرف سمجھتا ہے،

فصل پانچویں در حقیقت قرآن میں

بندہ خاص جب اس مقام حقیقت قرآن سے مشرف ہوتا ہے اور کلام قدیم اور اسکے انوار و اسرار و برکات سے متمتع ہوتا ہے تو ہر حرف قرآن پاک کو دریائے ذخائر و بے کناریاں ہو اور اللہ تعالیٰ اس بندہ خاص سے بھی کلام فرماتا ہے کہ جس کلام کی حقیقت اور ماہیت انبیاء کو وہی جانتا ہے، دوسرا اس سے واقف نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسا کلام فرمایا کہ اُس کو نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا" اور حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دو مرتبہ میں نے خدا کا کلام سنا ہے، لیکن اُس میں نہ حرف ہے نہ صوت (آواز)" حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عارف اکمل سے اللہ تعالیٰ ایسا کلام فرماتا ہے کہ وہ کلام پھر دوسروں سے نہیں فرماتا"

اس شرح سے یہ بات صاف ہو گئی ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دیگر عرفاء کے مرتبہ کی تنقیص واقع ہوتی تھی اور جو حالت خاتم النبیین صلعم پر ثقالت کی بروقت نزول بھی عکسی طور پر اس بندہ خاص پر گذرتا ہے اور سینہ اس بندہ خاص کا



کلام ربانی کی فہمید کے واسطے نہایت وسیع ہو جاتا ہے اور اسرار حروف مقطعات القرآن و طے و لیس وغیرہ سے اپنی لیاقت کے موافق واقف ہوتا ہے، اور سورہ القرآن شرح و سورہ اقرآن کے فیضان سے مشرف ہوتا ہے

ذوق ایں نے نشا سی بخدا تا نہ چشی (خدا کی قسم تو اس شراب کے مزہ سے اس وقت تک قنہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ نہ چکے)

فصل چھٹی دائرہ حقیقتِ صلوٰۃ میں

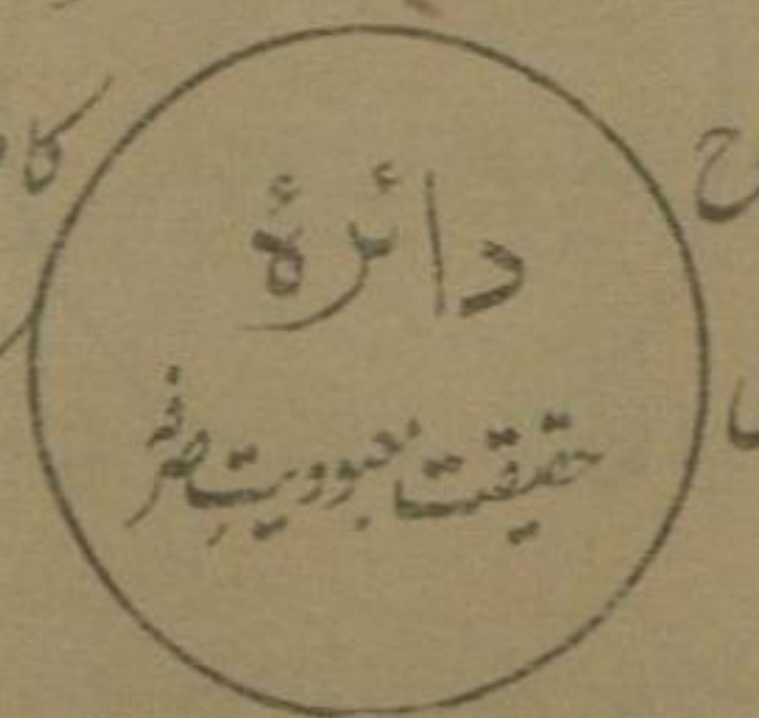
مقام حقیقتِ صلوٰۃ ایسا مقام ہے کہ بلا پردہ بندہ کے سامنے رب اور رب کے سامنے بندہ ہوتا ہے، اور کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں ہوتی اور اس مقام کے عارف پر الصلوٰۃ معراج المؤمنین اور قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کے اسرار کھلتے ہیں اور جو رویت حق عالم آخرت میں نصیب ہوگی اُس کا نمونہ نماز میں میسر ہوتا ہے اور جو اسرار علوم اور انوار و برکات سے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرف ہوئے تھے اس کی اتباع اور اس کے عکس سے یہ بندہ خاص بھی مشرف ہوتا ہے اور اس بندہ خاص کی ایک رکعت اور دس کی لاکھوں رکعت سے بہتر ہے، اسی معنی میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،



ایک رکعت اور دس رکعت تو صد ہزار بہتر از تو بہتر ست لے نابکار
اسکی ایک رکعت تیری لاکھوں رکعتوں کا بہتر ہے، اسے ناکارہ انسان

فصل ساتویں دائرہ حقیقتِ معبودیت میں

یہ مقام نہایت عالی مقام ہے، یہاں ترقی قدمی نہیں صرف ترقی نظری ہے، یعنی قدم روح بھی یہاں آگے نہیں بڑھ سکتا، صرف نظر روح بھی گزر نہ ہوا اس میں علم قال
کام دیتی ہے، جس مقام میں روح کا کام کیا گزر ہو سکتا ہے۔



باب پانچواں

فصل اول دائرہ حقیقت ابراہیمی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل فرمایا، خلیل اسکو کہتے ہیں جو نہایت رازدار دوست ہو، آپ کی رازداری جو رب کیساتھ تھی، اس سے فرشتے واقف نہ تھے، اس کا اظہار فرشتوں پر اور خلق پر اس وقت ہوا کہ جب آتش نمرود میں آپ گئے ہے تھے اور کسی فرشتہ سے یا اور کسی سے کسی قسم کی اعانت نہ چاہی اور دوست ازواج حقیقی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ یا بروقت قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کی رازداری جو رب کے ساتھ تھی اس سے کچھ واقف ہوئے، مقام خلعت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم نہایت غالب ہے آپ مرتبہ خلعت میں خاص شان رکھتے ہیں ترقی اس مقام میں کثرت و عدد نماز میں پڑھی جاتی ہے، سالک اس مقام کا اپنی حیثیت کے موافق مرتبہ مشرف ہوتا ہے اور اس سالک کی ہے اور تمام خلق سے حقیقتاً بے تعلق ہو جاتا ہے، بموجب اس آیت شریفِ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ

دائرہ

حقیقت ابراہیمی

خلعت کے انوار و برکات سے

نماز میں پڑھی جاتی ہے، سالک اس

مشرف ہوتا ہے اور اس سالک کی

ہے اور تمام خلق سے حقیقتاً بے تعلق ہو جاتا ہے، بموجب اس آیت شریفِ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ

لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَفَّا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

فصل دسری دائرہ حقیقت موسوی میں

بعد ختم سیر دائرہ حقیقت ابراہیمی سیر دائرہ حقیقت موسوی میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رب العالمین کو جو محبت خاص تھی کہ جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رب العالمین سے کوہ طور پر ایسے کلام بے خوف اور بوجہ ناز برداری کے عرض کیا کرتے تھے کہ جو کلام ثایان عبدیت نہ ہوتا، اور اس قدر کرم رب العالمین کا تھا کہ وہ اس کا خیال بعض وقت نہیں رکھا کرتے تھے، جیسے کسی نے کہا ہے ع
کرہائے تو مارا کر دگستاخ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

الانبیاء والمرسلین خصوصاً

سے ہوتی ہے۔

اس مقام میں ترقی کثرت درود

واصحابہ وعلیٰ جمیع

علیٰ کلیمک موسیٰ

دائرہ

حقیقت موسوی

فصل تیسری دائرہ حقیقت محمدی میں

اس مقام کو حقیقت احقاق "اور حقیقت مجہزی" بھی کہتے ہیں، علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی تمام مخلوقات کی حقیقت اور تعلق اس مقام میں ان کمالات سے ہے، جن کا تعلق حضور کے جسم اطہر سے ہے، اور یہ جسم پاک وہ ہی کہ جو شب معراج میں رب کے نزدیک عرش معلیٰ پر پہنچا

یہ جسم نورانی وہ ہے کہ جس کے قرب اور رفعت کے مقابلہ میں حضرت جبریل علیہ السلام
مقام سدرۃ المنتہی پر پھٹ کر اور یہ کہہ کر رہ گئے،

اگر ایک سبر ہوئے برتر پریم فروغ تجلی بسوز و پریم

اگر میں ایک بال کے برابر بھی زیادہ بڑھوں تو تجلی ذات بخت میرے پر پرواز جلاؤ لے

یہ جسم لطیف وہ ہے کہ جس نے رب کے نزدیک اس قدر قرب حاصل کی تھی کہ جسکو خلعت

وَقَابَ قَسِيْنٌ اَوْ اَدْنٰی وَاَدْنٰی فَتَدَلٰی وَمَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ملا ہے اور یہ جسم

شریف وہ ہے جس کا سایہ نہ تھا، یہ جسم مطہر وہ ہے کہ جس پر ہر شجر و حجر سلام و درود بھیجتے تھے،

یہ جسم الطیف یہ جسم مبارک وہ ہے کہ جس پر خود خدا درود بھیجتا ہے اور یہ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَا

اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا

(بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی (کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پر اسے مومنو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو) صاحب اس مقام کا اپنے کو اور خاتم النبیین صلعم کو

دیکھتا ہے کہ میں اور آپ ایک ہی چشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں اور میں اور حضور ہم آغوش ہم کنار

ہیں اور ہم ایک ہی لیٹر پر ہیں اور ہم دونوں مثال شیر و شکر ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس قدر محبت ہوتی ہے کہ خدا کی محبت پر بھی آپ کی محبت غالب آجاتی ہے، چنانچہ حضرت امام مانی

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جب اس مقام حقیقت محمدی سے شرف ہوئے تو اُنکے حال میں یہ فرمایا

کرتے تھے کہ "اللہ کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے کہ وہ رب ہے محمد کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم، غرضکہ

اس مقام کا افحام و اکرام خداوندی ایسا ہوتا ہے کہ جس کے لکھنے سے مستلم قاصر ہے اور بیان کرنے

سے زبان عاجز، اور خیال اپنی رسائی میں سرنگوں ہے۔

فصل چوتھی دائرہ حقیقت احمدی میں

یہ مقام حقیقت احمدی بڑا جلیل القدر اور عالی مقام ہے، اس میں عجیب و غریب عنایت

الہی اور تجلیات ذات نامتناہی سے مشرف ہوتا ہے اور اس دائرہ حقیقت

احمدی کا تعلق آپ کی روح اقدس سے ہے جس قدر کہ روح

میں اور جسم میں لطافت اور قدامت میں فرق ہے، اسی قدر

ظہور تجلیات ذات میں فرق ہے اس کے حالات میں کوئی کیا کہے اور کیا مٹے!

دائرہ

حقیقت احمدی

فصل پانچویں دائرہ حُب صرفہ میں

یہ مقام حقیقت احمدی کے بعد ہے، اس مقام میں سیر نظری روحی ہے، سیر تدری

روحی مسدود ہے، یہ مقام وہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے حبیب پاک

صلعم کو پیدا کروں اور آپ کی ذات سے تمام مخلوقات کو تو فرمایا کن یا محمد صلی اللہ

علیہ وسلم پس آپ کی ذات مبارک ظاہر ہو گئی، اس کی طرف حدیث

شریف میں ارشاد ہے کُنْتُ شرف میں وارد ہوا ہے،

حدیث میں وارد ہوا ہے، انہی کے یہ مقام مخصوص ہے، نبی کریم علیہ

الخر یہ مقام مخصوص ہے، نبی کریم علیہ السلام کو رسائی نہیں، اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے

دائرہ

حُب صرفہ

کنزاً مخفیاً الخ اور دوسری

لَوْلَاكَ لَمْ أَخْلَقْتُ الْاَفْلَاقَ

التحیۃ والتسلیم کے واسطے، اس میں کسی نبی

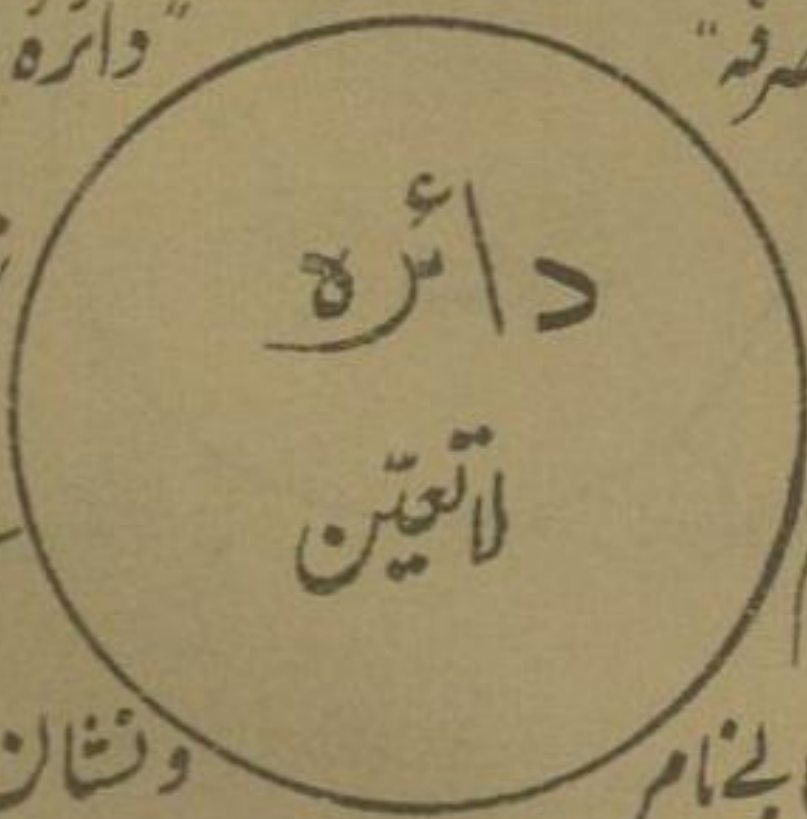
اور فرشتہ مقرب علیہم السلام کو رسائی نہیں، اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے

لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ الْخ (ع)

”تسلم این جا رسید سرشبکت“

فصل چھٹی دائرہ لاتعین میں

بعد طے دائرہ ”حب صرفہ“
 اس جگہ ترقی نظری ہے، قدمی
 بَشِيرُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لیکن بے نام
 خبر مولانا جامی دیتے ہیں،
 ”دائرہ لاتعین“ میں ترقی ہوتی ہے
 نہیں، اور یہ مقام بھی مخصوص
 ہے، اور یہ مقام وہ ہے کہ جو
 و نشان بے وہم و گمان ہے جس کی



بنام آنکہ آن نامے نہ دارد
 بہر نامے کہ خوانی سر برآرد
 اس ذات کے نام سے شروع کرتا ہوں کہ جبکہ کوئی نام نہیں (لیکن) جس نام و صفت کے
 اُس کو پکارو وہ اُس سے بالاتر اور برتر ہے،

اللہ تعالیٰ خود کلام پاک میں فرماتا ہے بَسْمَلًا نَحْنُ تَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ (پاک ہو اور برتر

ہے وہ ذات اُس تعریف اور وصف سے جس سے لوگ اُس کو موصوف کرتے ہیں،

فصل ساتویں دائرہ سیف قاطع

دائرہ منصب قیومیست میں

دائرہ سیف قاطع ”داخل سلوک نہیں، بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں اور یہ دائرہ

سیف قاطع "ولایت کبریٰ" کے محاذ (مقابل) ہے اور دائرہ منصب قیومیت کا بھی داخل ہو کر
 نہیں، جیسے دائرہ سیف قاطع محاذ ولایت کبریٰ ہے، اسی طرح "دائرہ منصب قیومیت
 دائرہ کمالات اولوالعزم" سے نکلتا ہے، اس مرتبہ منصب قیومیت
 سے خاص انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 اولیاء مشرف ہوتے ہیں اس
 کا فیضان نازل ہوتا ہے، اور اس
 کی ذات سے تمام زمین و آسمان
 کا قیام رہتا ہے،

بَاحِجُ ط

فصل اول پیر کو مرید سے پچھاؤ کرنے میں

جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے لطیف پیرانِ عظام رحمۃ اللہ علیہم جمعین بعد فنا و بقا اجازت
 طریقہ مرشد کامل سے ولادے تو چاہیے کہ ہر معاملہ میں پیرانِ کبار کی تقلید کرے اور انکی کتابوں
 کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق ہر کام کو کرتا ہے، اپنی تحقیقات علمی یا کشفی یا الہامی پر بھروسہ
 نہ کرے، کیونکہ ائمہ طریقت کا قول و فعل مقلدین کے قول و فعل کا امام ہے، جیسے کسی کا ارشاد ہے
 کلام الملوک ملوک الامم علاوہ اس کے ائمہ طریقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جمعین

کی تحقیقات اور ارشادات کی تصدیق و تائید تواتر کے ساتھ ہزاروں علماء اور صلحاء کر چکے ہیں کہ جنہیں سے ایک کی طرف بھی خیال کذب نہیں ہو سکتا، مثلاً امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اور جو کسی کو کشف یا الہام ہوتا ہے یا ہو تو اس کی تصدیق سوائے اسکے نفس اور عقل کے کوئی نہیں کرتا، تو ایسے ائمہ کے مصدقہ کلام کو چھو کر غیر مصدقہ پر چلنا سراسر دھوکہ ہے، اپنے مریدوں کے ساتھ نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ پیش آئے، اور مصداق اس آیت شریف کا بنے، لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (تمہارے پاس رسول (پیغمبر) آئے تمہیں میں سے جو کہ تمہاری ذاتوں کو عزیز رکھتے ہیں، اور تمہاری بھلائی اور نیکی میں تم پر حرصیں ہیں، اور ایمان والوں کے ساتھ مہربان اور رحم کرنے والے ہیں) اور اپنا کام طالب سے نہ لے جتیک کہ اس میں محبت خدا غالب نہ آجائے، کیونکہ جب محبت ہوتی ہے تو ہر کام سخت آسان معلوم ہوتا ہے، اور بلا محبت ہر آسان کام سخت معلوم ہوتا ہے، اگر کسی طالب کے کام لیا اور وہ گھبرا کر بھاگ گیا تو حشر میں مواخذہ ہوگا، کہ میرا طالب تیرے پاس آیا اور تو نے اپنا کام لے کر اس کو بھگا دیا اور اس مضمون کا وہ پیر مستحق ہوگا، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ چرواہے اور موسیٰ علیہ السلام کی حکایت میں فرماتے ہیں،

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لیے آیا ہے! نہ کہ جدا کرنے کے لئے

بلکہ ہو سکے تو خود طالب کی خدمت ہاتھ پاؤں زبان روپیہ وغیرہ سے کرے اور اگر ہو سکے تو مرید کے انتقال کے بعد اس کے اہل و عیال کی بھی روپیہ پیسہ سے اور ہر قسم کی خدمت کرے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی یا داؤد اذ سرایت طالباً

فَلَنْ لَنَا خَادِمًا (یعنی اے داؤد! جب تو میرے طالب کو دیکھے تو اُس کا خادم ہو جا)۔
 حضرت مرزا مظہر جانان شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک طالب میں جذب پیدا نہ ہو
 اُس کو مثل شیر کے سمجھے، یعنی اس سے خدمت لینے سے دور بھاگے، بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کبھی کفار کے واسطے بھی بددعا نہیں کی، تو پیر کو چاہیے کہ مرید اور مسلمان کے واسطے بھی کبھی بددعا نہ
 کرے، طلبہ حق سے خصوصاً اور مسلمانوں اور غیر قوموں سے عموماً نہایت خلق سے پیش آئے اور انکی
 باتیں جو اُس کی مرضی کے خلاف ہوں اُن پر غصہ نہ ہو بلکہ معاف کرے، اور ان کے حق میں
 دعائے خیر کرے، جیسے اپنی اولاد کی خطاؤں پر درگزر کرتا ہے، ویسا ہی معاملہ مریدوں سے
 برتنا چاہیے، حضرت مرزا مظہر جانان شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سید
 نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید نے برا بھلا کہا اور گالیاں دیں مگر آپ نے جواب نہ دیا اور
 دوسرے وقت وہ جماعت مخلصین میں توجہ لینے کو حلقہ میں آ بیٹھا، میں نے چاہا کہ اسکو سزا دوں
 تو آپ نے منع فرمایا اور مثل دیگر مخلصوں کے اُسکو توجہ دی، میں نے عرض کیا کہ حضرت نے مثل
 مخلصوں کے اس کو توجہ دی، اسکا کیا سبب؟ تو آپ نے فرمایا: اے مرزا صاحب اگر میں اسکو توجہ
 نہ دیتا تو خداوند تعالیٰ جب مجھ سے خسر میں پوچھتا کہ تیرے سینہ میں ہم نے نور ہدایت عطا کیا تو نے اس
 سے ہمارے بندہ کو کیوں محروم کر دیا تو میں کیا جواب دیتا؟ کیا یہ کہتا کہ اسنے مجھے گالیاں دیں ہیں
 اور یہ جواب کب قبول ہوتا سبحان اللہ یہ ہے درویشی! جیسے از روئے شرع (وسلہ شرعی)
 اپنے اہل و عیال کے حقوق کو مقدم رکھ کر دوسرے غیر مستحق کو روپیہ کپڑا وغیرہ دینا ناپسند کرتا ہے
 اسی طرح غریب مریدوں کے اہل و عیال کے حقوق کو مقدم سمجھ کر ان سے کچھ نہ لے، تاکہ اہل حقوق
 کی حق تلفی نہ ہو، اور مواخذہ عاقبت سے پیر و مرید دونوں بچیں، کیونکہ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بننا
 ہے تو اپنے خلق کو اور ہر معاملہ کو ناسب کر کے دکھانا چاہیے اور نمونہ اس آیت کا وَ اِنَّكَ

لعلی خلق عظیم ہونا چاہیے، حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

اے برادرِ حسنہ درواری تمام نرم و شیریں گوئے بامردم کلام

اے عزیز اگر تو مکمل عقل رکھتا ہے (تو) لوگوں سے ہمیشہ نرم اور میٹھی باتیں کر

ہر کہ با شد تلخ گوئے ترش و دوتال از دے بگرداندرے

جو شخص کہ بد مزاج اور کڑوی باتیں کہے (اس سے) دوست بھی منہ پھیرنے لگیں گے

جیسے پیر اپنی بیوی اور بہنوں اور بیٹیوں کا پردہ مریدوں سے کرنا مناسب سمجھتا ہے اسی

طرح مرید عورتوں سے پردہ کرنا چاہیے، اور پردہ کی ہمیشہ احتیاط رکھے اور اپنے مریدوں کو پردہ

کے معاملہ میں تاکید کرتا رہے کیونکہ بیعت ہونا سنت ہے اور پردہ فرض ہے، جب پردہ نہ کیا،

اور ترک فرض کیا تو سنت بیعت کیسے قائم اور فائدہ بخش رہ سکے گی؛ نامحرم عورت سے پردہ نہ ہونا

بہت سی خرابیاں پیدا کرتا ہے، نفس شیطان سے کسی کو اطمینان نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے چنانچہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عینہ عنہما ایک مکان میں یہ دونوں باپ اور بیٹی بیٹھے ہوئے تھے، اور یہ دونوں ذات مبارکہ میں کس جن کی

پاکیزگی اور بزرگی میں قرآن پاک میں کئی جگہ آیات نازل ہوئی ہیں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان دونوں کو تنہا بیٹھا دیکھ کر یہ فرمایا کہ اے ابو بکر شیطان دور نہیں ہے، تنہا بیٹی کے پاس بھی

نہ بیٹھا کرو، بلکہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے لیا کرو، جو پیر پردہ نہیں کرتے وہ نہایت خطرہ اور اندیشہ

میں ہیں، سوال کسی چیز کا کسی سے نہ کرے، اگر کوئی خود بخود کوئی شے پیش کرے تو اسکو واپس بھی

نہ کرے بشرطیکہ وہ شے اسکی تحقیق میں حرام نہ ہو، جب پیر ایسا معاملہ مریدوں سے برتے گا، تو مریدوں

کو خواہ مخواہ محبت ہوگی، اور جب محبت ہوگی تو اس کو جلد ترقی ہوگی، جب کوئی شخص بیعت

ہونے کو آئے تو اس مرید کے ذریعہ سے اللہ کی جناب میں اپنی گناہوں کی بخشش اور فتوحات

دارین کی دعا کرے، اور اپنے کو ہمیشہ مریدوں اور غیر مریدوں پر ترجیح نہ دے، نہ معلوم عاقبت
 میں کون اچھا ہو؛ کیسا ہی مسلمان گنہگار ہو اُس پر اپنی ذات کو ترجیح دینا حرام ہے، مرید کی
 قوت جسمانی و تعلقات دنیوی و حالت بلغمی و خشکی و تقاضائے عمر وغیرہ پر لحاظ کر کے اس قدر ذکر
 اذکار و وظائف تعلیم کرے کہ جسکو وہ باسانی لطیف خاطر و زمرہ ادا کر لیا کرے مرید کو ہر و پاس
 نہ رکھے کہ اس میں اندیشہ کمی محبت اور خلاف عادت کی وجہ سے بیزاری کا باعث ہوگا، کیونکہ تھکوں
 میں فرق ہے، اسی طرح ہر انسان کی عادتوں میں بھی فرق ہوتا ہے، اسی طرح ہر وقت پیر بھی
 مرید کے پاس نہ رہے، مرید کے معاملات خانہ داری و خرچ اخراجات میں دخل نہ دے، کیونکہ ہر
 شخص اپنے ضروری اور غیر ضروری اخراجات کو خوب جانتا ہے، اگر یہ اپنے مرید کو یا کسی مسلمان
 کو باتباع آیت شریف کَلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (کھا
 پیو لیکن فضول خرچ مت کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچ کو دوست نہیں رکھتا) ہدایت
 کرنا چاہتا ہے تو تذکرۂ و حکایت سمجھا دے، ذکر حق و فکر حق کی طرف زیادہ رغبت دلائے
 جب ذکر حق و فکر حق غالب جائیگا تو مرید کی سب برائیاں خود بخود دور ہو جائیں گی، اور سب
 بھلائیاں اس میں پیدا ہو جائیں گی، اور کوئی بات ایسی نہ کرنا چاہیے کہ مخلوقات کی نفرت کا باعث
 ہو اور مرید و مکی نظر میں ذلت و خواری ہو اور مریدوں میں زیادہ خلا ملانے ہو، اور فضول باتیں
 حکایتیں بیان نہ کرنا چاہیے، اس سے رعب اب شیخی میں فرق آتا ہے، اور جب مریدوں کے دل
 میں شیخ کی وقعت اور ہیبت اور آداب نہ ہوگا تو فائدہ نہیں ہو سکتا

فصل دومی بیعت اور توجہ دینے کے بیان میں

جب کوئی خدا کا طالب بیعت کیلئے آئے تو اسکو حکم استخارہ کرے اور خود بھی استخارہ کرے

بحالت اطمینان طرفین کے پھر بیعت کرے، لیکن قبل بیعت کے یہ ضرور کہہ دے کہ فلاں فلاں
 بزرگ اس شہر میں ہیں اُن سے ملو اور مجھ سے وہ ہر طرح بہتر ہیں جب طالب مصر ہو کہ میں تو
 آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کروں گا تو پھر انکار نہ کرے، کیونکہ زیادہ انکار کر نیسے طالب کا دل
 پتھر مردہ ہوتا ہے اور بعض طالب مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں، بیعت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 اور پیرانِ عظام کی ارواح طیبات کو اکھٹے شریف اور تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ یا
 عدد سے قل ھو اللہ شریف پڑھ کر بخشنے اور ان کے توسل سے اپنے اور طالب کے واسطے فتوحات
 ظاہری و باطنی جناب الہی سے چاہے اور آپ قبلہ رو ہو کر با وضو بیٹھے، اور مرید کو با وضو اپنے سامنے
 منھ کر کے اور کعبہ شریف کی طرف اس کی پیٹھ کر کے دو زانو بٹھلائے، پہلے کل شہادت اور استغفار
 تین تین مرتبہ خود بھی پڑھے اور مرید کو بھی اسی کے پڑھنے کا حکم کرے، جب چکے تو مرید کا یہ ہاتھ
 اپنے سیدھے ہاتھ میں اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے اور اپنے کو ذلیل و خوار اور رُئیہ سمجھ کر
 سجا اپنے اپنے پیر یا امام طریقہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
 کر کے مرید سے کہے تو کہہ کہ قبول کیا میں نے طریقہ نقشبندیہ یا جس سلسلہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے، اور یہ
 الفاظ تین مرتبہ خود کہے، تاکہ مرید سن کر ان الفاظ کو ادا کرے اور پھر اس کے بعد انگشت شہادت سے
 طالب کے دل پر اسم ذات لکھ دے، یہ لکھنا اسم ذات کا کسی سیاہی یا رنگ سے نہ ہوگا، بلکہ انگشت
 شہادت سے اسم ذات میں جیسے حرف ہوتے ہیں ان حروف پر صرف انگلی پھیری جائیگی پھر طالب
 کو ہدایت کرے کہ وہ اپنے دل سے بقوت خیال اسم اللہ جاری کرے اور منہ بند ہے اور آواز
 نہ نکلے اور زبان حرکت نہ کرے اور طالب سے کہے کہ تو اپنی آنکھیں بند کر کے یہ ذکر دل سے جاری کر
 اور شیخ طالب کے دل کی طرف متوجہ ہو کر اور ہمّت باطنی سے نور باطنی اپنے قلب اُس کے قلب
 میں ڈالنے توجہ کی اصل وہ تفسیر ہے کہ جب سورہ استرا نازل ہوئی تو جبریل علیہ السلام خاتم النبیین

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین مرتبہ اپنے سینہ سے لگا کر دیا۔ تیسری مرتبہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھنے لگے، علاوہ اس کے توجہ کی اصل وہ حدیث شریف ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 ابو ہریرہؓ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ بچھاؤ بچھاؤ چادر اپنی، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے بوجہ ارشاد
 چادر اپنی بچھا دی اور حضورؐ نے اس چادر میں تین مرتبہ تین لب اپنے سینہ اقدس کی طرف سے بھر بھر کر
 اس میں ڈالے، پھر فرمایا حضورؐ نے کہ اے ابو ہریرہؓ باندھ لے، پس انھوں نے اس چادر کو باندھ
 لیا، فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ اُس روز سے نہ بھولائیں کوئی بات جو سنائیں نے برابر یاد رہا مجھ کو
 علاوہ اس کے اور احادیث شریف سے بھی توجہ اور اتقا کی اصلیت ثابت ہے، اور خیال کر
 کہ نور دل حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہے، اور اولیائے کبار کے سینوں میں ہوا
 ہوا علی قدر مراتب سلسلہ یعنی قلب میں ہوتا ہوا سرایت کرتا ہوا میرے قلب میں آتا ہے اور میرے
 قلب سے قلب طالب میں جاتا ہے، میرے قلب سے مراد وہ قلب ہے کہ جس کو اس پیر نے اپنی جگہ
 قائم کر رکھا ہے اور اپنے کو بُرا اور ناکارہ جان کر علیحدہ کر دیا ہے، اس کو توجہ کہتے ہیں اسطرح ہر لطیف
 اور ہر مقام کی توجہ طالب کو دینا چاہیئے اور اسی طریقہ سے توجہ دیتا ہے، یہاں تک کہ طالب
 کا دل ذکر اللہ سے جاری ہو جائے اور توجہ کم سے کم تین ہفتہ تک طالب کو دے اور زیادہ جس قدر
 ہو سکے بہتر ہے، اور طریقہ عورتوں کے معیت کرنے کا یہ ہے کہ عورت پردہ میں ہو سامنے نہ ہو جو الفاظ
 مردوں سے کہلوئے جائیں گے وہی عورتوں سے لیکن اتنا فرق ہوگا کہ عورت کا نہ ہاتھ پکڑا جائیگا اور نہ
 اسکے قلب پر انگشت شہادت کے اسم ذات لکھا جائے گا، اسم ذات صرف قوت خیال سے عورت کے
 قلب پر لکھنا چاہیئے، اور عورتوں کا صرف زبانی اقرار کافی ہوگا اور بروقت معیت مستورات کے
 اگر عورت کا محرم داخل سلسلہ ہے تو اس کو اپنے اور عورت کے درمیان میں بٹھالیا جائے اور اگر
 داخل سلسلہ نہیں ہے تو اُس کو اپنے سامنے اتنی دور بٹھایا جائے کہ وہ تلقین کے الفاظ کو نہ سن سکے

اور جیسے پیر کو مریدہ عورت نامحرم کا دیکھنا ناجائز ہے، اسی طرح عورت نامحرم کو بھی پیر کا دیکھنا
 جائز نہیں اور عورت کو بجاالت حیض و نفاس بھی بیت کرنا جائز ہے کیونکہ مقصود بیت تو بہ کارنا اور تزکیہ
 نفس ہے، پہلے زمانہ میں جن بزرگوں کی روح پیدائشی قوی تھی، جیسے حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین
 عبدالقادر جیلانی و حضرت خواجہ نقشبند و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت خواجہ مجدد الف ثانی
 و حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، یہ بزرگوار باوجود پیدائشی دلی ہونے کے
 بیس بیس تیس تیس برس اپنے شیخ کی خدمت میں رہے ہیں اور ذکر و فکر خدا اور خدمت شیخ کی ہے
 اسی واسطے یہ بزرگ بڑے بڑے پایہ کے گذرے ہیں اور ہر سلسلہ کے پیشوا اور مہتمما اور توسل اہل میں
 اور جیسے وہ تھے ویسے ہی ان کے پیر بھی زبردست تھے، اب ایسے طلبہ ہیں، اور نہ ایسے شیخ، نہ اتنا
 زمانہ طلب میں صرف کرتے ہیں نہ ویسا خلوص اور نہ زمانہ قرب نبوت، اب جو کچھ تھوڑے زمانہ میں
 تھوڑی ریاضت میں طلبہ کو فیض اور نور باطنی ملتا ہے، یہ سب فضل خدا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 اور پیران عظام کا صدقہ اور توسل ہے، طالب کی ہمت کو بلند کرنا چاہیئے، ایسی بات کہنی چاہیئے کہ
 جس سے طالب یوں ہو کر طلب حق سے باز رہ جائے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے روز بروز ہر معاملہ میں
 آسانی بموجب ارشاد لا یكلف اللہ نفساً الاکثر و سعهما (اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کی طاقت
 اور قوت کے اندازہ سے تکلیف دیتا ہے) فرماتا ہے، اور نہ چند خواہوں، یا کشف، یا انوار لطائف نظر
 آئیے طالب کو کمال حاصل ہونے یا تعریف کرنے سے نہ باور کرے اور نہ اجازت کم از کم سلطان
 الاذکار حاصل ہونے سے پہلے دے اور اجازت طریقہ غیب کے نہ ہو جائے تب تک نہ دے، اور اجازت
 دینے میں جلدی نہ کرے، ظاہر میں تابع سنت باطن میں ولایت صغریٰ اور یا سلطان الاذکار
 اسکو حاصل ہو اور صحبت بھی عرصہ تک رہی ہو، اور معاملات شرعیہ و طریقیہ میں اسکو استقامت
 نصیب ہو، ہر معاملہ میں مرید کو بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامور وسطھا

اعتدال پر کار بند ہونے کا حکم کرے، قلب کے اجراء میں جہاں تک ہو سکے پیر و مرید دونوں کو شاں رہیں، قلب تمام مقامات کا مرکز ہے، جس قدر قوت ذکر قلبی میں ہوگی اسی قدر ہر مقام میں ترقی اور قوت ہوگی اور ذکر قلبی اگر قوی ہوگا تو حالات سلطان الاذکار کے بھی زیادہ متکشف ہوں گے اور سلطان الاذکار اگر قوی ہوگا تو انشاء اللہ ولایت صغریٰ بھی نہایت قوی ہوگی۔ اور ولایت صغریٰ تمام مقامات عالیہ کی سیڑھی اور کنجی ہے، جب طالب ذکر قلبی نہایت قوی ہو جائے تو چاہیے کہ لطیفہ نفس کی نور باطن سے پرورش کرے، جب لطیفہ نفس پر اثر ذکر کا قوی ہوگا تو درمیانی لطیفہ روح خفی اور اخفی خود بخود متور اور ذاکر ہو جائیں گے اور سلطان الاذکار جاری ہو جائیگا۔ یہ طریقہ اختصار عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اسی طرح سلطان الاذکار کو نہایت قوی ہونے دے، یہاں تک کہ غلاوہ جسم کے تمام شجر و درود و یار ذرہ ذرہ اور آسمان و زمین اور دیگر مخلوقات سے آواز ذکر کی طالب کو آنے لگے، جب سلطان الاذکار قوی ہو جائے گا تو نور ولایت صغریٰ بہت جلد اثر کرے گا اور بلا کسی تعلیم کے حال مقام ہمہ دست کا اسپر طاری ہو جائے گا اور اسی طرح ولایت صغریٰ کو مثل ذکر قلبی سلطان الاذکار کے خوب قوی اور بچتہ ہونے دے، یہاں تک کہ علم سنا میں غیریت اٹھ جائے، بلا اس فنا و بقا کے آگے مقامات میں ترقی نہیں ہوتی، جیسے مولنا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

بچ کس رات نہ گرد و اس فنا نیست رہ در بار گاہ کبریا

جب تک کسی آدمی کو یہ نیست نہ ہو (اُسوقت) اُس کو بارگاہ انبوی کا راستہ نہیں ملتا

فصل تیسری اس بیان میں مرید کیا کرنا چاہئے

بعد بیت ہونے کے جو کچھ شیخ تعلیم فرمائے اُس کو اور اتباع سنت کو خوب مضبوط پکڑے

اور شب و روز اس میں مشغول رہے اور جس قدر محبت پیر سے زیادہ ہوگی، اسی قدر ترقی جلد ہوگی
چنانچہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فقر نے جو کچھ پایا ہے وہ اپنے پیروں
کے غلبہ محبت سے پایا ہے" اور جو کچھ اور ادو وظائف سعیت سے پہلے پڑھتا ہو اس سب کو پیر پر
ظاہر کر دے، جس چیز کے واسطے پیر منع کر دے اُسکو چھوڑ دے، اور جس کی اجازت دے اُس کو پڑھے
اور جس معاملہ میں پیر ساکت رہے اس میں بار بار کہنا اور حسبِ مشاء اس معاملہ کا طے ہونا یا طے کرانا
نہیں چاہیئے، اس میں نقصان کی صورت ہے، مرید مثل بیمار کے ہے، اور پیر مثل حکیم کے، لہذا جو
دوا اور پیر بتلائے اسی پر عمل کرنا چاہیئے، پیر کے کہنے سے کسی معاملہ میں اپنی طرف سے زیادتی کمی نہ
کرے اگر ذکر فکر یا وظائف میں ذرا زیادتی یا کمی کیجائیگی تو فائدہ ہرگز نہیں ہوگا، جو بات سمجھ میں آئے
اُس کو دریافت کر لے، اسی معاملہ سختی اتباع میں حضرت حاکم شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

یہ مے سجادہ رنگین کن اگر پیر مغال گوید کہ سالک بخیل بنود ز راہ و رسم منزلہا
جائے نماز کو شراب میں رنگ لے اگر پیر مغال کہے کیونکہ سالک راہ حق کی منزل کے راہ و رسم بخیل بنود

اور حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

از اطاعت شیخ خود قاصر مشو، بھجو موئی زیرِ حکمِ خضر شو

پیر کی خدمت میں با ادب رہنا چاہیئے کہ جس کا ذکر بابِ اول کی چھٹی فصل میں آچکا ہے
پیر کی خدمت میں سوائے ذکر فکر کے اور کسی طرف مخاطب نہونا چاہیئے بلکہ یہ بہتر ہوگا کہ بجائے
ذکر و فکر کے اگر اپنے دل کو پیر کے قلب کی طرف کر کے ہمہ تن اس خیال میں مشغول رہے کہ قلب
شیخ سے میرِ قلب میں نورِ باطن آ رہا ہے، اس سے جلد ترقی ہوتی ہے، پیر کی خدمت میں زیادہ بات
نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ خاموش رہنا افضل ہے، تاکہ تو حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
کے اس ارشاد کی حقیقت سے واقف ہو،

چشم بند و گوش بند و لب بند گرنہ بینی سر حق بر ما بخند
 آنکہ کان منہ بند رکھ (پھر بھی) اگر تو اسرار حق سے واقف نہ ہو تو ہم پر نہیں
 خنجر خاموشی و شمشیر جوع نیزہ تنہائی و ترک ہجوم
 خاموشی کا خنجر اور بھوک کی تلوار تنہائی کا نیزہ اور ترک خواب یا تیرا سر حق واقف کرانی میں
 پیر کے معاملات خانہ داری و اخراجات میں دخل نہ دنیا چاہیئے اسکی عادات کہ جو اسکی منشاء
 کے خلاف ہوں ان پر اعتراض کرنا چاہیئے، بعد کمالات کے پیر کے حالات اور معاملات مثل عالم
 لوگوں کے سے ہو جاتے ہیں، ان حالات سے اس کو عام نہ سمجھنا چاہیئے، کیونکہ باطن اس کا نورانی اور
 ظاہر اس کا عام بندوں کا سا ہوتا ہے، پیر سے اس وقت میں گفتگو کرے کہ جس وقت پیر گفتگو کرنے
 کو مخاطب ہو۔ بروقت ذکر و فکر حلقہ و مراقبہ اس سے کوئی گفتگو نہ کرے، ایسی حالت میں گفتگو کرنے
 سے مرید کو نقصان پہنچتا ہے، اپنی عورتوں کا پیر سے پردہ کرنا چاہیئے، پیر کے پاس شرب و ز
 اکثر نہ ہے، بلکہ حلقہ اور مراقبہ کے وقت ضرور حاضر ہے، اور روزمرہ کی حاضری صحبت کے متعلق
 حضرت خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

نماز را بحقیقت قضا بود لیکن نماز صحبت مارا قضا نخواہد بود
 ذکر حق چاہے قضا ہو جائے لیکن ہماری نماز صحبت قضا نہیں ہوتی

اور بعد نماز تہجد نماز صبح تک اور ہو سکے تو اشراق تک مراقبہ اور ذکر میں رہنا چاہیئے
 اور بعد مغرب سے عشاء تک یہ دونوں وقت خاص نزول فیضان و التفات ارواح طیبہ پیران
 عظام کے ہیں ہر وقت قریب رہنے سے بعض باتیں پیر سے بوجہ بشریت ایسی صادر ہوتی ہیں کہ جس
 سے مرید کو اچھی نہ معلوم ہوں اور بہت سی باتیں مرید کی ایسی ہوتی ہیں کہ جس کے سرزد ہونے
 سے پیر کی منشاء کے خلاف ہوں، اور یہ دونوں کی عادتیں محبت للہ فی اللہ میں فرق ڈالنے والی

یہ مذہب حقیقت مراد
 ذکر حق ہے

ہوتی ہیں اور یہ کمی محبت یا دل میں اعتقاد کے فرق آنے سے طالب نور باطن سے محروم رہ جاتا ہے
 پیر سے روپیہ قرض نہ لے اور نہ پیر مرید سے قرض لے، اگر بحالت مجبوری و معذوری قرض لیا بھی
 جائے تو معاملہ کی صفائی رکھنا چاہیئے، ورنہ محبت اور خلوص میں فرق آتا ہے، پیر کے انتقال کے
 بعد اُس کے اہل و عیال کی خدمت کرنا چاہیئے، اسمیں خوشنودی حق و خوشنودی ارواح طیبات
 پیران کبار کا باعث ہے، پیر کے پاس سونا نہ چاہیئے، کیونکہ بعض وقت خراٹوں کی آواز سے
 اور بعض وقت کھانسی سے اور بعض وقت نیند میں بر آنے سے دوسرے آدمی کی نیند اچٹ جاتی
 ہے اور بعض وقت بوجہ بشریت اخراج ریح کے شرم دامنگیر ہوتی ہے، اور جو وقت پیر کے آرام
 اور سونے کا مقرر ہو اُس وقت اس سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ وقت پر نہ سونے سے طبیعت مقرر
 ہوتی ہے اور پھر پچھلی شب کے اُٹھنے میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے، اور یادِ خدا اور وظائف
 میں پورا حظ اور ذائقہ نہیں آتا، بعض وقت جاگتے ہیں، اور بعض کو سوتے میں شیطان بکھل بشر پیر کی
 ایسی برائیاں کرتا ہے کہ جس سے محبت میں فرق آئے اور طالب نور باطن سے محروم رہ جائے، یہ
 باتیں مجدد پر خود گزری ہیں اور ایسی حالت میں لاحول و استغفار پڑھنا چاہیئے، علاوہ ذکر و فکر
 کے خدا تو فیق ہے تو پیر کی ہر قسم کی خدمت میں دریغ نہ کرے، جب پیر کی طبیعت خوش ہوگی تو خدا
 بھی خوش ہوگا، کیونکہ پیر کی خوشی اور ناخوشی کے ساتھ خدا کی خوشی اور ناخوشی وابستہ ہے، پیر کی خوشنودی
 سے ترقی باطن اور ظاہر کی جلد ہوتی ہے کہ جو ذکر و فکر سے نہیں ہو سکتی ہے، چنانچہ حضرت محبوب سبحانی
 قطب بانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں "اے درو غکو تو دعویٰ کرتا ہے دنیا داروں کے ساتھ
 محبت کا اور اپنے دنیا رو در ہم اُن سے چھپاتا ہے، کہ کہیں کسی کو دنیا نہ پڑے، حالانکہ اُنکے قرب
 اور مصاحبت کا خواہاں ہے، پیر کی خدمت دنیا و آخرت میں مصیبت سے بچانے والی اور آفات
 دین و دنیا سے نجات دلانے والی اور ہر آرزوئے دین و دنیا کو پورا کرنے والی ہوتی ہے جیسے کہ

نانبائی صاحب نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اور خوشنودی سے ایک ہی توجہ
میں کامیابی حاصل کی اسی واسطے حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تا تو انی اے پسر خدمت گزین	تا شود اس پادشاهت زیرِ زین
جہاں تک ہو سکے اے عزیز خدمت کر	تا کہ تیسری مرادیں پوری ہوں
ہر کہ پیش صاحبِ حال خدمت کند	ایزدش بادِ دولت و حرمت کند
جو خاصانِ حق کی خدمت کرتا ہے	خدا تعالیٰ اُس کو صاحبِ دولت بنادیتا ہے
بہر خدمت ہر کہ بر بند دگر	از درختِ معرفت یا بدش
جو شخص خدمت پر کمر بستہ ہو جائے (بندہ خاص کے)	وہ معرفت کے درخت کا پھل حاصل کرتا ہے
بندہ چوں خدمتِ مرداں کند	خدمتِ او گنبدِ گرداں کند
جو بندہ خاصانِ خدا کی خدمت کرتا ہو	تو اس کی خدمت اُس کو سر بلند کر دیتی ہے

فصل چوتھی نماز باضرری میں

بیان نماز تہجد

حضرت قاضی شہار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مکلا جت مند میں نماز تہجد کو
سنتِ مؤکدہ فرماتے ہیں، حضرت مرزا مظہر جانجانا شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد نمازِ فرائض
پہنچکانہ کے کوئی نماز اشرف و اعلیٰ نماز تہجد سے نہیں ہے، نماز تہجد کی ایک رکعت نمازِ نافلہ کی ہزار
رکعت سے بہتر ہے، پس طالب ہمیشہ اس نماز کے گزارنے میں سستی اور کاہلی نہ کرے، اور اس کی
ادائیگی کو بمنزلہ ادائے نمازِ پنجگانہ جانے، اگر اتفاق سے قضا ہو جائے تو دن میں اس کو ادا کرے

اور پچھلی شب کو تضرع و زاری دعا و استغفار کرے کیونکہ دعا اس وقت کی جلد قبول ہوتی ہے
 اور کپڑا آلودہ لوٹ غفلت و معصیت کا اس وقت کی تضرع و زاری کے پانی کے بغیر پاک و صاف نہیں ہوتا
 ہے اور دریائے رحمت و مغفرت بے تکرار استغفار جوش زن نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت سرور کائنات
 علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات نے صحابہ سے فرمایا، تم کو معلوم ہو کہ شب بیدار ہو کہ یہ رفتار انبیاء و مرسلین
 اور اولیاء کی ہے، تم بھی اس کو اختیار کرو، شب بیدار ہو کہ وہ وقت قرب حق اور رحمت حق تعالیٰ کا
 ہے اور سبب گناہوں کے کفارہ کا، اور شب بیداری کی فضیلت آیات قرآن پاک اور حدیث
 شریف سے ثابت ہے۔ تمام ہوا کلام حضرت مرزا جاجا مان شہید رحمۃ اللہ علیہ کا، اور یہ بھی حدیث شریف

میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر شب میں آسمان اول پر جلوہ افروز ہو کر اپنے بندوں کو پکارتا ہے، ہے
 کوئی بندہ جو مغفرت چاہے میں اس کو بخشوں، ہے کوئی روزی مانگنے والا اُسے روزی دوں ہے
 کوئی حاجت والا کہ اسکی حاجت روا کروں، صبح صادق تک ایسا ایشاد ہوتا ہے، حضرت مولانا فرماتے ہیں
 بانگ می آید کہ اے طالب بیا جو محتاج گدایاں چوں گدا

اللہ تعالیٰ بحیثیت آواز آتی ہو کہ اے مانگنے والو! اور ہماری بخشش و عطائے مانگنے والو کی تلاش میں جس طرح مانگنے والے کو ڈھونڈتا ہے

جو دمی جوید گدایان و ضیافت، پوچھو خباں کا آئینہ جویت و صاف

ہماری سخاوت و عنایت فقیروں اور طلبگاروں کی ایسی شائق ہو جیسے معشوق (صاف) آئینہ کے خوشہ بند رہیں

روئے خباں از آئینہ زیبا شود روئے احساں از گدا پیدا شود

خوب صورتی آئینہ سے معلوم ہوتی ہے اور بخشش کا اظہار مانگنے والے سے ہوتا ہے

چوں گدا آئینہ جو دست ہاں دم بود بر روئے آئینہ زیاں
 چونکہ فقیر مانگنے والا بخشش و سخاوت کا آئینہ ہے اس لئے اسکو نہ دھمکاؤ کیونکہ جب آئینہ پر منہ کی بجا لگتی ہے تو وہ ہند

زاں سبب فرمود حق در و الضحیٰ بانگ کم زن اے مجھ پر گدا
 اسی وجہ سے پروردگار عالم نے سورہ الضحیٰ میں فرمایا ہے کہ اے پیارے نبی فقیر کو کبھی نہ دھمکاؤ

اے بندہ خدا، اے طالب خدا ایسے وقت کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دو، اور وقتوں میں
تم خدا کو پکارتے ہو، اس وقت خود خدا تم کو پکارتا ہے۔

بہر شب آخر میں رب العالمین
تا صبح صادق یہ فرمائے خدا
مانگو مجھ سے میں وہی دوں گا ضرور
منعم و نعمت دار و رحمن و رحیم
آؤ دیکھو میرا انعام و کرم
بیکسوں کے در پہ پھرتے ہو سدا
از گدا تا شاہ سب محتاج ہیں
در پہ محتاجوں کے اے محتاج کیوں
فَسَتَجِدُنَا یہ میرا وعدہ ہے عام
میں غنی ہوں اور سب محتاج ہیں
اے برا در کب تلک سوتا ہے
روئی غفلت کان سے اب تو نکال
نیند نے رکھنا نہ تجھ کو کام کا
اے محبت خواب دشمن عاقبت
رب پکارے اور تو غافل ہے
دعوے حب خدا کرتا ہے تو
اے منافق، کاذب و اَبوالفضول
از طفیل رحمۃ اللعالمین
بخش و رحمت کا در میرا کھلا
اٹھو حاضر ہو نہ بھاگو دور دور
میں ہوں رازق اور تبار و کریم
سب خطائیں بخش دوں گا یک قلم
قادر مطلق سے مانگو تو ذرا
انبیاء و اولیاء محتاج ہیں
آرزو لیکر کے تو جاتا ہے کیوں
میرے بندہ مانگتا تیرا ہے کام
ہیں گدا یا خواہ صاحب تاج ہیں
عمر اپنی مفت میں کھوتا رہے
سُرمہ دید حق کا اب آنکھوں میں ڈال
تو مسلمان رہ گیا بس نام کا
عاقبت ہوئے خراب در آخرت
نیند سے اٹھنے میں تو کاہل ہے
اور خلاف اس کے سدا کرتا ہے تو
کب کرے نور خدا دل میں نزل

یہ خمارِ سیّد تیرا کب تلک	بسترِ راحت پہ سونا کب تلک
یہ جوانی یہ تغافل کب تلک	یہ لپسہ مال و دولت کب تلک
ایک دن یہ خاک میں مل جائیں گے	جسمِ تیرا جانور کھا جائیں گے!
اُٹھ خدا کے واسطے اب تو ذرا	معصیت بھاگ بے دل لگا
بندگی ہے کام بندہ کا سدا	صابر و شاکر بہ تسلیم و رضا
کرنہ کی تو نے یہاں کچھ بندگی	حسرت و افسوس ہو شرمندگی
حضرت مولانا رومیؒ جناب	اُمّتِ احمدؐ کو کرتے ہیں خطاب
زندگی آمد برائے بندگی	زندگی بے بندگی شرمندگی
مخلقتِ الحجب والانس بخواں	جز عبادت نیست مقصود از جہاں

کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ جس وقت شب کو تمھاری بیوی تمھارے بچے تمھارے دوست تمھارے حاکم بچارہ ہیں تو تم فوراً آواز دیتے ہو، خدمت کرنے کو نیند چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہو، افسوس! ہزار افسوس! شبِ آخر میں خدا بندہ کو پکارتے، اور بندہ ذلیل پڑا رہے تم خود انصاف کرو کہ تم خدا کی بچارہ کی کس قدر وقعت جانتے ہو؟ اور عزیزوں دوستوں کو جو فانی ہیں، بے وفا ہیں اور وہ خود محتاج ہیں، اپنی حاجتوں اور غیر کی حاجتوں کے روا کرنے میں، پھر ایسے بیکار اور بے وقار اور بکٹاروں کی آواز کی تم کس قدر وقعت کرتے ہو، اے عزیز! عیسٰیؑ و اقارب تم کو اپنے کام اپنے آرام کیلئے بچارہ ہیں، اور خدا تمھاری راحت اور تمھارے کام کے لئے بچارہ ہے، عورتیں جو ضعیف اجنبہ اور ضعیف العقل ہیں، بچھلی شب کے اپنے شوہر اور اپنے بچوں کی خوشی و راحت کے واسطے اُٹھ کر محنتِ شاقہ کھینچ چکی بیٹی ہیں، خاکِ رو بہت صبح اُٹھ کر راستوں کا کوڑا کچڑا صاف کرتے ہیں، دھوبی بہت صبح سے پانی میں کھڑے

ہو کر کپڑے دھوتے ہیں، لیکن اسے بندہ خدا تجھ کو شرم نہیں آتی کہ طلب خدا کا دعویٰ ہے
 اور قوی القویٰ اور قوی العقل ہونیکا مدعی ہے مگر بجائے چکی پیسنے کے اور راستوں میں جھاڑ دینے کے
 ذرا وضو کر کے چند رکعتیں رکے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنا دشوار ہے، دل کے گرد وغبار معصیت کو
 نوکر کی جھاڑ دے صاف کرنا تجھ کو ہمارا نظر آتا ہے، اسے منافق اپنے کلام منافقانہ کو چھوڑ، محبت
 اور دعویٰ کا ثبوت اعمال سے دے، زبانی جمع خرچ بیکار ہے، پچھلی شب کو اٹھ، اپنے گناہوں پر روتا کر
 تیرے خشک شدہ باغ دل کو رحمت حق کا پانی سرسبز کر دے، ورنہ غنقریب موت تجھ کو ایسا ہی لگے
 کہ تو حشر تک نہ اٹھے گا، اور تیری سب آرزوں کا خاتمہ کر دیگی،

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے
 گریہ وزاری عجب نعمت ہو اور خصوصاً گریہ وزاری شب آخر کی، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں،
 تانہ گریہ ابر کے خستہ و چین تانہ گریہ طفل کے جوشد لبین
 جب تک بادل نہ روئے (یعنی نہ برسے) اس وقت چمن کیسے کھل سکتا ہے اور جب تک بچہ نہ روئے کیسے پیڑ سکتا ہے
 طفل یک روزہ ہی داند طریق کہ بکریم تار سد دا یہ شفیق
 ایک دن کا بچہ بھی یہ بات جانتا ہے کہ جب میں روؤں گا تب میری ماں مجھ کو دودھ پلائے گی
 تو نہی دانی کہ دا یہ وانگاں کم دہرے گریہ شیرت راگاں
 کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب تک تو نہ روئے گا (عبادت نہ کرے گا) اس وقت دا یہ حقیقی (اللہ تعالیٰ) تجھے دودھ نہ دے گا
 گفت ولینکوا کثیرا گوشوار تابرید شیر فضل کردگار
 اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ زیادہ گریہ وزاری کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرما
 کار تو موقوف بر زاری دلست بے تضرع کامیابی شکل است
 تیری کامیابی گریہ وزاری پر منحصر ہے کیونکہ بلا گریہ و زاری کامیابی شکل ہے

ہر کجا آب رواں حضرت بود ہر کجا اشک رواں رحمت شود
 جہاں پانی بہیگا وہاں سبزہ ہوگا اور جہاں آنسو بہینگے وہاں رحمت ہوگی
 اے خنک چشمے کہ او گرمان است دے سہا یوں دل کہ او بریان است
 وہ آنکھ کس قدر ٹھنڈی ہے جو خدا کی محبت میں ہوئے اور وہ کس قدر مبارک دل ہے جو راہ حق میں پہنچے ہوئے

ترکیب نماز تہجد

نماز تہجد میں اکثر لوگ مختلف سورتیں مختلف ترکیب سے پڑھتے ہیں، بعض حافظ قرآن الحمد للہ لیکر سورہ والناس تک سلسلہ وار قرآن شریف ختم کرتے ہیں، بعض قرآن شریف کی ایک منزل روز پڑھ لیتے ہیں، بعض زیادہ اور کم، بعض سورہ اخلاص کو ہر رکعت میں بعد اچھ شریف تین تین بار یا پانچ پانچ یا سات سات یا گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھتے ہیں، اور بعض اول رکعت میں ایک بار دوسری میں دوتیسری میں تین اسی طرح بارہویں رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھتے ہیں، بعض اول رکعت میں بارہ مرتبہ دوسری میں گیارہ تیسری میں دس، اسی طرح ایک ایک کم کر کے بارہویں رکعت میں ایک مرتبہ پڑھتے ہیں، لیکن حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اکثر نماز تہجد میں سورہ لیس شریف پڑھتے ہیں حضرت خواجہ غریبان علی راسیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تین دنوں میں ایک وقت میں جمع ہو کر دعا کرتے ہیں، تو دعا رد نہیں ہوتی، ایک سورہ لیس کہ جو دل ہے قرآن شریف کا، اور دوسرے شب آخر کہ جو دل ہے رات کا، اور ایک دن مومن بندہ خدا کا، لہذا جس وقت یہ تینوں دل جمع ہو جاتے ہیں تو دعا ضرور قبول ہوتی ہے، حضرت شیخ محمد عابد ستامی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مزار مظہر جانجہاں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے پیر ہیں، نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ لیس شریف پڑھا کرتے تھے، پس طلبہ حق کو چاہیے کہ نماز تہجد ضرور پڑھیں، اور اس میں لیس شریف بھی ضرور پڑھیں، اب یہ اپنی بہت پرہیزگار کہ ہر رکعت

میں تیس شریف ایک مرتبہ پڑھیں یا زیادہ یا ہر رکعت میں نصف نصف یا ہر رکعت میں ایک ایک رکوع۔ اگر سورہ تیس شریف کسی کو یاد نہ ہو تو کچھ قرآن شریف میں سے یاد ہو اور اسکو آسان معلوم ہو وہ پڑھے اور اتنا پڑھے کہ وہ ہمیشہ بخوشی دل اس کو ادا کرتا ہے، تاکہ خلوص میں فرق نہ آئے، بہت نہ ہو، تھوڑا ہو لیکن ساتھ خلوص کے ہو اور اُس میں استمرار ہو، ایسی زیادتی عبادت میں نہ کرے کہ جس سے نفس تنگ آ کر تھوڑے کا خیر سے بھی باز رکھ دے، غرض کہ کچھلی شب کو اٹھنا اور اپنے رب کے سامنے زمیں پر سر رکھنا اور اپنے گناہوں پر نادم ہونا یہی مطلب کی بات ہے اور جو سویا اُس نے کھویا جس نے اپنی نیند کو دوست رکھا، اُس نے اپنی راحت دین کو تباہ و برباد کیا، سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

خوابِ نوشین بامدادِ رحیل باز دار و پیادہ رازِ سبیل
میٹھی نیند کوچ کی صبح کو پیدل آدمی کو رات سے باز رکھتی ہے

طالب کو چاہیے کہ نماز تہجد کی ہر دو رکعت کے بعد بیٹھ کر مراقبہ و ذکر حق میں مشغول رہے نہ ایسا زیادہ کھڑا رہے کہ جس سے تھک جائے نہ ایسا زیادہ بیٹھا رہے کہ جس سے بیٹھے بیٹھے تنگ آجائے، وقت نماز تہجد کا آدھی رات گزر جانے کے بعد سے صبح صادق سے قبل تک ہے، رکعت نماز تہجد میں بارہ سے دو تک اجازت ہے،

نماز اشراق

نماز اشراق کی دو رکعت ہیں، اول میں بعد الحمد سورہ کافرون اور دوسرے میں سورہ اخلاص لیکن پیرانِ عظام نے ان دو رکعت کے بعد دو رکعت صلوٰۃ استخارہ اکثر پڑھی ہیں، ان ہر دو رکعت صلوٰۃ استخارہ میں بعد الحمد پانچ پانچ بار سورہ قل ہو اللہ شریف پڑھنے کو فرمایا ہے، صبح کی نماز کے بعد اسی حکم کو ذکر و

فکر میں مخاطب ہے آفتاب نکلنے کے بعد نماز اشراق پڑھے کہ یہی وقت آفتاب نکلنے کے بعد نماز اشراق کا ہے

نماز چاشت

نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں، نماز چاشت کا وقت دھوپ تیز ہونے کے بعد سے زوال آفتاب سے قبل ہے

نماز فی الزوال

نماز زوال آفتاب کے زوال سے بعد اور ظہر کی نماز سے پیشتر چار رکعت ہیں

نماز اوابین

نماز اوابین کی چھ رکعتیں ہیں، بعد نماز مغرب دو دو رکعتوں کی نیت کر کے پڑھی جاتی ہیں ان نمازوں کے پڑھنے سے فتح ابواب ہوتا ہے اور ہزاروں دین و دنیا کے فائدے ہیں، بے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے

فصل پانچویں دعا حزب البحر کے لیے

دعاے حزب البحر کو تمام طرق صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں پڑھتے ہیں اور اسکی برکتیں اور انوار جس پر جس قدر گزرتے ہیں وہ خوب جانتا ہے، یہ دعا مبارک نہایت مستجاب نہایت سرلخت اور اصل مشکلات ہے اس کا ہر جملہ توحید اور دعا سے خالی نہیں، اس میں قرب حق ہو، اس میں تسخیر

اس میں تقیر ہے، اس میں رزق کی ترقی ہے، اس میں نفع امراض جسمانی و روحانی ہے غرض کہ جو بھی کام دین دنیا کا ہو بشرطیکہ حلال ہو ضرور اللہ تعالیٰ اس کو حل فرماتا ہے حضرت زمانؑ صاحبِ نبی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو نو سو اٹھانوے مرتبہ پڑھ لیتا ہے، وہ داخل جماعت اولیاء ہوتا ہے کیونکہ اولیا محفوظ ہیں اور ۹۹ کا عدد بھی یلحیظ کا ہے اور اس دعا کے شروع میں نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ عَنْ مَطَالِعَةِ الْغُيُوبِ تک دعا کے الفاظ طلب ولایت کرتے ہیں اور یہ عادی حُزب البحر کا مغز ہے، میرے دادا پیر حضرت شیر محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے پیر حضرت علی شیر خان صاحب سے فرمایا کہ یہ دعائے حُزب البحر دشمن کے واسطے ملوار ہے اور دشمن کے وارے بچنے کے لئے ڈھال ہے، اور یہی ارشاد حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کی بہت تعریف کی ہے اور اسکی شرح اور تاثیر کے بارے میں ایک کتاب جو جامع حُزب البحر لکھی ہے، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو چالیس برس تک برابر پڑھتے رہے اور کبھی قضا نہ کی، نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی نے اپنی کتاب الداء والدواء میں اس دعا کے حُزب البحر کی بہت تعریف کی ہے، نفسِ عا میں اکثر کم اختلاف ہے، لیکن اعتصام اور اختتام دعا میں اکثر صوفیہ نے اپنی فہمید کے مطابق زیادتی اور کمی کی ہے، لیکن میرے نزدیک جس قدر دعا کے الفاظ نفسِ عا میں یا اعتصام یا اختتام دعا میں حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہوا تھا ہی پڑھنا افضل و اولیٰ ہے کیونکہ وہ اس دعا کے امام ہیں اور انھیں کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ عاہم عنایت فرمائی ہے، اور وہ سلسلہ شاذلیہ کے بھی امام ہیں، یہ دعائے مبارک ان لوگوں کے واسطے بہت مناسب ہے کہ جو بعد فنا و بقا بالہام خدا کسی کام دریا کے انتظام یا خلقت کے انتظام یا اُمت کی دعا اور حفاظت کے واسطے یا تہصین کو خدا کی طرف لیجانے کے لئے تفریہ کیے گئے ہیں، ہر کس ناکس اور غیر محتاط کے پڑھنے کی دعا نہیں ہے، جو شخص محتاط نہ ہو، اور اس دعا کو اپنے نفس کی خواہش کے موافق نہ پڑھے

پڑھیکا، یعنی اپنے مخالف کو ناحق تکلیف پہنچانے اور ناحق فائدہ اٹھانے کو پڑھیکا تو اسکو خود تکلیف پہنچ جائے گی۔

ہدایت : طلبہ حق کو چاہیے کہ جب تک وہ ولایت صغریٰ سے مشرف ہوئیں اس وقت تک سوائے ذکر و فکر خدا کے کسی وظیفہ کی طرف متوجہ نہ ہوں،

فصل چھٹی ختم خواجگان میں

ختم خواجگان بھی نہایت مشہور اور پُر تاثیر وظیفہ ہے، اکثر سلاسل میں اس کو بزرگ و صاحب حاجت پڑھتے آئے ہیں، ہر مقصد ہر مطلب کیلئے اکیس کا حکم رکھتا ہے، اس کو ہمیشہ پڑھے تو بہت ہی اچھا ہے، ورنہ بوقت ضرورت جو کام مشکل سے مشکل پیش آئے اُس کے حل ہونے کو ایک شخص یا چند اشخاص مل کر چالیس دن پڑھیں، انشاء اللہ ضرور مطلب برآری ہوگی، ترکیب ختم خواجگان یہ ہے کہ اول ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ ایک بار پڑھے، بعد اُس کے سورہ فاتحہ سات بار، بعد اُس کے درود شریف توبار بعد اُس کے سورہ الم نشرح اُناسی بار، بعد اُس کے سورہ اخلاص ایک ہزار بار، بعد اُس کے سورہ فاتحہ سات بار بعد اُس کے درود شریف توبار بعد اُس کے ہاتھ اٹھا کر ثواب اس کا حضرت خواجگان نقشبندیہ کی ارواح طیبات کو بخش کر اُن کی ارواح مقدسہ کے توسل سے اپنے کام کے حل ہونے کی دعا خدا سے مانگے، بسم اللہ ہر سورہ کے ساتھ پڑھنی چاہیے، ختم خواجگان تو صرف اتنا ہی ہے لیکن بعض اشخاص اپنی ضرورت کے موافق اسمائے الہی میں سے سو توبار یہ اسم پڑھ لیا کرتے ہیں جیسے وقت امراض یا آفات کے یا دافع البلیات یا بضرورت روزی کے یا درفاق یا شد کام کے یا حلال المشکلات یا بوقت بیماری کے یا شافی الامراض وغیرہ۔

ختم مجید

یہ ختم شریف بھی ہر دروے رادوا و ہر مرضے راشقا کا مصداق ہے، یہ ختم شریف حضرت
امام ربانی غوث الصمدانی قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کام میں کامیابی کی ناسی
ہو چکی ہو اس کے پڑھنے سے کامیابی ہوتی ہے، خصوصاً کوئی آفت ناکہانی یا ہیضہ یا طاعون آسمانی نازل
ہو چکے ہوں، تو اس کے دفع ہونے اور آفات ارضی و سماوی سے بچنے کے لیے اسکی تاثیر نہایت قوی
ثابت ہوئی ہے، اور کیوں نہ ہو کہ کلمہ الاحول کی تعریف حدیث شریف میں بہت کچھ آئی ہے، اسکو
بھی تنہا یا چند اشخاص مل کر پڑھ سکتے ہیں، ترکیب پڑھنے کی یہ ہے کہ اول سو مرتبہ درود شریف پڑھی
جائے پھر پانچ سو مرتبہ صرف الاحول و کافۃ الا بال اللہ پھر سو مرتبہ درود شریف علی العظیم
کو شامل نہ کرے۔

فصل ساتویں ضروری وظایم میں

وظیفوں میں سب اچھا وظیفہ کہ جو کسی حالت میں رو نہیں ہوتا (خواہ خلوص سے پڑھے
یا بغیر خلوص زبان اس کی محتاط ہو یا غیر محتاط) درود شریف ہے، اور درود شریف کے فضائل
سے کتابوں کے ورق اور مسلمانوں کے دماغ لبریز ہیں، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ فقیر نے جو کچھ پایا ہے وہ درود ^{شریف}
کی برکت سے پایا ہے اور ہر طالب خدا مبتدی ہو یا مہتمی وظیفہ درود شریف اور استغفار کا اس کے
واسطے لازمی ہے، اسی واسطے حضرت غلام علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہر طالب کو لازم ہے

کہ روزمرہ ہزار مرتبہ درود شریف اور ہزار مرتبہ استغفار پڑھے اور اس قدر نہ ہو سکے تو پانچ پانچ سو مرتبہ
 اور اتنا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم تین سو تیرہ مرتبہ ہر دو وظائف ضرور پڑھنا چاہیئے، یہ عدد تین سو تیرہ
 نہایت مبارک و بابرکت ہے، تین سو تیرہ نبی مرسل ہوئے ہیں، اور تین سو تیرہ ہی اصحاب جناب جناب
 بدرتھے اور تین سو تیرہ کو بقاعدہ اعداد جمع کیا جائے تو سات عدد ہوتے ہیں، اور سات عدد کو سات
 منزلیں قرآن مجید اور سات آیات اکہم شریف اور سات طبق آسمان اور سات طبق زمین اور
 سات یوم سے مناسبت ہے، جب تک کوئی شخص کسی شیخ سے بیعت نہ ہو اس کو لازم ہے کہ درود
 اور استغفار اور تلاوت قرآن پاک کو اپنے لئے کافی وافی سمجھے،

باب سا توان

مختصر حال و فصیح کبریا دین میں

فصل اول مختصر ارشاد و احالہ حضرت سرکارنا علیہ السلام و البرکات

سید و سرور محمد نور جاں

ہمت و بہت شریف مجرماں

حضور رسول پاک صاحب لولاک خاتم النبوت و الکملات علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات نہایت درجہ صابر و جبار

اور سچا کر نیوالے خطاؤں کے اور شرم والے اور سخی اور مہربانی کر نیوالے اور مروت والے اور بہادر و بہادر تھے، اور

گفتگو نہایت شیریں اور آہستہ آہستہ فرماتے تھے، ایک روز ایک یہودی نے بلا عرض کے اطلاع
 پیچھے سے چادر مبارک پکڑ کے اس زور سے جھٹکے کیسا تھک چینی کہ آپ گر گئے اور چادر کا نشان گہنہ دن
 مبارک پر پڑ گیا اور پھر وہ کہنے لگا یا محمد خدا نے جو مال آپ کو دیا ہے اسی سے مجھ کو بھی دیدہ بچے، حضور
 اُسکی بیوقوفی پر ہنسنے لگے، اور کچھ دیدہ نے کو فرما دیا، مدنیہ طیبہ اور مکہ معظمہ کی ضعیف عورتیں اپنے بازار کے
 کام کلج کیلئے آپ سے عرض کرتیں اور آپ خوشی سے اُن کا کام کرتے۔

جنگ اُحد میں جب آپ زخمی ہوئے اور بہت سے صحابہ بھی شہید ہوئے، تو چند صحابہ نے عرض کیا
 کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے لیے بڑے کیجئے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بدگوئی کیلئے
 نہیں بھیجا ہے، اور یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! میری نادان قوم کو ہدایت فرما، آپ نے کہی کسی بیوی یا غلام
 کنیز کو نہیں مارا، آپ کو کسی سے تکلیف پہنچی تو اس کا بدلہ نہیں لیا، ایک یہودی نے آپ کو کھانے میں
 زہر دیا، اور بعد تحقیق اُسے اقرار جرم بھی کر لیا، لیکن حضور نے اُس کو معاف فرما دیا، حضور کی کوئی دعوت کرتا
 اور اُسہیں کوئی سالن بسا ہوا (یعنی جبکا ذائقہ کچھ خراب ہو گیا ہو) کھلا دیتا تو آپ لطیف طرکھا لیتے، اور اسکی
 کوئی برائی نہیں فرماتے، ایک روز ایک بڑھیا نے آپ کی دعوت کی اور بلا جھکھے کدو پکالیا اور وہ کدو اٹھا
 آپ نے اُسکو کھالیا اور کچھ برانہ مانا، اور نہ بڑھیا کو اس کے کڑے ہونے کی اطلاع فرمائی، بلکہ بڑھیا سے
 آپ مانگ مانگ کر سب لن اُس کدو کا نوش فرما گئے، تاکہ اس بڑھیا کو اس کدو کے کڑواہو نیکی اطلاع
 نہ ہو، آپ کسی سائل کو کسی سوال پر لا (یعنی نہیں) نہیں فرماتے، جہاں تک ہوتا اسکے سوال کو پورا فرماتے
 ورنہ نہایت خوش خلقی اور نرمی سے یہ فرماتے کہ پھر کہنا یا پھر آنا، اپنے صحابہ سے ملتے، اُن سے باتیں فرماتے

اور اُن کے بچوں کے ساتھ ہنسی ہبلاؤ کی باتیں فرماتے، ان کے بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتے، مدنیہ
 طیبہ میں دور اور قریب رہنے والے مریض کی عیادت کو تشریف لیجاتے، کوئی غدر کرتا تو اُس کے غدر کو
 قبول کرتے، مسلمانوں سے سلام اور مصافحہ میں پیشقدمی فرماتے، جو کوئی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوتا

اس کی تنظیم کرتے اور کسی کے لیے چادر مبارک بھی بچھا دیتے اور کسی کو مسند مبارک پر بٹھال دیتے، اور صحابہ کو اچھے ناموں اور ان کی کفایتوں سے یاد فرماتے، اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے اور تکلف کرنے کو اور اپنے کو بڑا سمجھنے کو برا سمجھتے، ایک روز کسی کے یہاں حضور کی دعوت تھی، آپ کے گھر گھوڑے کی سواری پر تشریف لیجا رہے تھے، راستہ میں حضرت ابوہریرہؓ ساتھ تھے، آپ نے فرمایا: آؤ اب ابوہریرہ تم بھی سوار ہو جاؤ، عرض کی یا نبی اللہ میں حضورؐ کیساتھ سوار نہیں ہوں گا، مگر آپ نے ان کی عرض کو نہ مانا اور اپنے ساتھ سوار ہونے کا حکم فرمایا، حضرت ابوہریرہؓ متعجب ہوئے کہ حضورؐ سوار ہونے لگے تو گھوڑا اونچا تھا، حضرت ابوہریرہؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر چڑھنے لگے، تو حضرت ابوہریرہؓ آپ بھی گرے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لے کرے، لیکن پھر آپ سوار ہو گئے اور کچھ برا نہ مانا، اور پھر فرمایا اب ابوہریرہؓ آؤ سوار ہو جاؤ، عرض کی یا نبی اللہ اب تو میں سوار نہیں ہوں گا، آپ نے فرمایا کہ نہیں، تو حضرت ابوہریرہؓ پھر سوار ہوئے اور پھر خود بھی گرے اور حضورؐ ان کو بھی لے کرے اور اسی طرح تیسری مرتبہ حاضر پیش آیا سبحان اللہ! قربان ہوں ہمارے جان و مال بلکہ ہمیں کیا سارا جہان ایسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکے ایسے اخلاق حمیدہ ہیں، ایسے شان والے نبی کہ جن کے غلام ہلالؓ کی جوتیاں شاہانِ رومؓ سے تاج سے بہتر ہیں، ان کے اخلاق کا یہ حال! کیوں نہیں؟ خدا ان کی شان میں یہ فرماتے: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ اور غلاموں کے ساتھ برابر کام کرتے، اور ان کے بچوں کی اور ان کی بیویوں کی خبر گیری فرماتے، علماء و دانش جو مدعی نیابت ہیں، ان کو چاہیے کہ اپنے اخلاق و عادات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کریں،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

دو خصلتیں ہیں کہ ان سے بہتر کوئی شے نہیں، ایمان ساتھ اللہ کے، اور نفع دنیا مسلمانوں کو

اور دو خصلتیں ہیں کہ ان سے بری کوئی شے نہیں ہو۔ شرک کرنا اللہ کیساتھ اور دکھ دینا مسلمانوں کو۔ لازم پکڑو علماء کے پاس بیٹھنا اور حکیموں کا کلام سننا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ دل مرے ہوئے کو فور حکمت سے جلاتا ہے، جیسے کہ مری ہوئی زمین کو مینجھ کے پانی سے جلاتا ہے۔

مائیں چار ہیں۔ ماں دوائیوں کی۔ ماں ادب کی۔ ماں عبادتوں کی اور ماں آرزوؤں کی چنانچہ دوائیوں کی ماں کھانے کی کمی ہے۔ اور ادب کی ماں کلام (بات چیت) کی کمی ہے۔ اور عبادتوں کی ماں گناہوں کی کمی ہے۔ اور آرزوؤں کی ماں صبر ہے۔ ہمیشہ جبریل وصیت کرتا رہا، حق ہمسایہ میں یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسکو وارث کر گیا۔ اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا عورتوں کے حق میں۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ان کی طلاق حرام ہوگی۔ اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجھکو غلاموں کے حق میں، یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ ٹھہر گیا ان کے لئے ایک وقت کہ آہیں وہ آنا ہو جائیں گے اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجھکو سواک کی یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ وہ فرض ہو اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجھکو نماز کی جماعت میں، یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے تا نماز اگر جماعت میں اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجھکو رات کے اٹھنے کی عبادت کے واسطے، یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ رات کو سونا نہیں اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجھکو زکوٰۃ کی یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ فائدہ نہیں دیتی کوئی بات، مگر اس کے ساتھ۔

جر تمام گناہوں کی محبت دنیا کی ہے، اور جر تمام فتنوں کی عشر اور زکوٰۃ کا نہ دینا ہے، اے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کشتی کہ دریا گہرا ہے، اور لے تو شہ پورا کیونکہ سفر بڑا ہے۔ اور ملکا کر بوجھ کہ گھاٹی سخت ہو۔ اور خالص کر عمل کو، کیونکہ پرکھنے والا نگاہ والا ہے؛ آئینہ زمانہ میری اُمت پر کہ دوست رکھیں گے پانچ کو، اور بھولیں گے پانچ کو، دوست رکھیں گے دنیا کو اور بھولیں گے آخرت کو، دوست رکھیں گے گھروں کو اور بھولیں گے قبروں کو، دوست رکھیں گے مال کو اور بھولیں گے حساب کو،

لے علماء سے مراد علماء شرعیہ اور علماء سنیہ اور علماء شریعت

دوست رکھیں گے گھر کے لوگوں کو اور بھولیں گے حوروں کو، دوست رکھیں گے نفس کو، اور بھولیں گے اللہ کو، یہ لوگ مجھ سے بیزار ہیں اور میں ان سے بیزار ہوں نماز دین کا ستون ہے، اور اس میں دش باتیں ہیں، خوبصورتی منہ کی، اور روشنی دل کی، اور آرام بدن کا اور دل لگنا قبر میں اور اترنا جہنم کا اور کبھی آسمان کی اور بوجھ ترازو کا، اور خوشنودی پروردگار کی، اور قیمت بہشت کی، اور پر وہ آگ سے، سو جس نے قائم رکھا اس کو، بیشک قائم رکھا دین کو۔ اور جس نے چھوڑا اس کو بیشک گرایا دین کو۔ غنیمت جان پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے، بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، فقری سے پہلے توانگری کو۔ اور موت سے پہلے زندگی کو اور مشغولی سے پہلے فراغت کو۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عجلوا بالتوبة قبل الموت وعجلوا بالصدقة قبل تحویل المال وعجلوا بتزویج البنات قبل الفضيحة وعجلوا بدفن سے پہلے صدقہ جلد دو، اور لڑکیوں کی شادی جلدی کرو رسوائی سے قبل، اور میت کو حدیث المیت قبل الحدیث وعجلوا بالصلوة قبل الفوت، وعجلوا باستعلاء پہلے جلد دفن کر دو۔ اور موت ہو نیسے پہلے نماز جلد ادا کرو اور ملک الموت کے آنے الموت قبل نزول ملک الموت وعجلوا باعمال الصالحة قبل فناء العمر سے پہلے موت کی تیاری جلد کر لو، اور عمر ختم ہونے سے پہلے نیک اعمال جلد کر لو اور

وعجلوا بإرضاء الخصوم قبل الندامة
و دشمن کو ندامت ہو نیسے پہلے جلد خوش کر لو۔

فصل دوسری مختصر حالاتِ اولیاءِ خلفاءِ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

امیر المومنین شیخ البشیر العبد الگبناء للتحقیق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نہایت حلیم اور متواضع تھے، عام مسلمانوں میں اس طرح مل جل کر بیٹھتے کہ کوئی شخص تمیز نہیں کر سکتا تھا، آپ کی شان میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا ہے میں نے سب کے احسانات کا معاوضہ کر دیا لیکن ابوبکر باقی ہیں، قیامت کے دن اللہ پاک اس کا اجر دے گا۔ ابوبکر سے بڑھ کر میری ذات پر کسی کا احسان نہیں، ابوبکر نے اپنی جان سے زیادہ غمخواری کی مال تصدق کیا، اپنی صاحبزادی سے عقد کر دیا۔ جو کچھ ڈالا اللہ نے میرے سینہ میں ڈالا میں نے اسکو ابوبکر کے سینہ میں، ابوبکر کا ایمان ایک تلہ میں رکھا جائے اور تمام امت کا ایمان دوسرے تلہ میں تو بھاری ہوگا ایمان ابوبکر کا، عمر کی تمام عمر کی نیکیوں سے ابوبکر کی ایک نیکی بہتر ہے۔ اگر میرے دل میں سوائے محبت خدا کے گنجائش ہوتی، تو میں محبت ابوبکر کی رکھتا۔ اسے صحابہ تلہ پر ابوبکر کو سبقت بوجہ کثرتِ نوافل یا تلاوتِ قرآن یا شب بیداری یا مال خرچ کرنے سے نہیں ہے بلکہ اللہ نے ابوبکر کے دلیں اپنی محبت ایسی دی ہے جس سے اس کو سبقت ہے۔ آپ بہت کثیر البکاء تھے، (یعنی بہت رویا کرتے تھے) آپ عبادت بہت پوشیدہ کیا کرتے تھے۔

آپ کے اقوال

ایک چڑیا درخت پر بول رہی تھی۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا تو بڑی خوش قسمت ہو کہ یہاں چاہتی

ہے، بیٹھتی ہے، کھانے پینے میں آزاد ہے، بغیر حساب چلتی پھرتی ہے، کاش ابو بکر بھی ایسا ہوتا، کاش میں دُست ہوتا کہ کاٹ ڈالا جاتا، اور جانور کھا لیتے، یا گھاس ہوتا کہ چارپائے چر لیتے جو شخص داخل ہوا قبر میں بے توشہ گویا سوار ہوا دریا پر بلا کشتی (توشہ سے مراد اعمال نیک) جسکی فاسد ہوئی زبان روتے ہیں اُسپر جنات اور حیوانات اور جس کا خراب ہوا دل روتے ہیں اُس پر فرشتے۔ تین چیزیں ہیں کہ تین چیزوں سے حاصل نہیں ہوتیں، دولتِ مندی خواہشوں سے اور جو آئی خضاب سے اور تندرستی دوا یوں پسند میں مجھو دنیا کی تین چیزیں، دیکھتا رہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف اور خرچ کروں اپنا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور میری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔ اندھیرے پانچ ہیں اور چراغ اُن کے پانچ ہیں۔ محبت دنیا کی اندھیرا ہے اور چراغ اُسکا پرہیزگاری ہے۔ اور گناہ اندھیرا ہے اور چراغ اُس کا توبہ ہے۔ اور قبر اندھیرا ہے اور چراغ اُسکا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے اور آخرت اندھیرا ہے اور چراغ اُس کا عمل ہے پُل صراط اندھیرا ہے اور چراغ اُس کا یقین ہے۔ آٹھ چیزیں ہیں زینت آٹھ چیزوں کی، پرہیزگاری زینت ہے فقیری کی، اور شکر زینت ہے نعمت کی۔ اور صبر زینت ہے مصیبت کی، اور علم زینت ہے علم کی۔ اور عاجزی زینت ہے سیکھنے والے کی، اور رونے کی کثرت زینت ہے خوف کی، اور احسان نہ رکھنا زینت ہے افسان کی۔ اور نیاز کرنا زینت ہے نماز کی۔

یادداشت : سلسلہ نقشبندیہ آپ ہی کی ذات مبارک سے جاری ہے اور آپ ہی اس سلسلہ نقشبندیہ کے حلقہ ہیں، اسی وجہ سے حضرات نقشبندیہ فخر کرتے ہیں کہ جیسے آپ مہمت میں بہتر ہیں ویسی ہی آپ کی نسبت بھی بہتر ہے، اور سلاسل کی نسبت سے آپ کے متبعین کو آپ کی اتباع چاہیئے۔

یعنی سیکھنے والا جب تک کھانے والے کی خدمت اور اُس سے عاجزی نہ کرے گا اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے عہد خلافت میں جس قدر اسلام پھیلا اور فتوحات ملک و مال ہوا آج تک کسی زمانہ میں نہیں ہوا۔ اسلام کی رونق اظہار اور قوت بھی آپ ہی کے ایمان لانے پر زیادہ ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالی ہمت تھے، اور قوت ہمت باطنی کا ثبوت کثرت فتوحات ہے، آپ کی رائے نہایت صائب ہوتی تھی، اکثر اوقات آپ کی رائے کے موافق اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ہو آپ عادلوں کے سردار ہیں، آپ غریبوں کے نغمسار ہیں، آپ کفار فجار کے واسطے شانِ قہار ہیں اور مومنوں کی واسطے ظلِ رحیم و کریم و ستار ہیں، آپ عہد خلافت میں بھی صوف (اُون) کے کرتے اور وہ بھی پھٹے ہوئے اور اسپر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے پہنتے تھے، پانچامے اور تہمبند میں بھی پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے، اور اسی لباس سے بازار میں اور دعوت میں تشریف لیجا کرتے تھے، آپ فرماتے ہیں امیر المومنین کو کیا حق حاصل ہو کہ وہ خدا کے مال میں سے باندی رکھے، میرے واسطے صرف دو جوڑے کپڑے ایک گرمی کا، اور ایک سردی کا اور اوسط درجہ کا کھانا بیت المال سے لینا جائز ہے، باقی میری وہی حیثیت ہے جو ایک عام مسلمان کی ہو، حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دونوں رخساروں پر روتے روتے دو لکیریں پڑ گئی تھیں، حضرت انظر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ اے عمر تو اور امیر المومنین؟ خدائے پاک سے ڈر ورنہ تجھے سخت عذاب ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ نے تنکا زمین سے اٹھا کر فرمایا کاش میں تنکا ہوتا اور میری مال مجکو نہ جنتی۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن حفص رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر گردن مبارک پر مشک رکھے ہوئے جا رہے تھے لوگوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نفس نے کچھ غور کیا تھا اسکی یہ سزا ہے، آپ

دن کو انصاف فرماتے، اور رات کو غریبوں کی خبر گیری اور عبادت کرتے جن عورتوں اور بچوں کو بھوکا پاتے اپنے کندھے مبارک پر سامان خور و نوش لیجا کر دیتے اور ان کے چولھے جلانے، اور آٹا گوندھنے وغیرہ میں امداد فرماتے، آپ ایسے کیوں نہ ہوں؛ کہ آپ کی شان میں سول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اگر میرے بعد میں نبی ہوتا تو عمر ہوتا، آپ کی انگوٹھی مبارک پر یہ لکھا ہوا تھا کھنہ باموت واعظا یعنی موت آدمی کے واسطے بڑی نصیحت ہے،

آپ کے اقوال

عزت دنیا میں مال سے ہے اور عزت آخرت میں اعمال سے ہے، جس شخص کا ہنسنا زیادہ ہوا کم ہوئی ہیبت اُس کی، اور جس نے خفیف کیا آدمیوں کو، خفیف کیا وہ اور جس شخص نے کثرت کی کسی چیز کی پہچانا گیا اس نے اور جس شخص کے بہت ہوئے کلام، ہیودگی ہوئی بہت اس کی اور جس شخص کی بہت ہوئی ہیودگی کم ہوئی حیا اُسکی اور جس شخص کی کم ہوئی حیا کم ہوئی پرہیزگاری اسکی اور جسکی کم ہوئی پرہیزگاری مراد اُسکا جس شخص نے چھوڑی زیادتی کلام کی دیا گیا کثرت اور جس شخص نے چھوڑی زیادتی نظر کی دیا گیا عاجزی دل کی، جس شخص نے چھوڑی زیادتی کھانے کی دیا گیا لذت عبادت کی اور جس شخص نے چھوڑی زیادتی ہنسی کی دیا گیا ہیبت اور جس شخص نے چھوڑی دل لگی (ہنسی بڑا) دیا گیا روشنی اور جس شخص نے چھوڑی محبت دنیا کی دیا گیا محبت آخرت کی اور جس شخص نے چھوڑا شغل غیر عظیم دیا گیا صلاح اپنے عیبوں کی اور جس شخص نے چھوڑا جتو (نعمت دنیا) کو کیفیت (محبت اللہ تعالیٰ میں دیا گیا بیزاری نفاق سے۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ کو سب بڑا شرف یہ حاصل ہے جو کسی کو نصیب نہیں کہ آپ کے عقد میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دو صاحبزادیاں آئیں اور اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں، آپ جامع قرآن

ہیں جو اُمت میں سب سے بڑی نعمت ہے، آپ ایسی حیا والے تھے کہ فرشتے بھی آپ سے حیا کرتے تھے، آپ نہایت درجہ کے عابد اور نہایت درجہ کے سخی تھے، کثرتِ سخاوت سے لقب غنی کا پایا۔

آپ کے اقوال

جس نے چھوڑا دنیا کو دوست رکھا اُس کو اللہ تعالیٰ نے اور جس نے چھوڑا گناہ کو دوست رکھا اُس کو فرشتوں نے، اور جس نے چھوڑا طمع کو مسلمانوں سے دوست رکھا اُسکو مسلمانوں نے پانیِ حلاوت میں نے چار چیزوں میں، پہلے اللہ کے فرض ادا کرنے میں دوسرے اللہ کی حرام چیزوں سے بچنے میں، تیسرے نیک کام بنانے میں واسطے طلبِ ثواب اللہ کے، اور چوتھے برے کام کے روکنے میں واسطے ڈرنیکے اللہ کے غصہ سے، جس شخص نے نگہبانی کی پانچوں نمازوں کی وقت پر اور ہمیشگی کی اُن پر، اُس کو اللہ تعالیٰ نوبزِ رگیوں سے بزرگی بخشتا ہے، پہلے اللہ کا اُس کو دوست رکھنا، اور ہے بدن اُسکا تندرست اور نگہبانی کریں اُسکی فرشتے، اور اُترے برکت اُسکے گھر میں اور ظاہر ہوں منہ پر اس کے نشانیاں نیکی کی۔ اور نرم کرے اللہ تعالیٰ دل اُسکا، اور گنہگار جائے پُل صراط پر مانند چمکنے والی بجلی کے اور نجات بخشے اُس کو اللہ دوزخ سے۔ اور اُسکو اُن لوگوں کی ہمسائیگی میں اُتارے کہ نہ ہو خوف اُن پر اور نہ وہ نغمکین ہوں گے۔

امیر المومنین حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں، اور حضور کے داماد ہیں اور چھوٹی عمر میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے ہیں اور بڑی عمر والوں میں سب سے پہلے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہیں۔ آپ مرکزِ ولایت ہیں آپ مرکزِ شجاعت ہیں، آپ مرکزِ علم ہیں آپ مرکزِ حلم ہیں۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی بی بی کے شوہر ہیں اور

حضرات حسین رضی اللہ عنہما کے باپ ہیں، اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اس سے زیادہ کیا شرف ہو سکتا ہے۔ آپ کی شان میں بہت سی احادیث آئی ہیں منجملہ ان کے صفت و توصیف یہاں لکھی جاتی ہیں: نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپ کی شان میں فرمایا یا علی الحمد للہ لحمی ودمک دمی (اے علی تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے) اور یہ بھی فرمایا انا مدنیۃ العلقۃ علی بابہا (میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں) اور آپ کی بی بی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا منصب ولایت میں شان خاص رکھتی ہیں اور آپ کی خوشہ چیں ہیں، اور کیوں نہ ہو کہ خدا کے حبیب کی حبیب ہیں آپ (حضرت علیؑ) کی حیات میں خلفاء کے زمانہ میں جو مسئلے سخت سے سخت اور اذق سے اذق پیش آتے، آپ اُن کو بوجہ کثیر علمی یا سانی حل فرماتے، اس طرح کہ اس کے سمجھنے میں کوئی دقت اور مشکل باقی نہیں رہتی اسی واسطے آپ کو مشکل کشا کہتے ہیں، راہِ طریقت میں آپ کی اور حضرت بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہما کی ارواح پاک ترقی ولایت کے واسطے ذریعہ خاص ہیں، بلا ان کے واسطے کے گز نہیں ہو سکتا، یہ بات یوں سمجھ میں آجائے گی کہ حضرت محبوب سبحانی قطب بانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غروب ہوا آفتاب پھلوں کا اور چمکا آفتاب میرا اس سے یہ مراد ہے کہ اب میری ذات سے اُمت کو فائدہ پہنچے گا اور اس بات کو بڑے بڑے اولیاء اللہ نے مانا ہے۔

سوال: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات فیض ولایت میں وسیلہ ہے تو تینوں خلفاء جو عقائد آپ سے افضل ہیں اُن کو بھی آپ ہی کی ذات سے مرتبہ ولایت میں فیض پہنچا ہوگا، اور انہی حضرت کے سب خوشہ چیں مانے جائیں گے، اور بزرگی قرب حق پر منحصر ہے تو پھر انصافاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تینوں خلفاء سے افضل ہونا چاہیے۔

جواب: بیشک ولایت میں قدم غالب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا، لیکن خلفاء

راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کمالات نبوت میں قدم غالب ہے حضرت علیؑ سے، اور نبوت ولایت سے افضل ہے، اسی واسطے خلفائے راشدین عقائد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل ہیں اور افضل مانے گئے ہیں، یہ چاروں خلفاء اس مصرعہ کے مصداق ہیں،

”ہر گھلے راز نگ و بولے ویکراست“

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صرف ولایت ملی اور باقی خلفاء کو صرف کمالات نبوت سے حصہ ملا۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ ان چاروں بزرگواروں کو ہر شے میں پورا پورا حصہ ملا ہے، لیکن جس کو جس میں غلبہ رہا وہ اسی نام سے نامزد کیا گیا ہے، جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و شاہ عبدالحق صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہما، کیا یہ بزرگ فقیہ یا مفسر نہیں تھے، بلکہ بیشک تھے، مگر علم حدیث کے غلبہ کی وجہ سے ان کو محدث کہتے ہیں۔ یہی حال خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے،

آپ کے اقوال

جو علم کی طلب میں ہے، جنت اُس کی طلب میں ہے، اور جو کوئی گناہ کی طلب میں ہے دوزخ اس کی طلب میں ہے، نعمت چھ چیزیں ہیں، اسلام۔ قرآن۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تندرستی۔ پرستش اور بے پروائی آدمیوں سے۔ بیشک دنیا کی نعمتوں سے کفایت ہے، تجھ کو۔ نعمت اسلام کی، اور بیشک شغل کرنے کو کفایت تجھ کو شغل بندگی کا۔ اور بیشک عبرت حاصل کرنے کو کافی ہے تجھ کو عبرت موت کی۔ علم اچھی میراث ہے اور ادب اچھا پیشہ ہے، اور تقویٰ اچھا گوشہ ہے، اور عبادت اچھی پونجی ہے اور عمل نیک اچھا کھینچنے والا ہے اور نیک خلق اچھا ساتھی ہے اور بردباری اچھا وزیر ہے اور قناعت اچھی توانگری ہے اور توفیق اچھی مدد ہے اور موت اچھی ادب دینے والی ہے، جو مشتاق ہوا جنت کا دُور انیسوں کیطرت اور

جو کوئی ڈرا دوزخ سے باز رہا شہوتوں سے، جس نے یقین کیا مرنے کا، ٹوٹ گئیں لذتیں اسکی

اور جس نے پہچانا دنیا کو آسان ہوئیں مصیبتیں اس پر چار چیزیں تھوڑی بھی بہت

نقیرٹی، آگ اور دھمکنی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کیا اچھی ایک رباعی ہے، فرماتے ہیں

دع الدنيا وما فيها وفيها العيش لا تطمع

دنیا و ما فیہا کو چھوڑ دے اور اس میں عیش کی اُسیدیل مت رکھ

ولا تجمع من المال ولا تدري لمن تجمع

اور مال مت جمع کر کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ تو کس کے لئے جمع کرتا ہے

فان الرزق مقسومٌ وسوء الظن لا ينفع

اس لئے کہ رزق مقرر شدہ ہے اور بدگمانی فائدہ نہیں دیتی

فقيرٌ كلٌّ ذي حصٍّ غنيٌّ كلٌّ من يقنع

ہر حریص فقیر ہے، اور قانع غنی اور مال دار

فصل مختصر حالات و کلمات مبارک

۱۔ مختصر حالات و کلمات مبارک

۱۔ مختصر حالات و کلمات مبارک محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ علم طریقت میں سب سے پہلے امام آپ ہی کی ذات مبارک ہے، جیسے علم شریعت میں

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے، اسی واسطے ان دونوں بزرگواروں کو لفظ

اعظم سے پکارتے ہیں، اور علم فقہ اور علم طریقت کی بنیاد رکھنے کی وجہ سے یہ دونوں بزرگوار

الذال علی الخیر کفاعلہ کے تمام فقہاء کے علم و عمل کا اجر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پانے کے

مستحق ہیں، اور اسی طرح حضرت محبوب سبحانی تمام علمائے طریقت کے علم و عمل کا اجرا پانے کے مستحق ہیں، ان بزرگوں کے علم کی برابری کیسے ہو سکتی ہے، لہذا ان کو لفظ اعظم سے پکارا جائے تو کوئی بیجا بات نہیں، بلکہ عین انصاف ہے، آپ کی ذات بابرکات میں اللہ تعالیٰ نے شان محبوبیت عنایت فرمائی تھی، آپ سے جس قدر کرامات ظاہر ہوئی ہیں، اُمت میں کسی اولیاء سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ آپ کے لفظ لفظ اور ہر حرف میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر اور کرامت عنایت فرمائی تھی، آپ کے حالات کوئی کیا لکھے؟ آپ کے بہت بڑے بڑے غلام جو آپ کے بعد ہوئے ہیں، اُن سے اس قدر خرق عادات ہوئی ہیں کہ جن سے کتابیں بھری ہیں، مگر جو کچھ کتابوں میں اولیائے کبار کے حالات لکھے ہیں، وہ بہت مختصر اور لکھنے والوں نے اپنے علم کے موافق لکھے ہیں، ورنہ اولیا کا حال علم قال میں نہیں آ سکتا، اس کو وہی کچھ جان سکتا ہے کہ جس نے علم قال سے علم حال میں ترقی پائی ہو، آپ کو اپنے سلسلہ کے متعلقین سے خصوصاً اور جملہ متین سے عموماً نہایت محبت اور انسیت ہے، اور ان کے معاملات ظاہر و باطن میں آپ کی روح پاک دست بدعا رہتی ہے، اور اللہ پاک آپ کے توسل سے حل مشکلات فرماتا ہے، اور طلبہ کو آپ کی ذات مبارک سے برابر فائدہ پہنچاتا رہتا ہے، آپ کے سلسلہ مبارک میں لاکھوں اولیاء ہو گئے، اور انشاء اللہ حشر تک ہوتے رہیں گے۔

آپ کے کلمات

اے عزیز زبانی علم قلب کے عمل بغیر تجھ کو حق کی طرف ایک قدم بھی نہیں چلا سکے گا، رُخسار قلب ہی کی رفتار ہے، اور قرب باطن ہی قرب ہے، اور عمل معانی ہی کا عمل ہے، بشرطیکہ اعضا سے شریعت کی حدود کی محافظت ہو، اے عزیز اس سے بچ کہ حق تعالیٰ تیرے قلب میں اپنے غیر کو دیکھے، پس تو ذلیل ہو، بچ تو اس سے کہ وہ تیرے قلب میں اپنے غیر کا خوف، یا غیر سے توقع

یا غیر کی محبت ملاحظہ فرمائے، ان لوگوں سے میل جول ترک کر کہ جو تجھ کو دنیا کی رغبت لائیں
 اور انکی ہم نشینی تلاش کر جو تجھ کو اس سے بے رغبت بنائیں، جو شخص اللہ عزوجل اور اسکے نیک بندوں
 کے ساتھ اچھا گمان نہ رکھے اور ان کے سامنے تواضع نہ کرے، اس کو فلاح نصیب ہوگی، اے
 شخص تو ان کے سامنے تواضع کیوں نہیں کرتا حالانکہ وہ سردار اور امیر ہیں، انکے مقابلہ میں تیری
 کیا ہستی ہے، حق تعالیٰ نے انتظامِ ملکی ان کے حوالہ کیا ہے، ان کی بدولت آسمان بارش برساتا
 ہے اور زمین میں سبزہ اُگتا ہے، شجاعت دین کے بارہ میں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے
 میں ہوا کرتی ہے۔ حکماء اور علماء کے کلام کو حقیر مت سمجھو کہ ان کا کلام دوا ہے، اور ان کے
 کلمات حق تعالیٰ کی وحی کا ثمرہ ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کی
 اتباع کرنا گویا حضرت ہی کی پیروی ہے، اور ایسے لوگوں کو دیکھنا گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی
 کو دیکھنا ہے، جنت کی کبھی لا الہ الا کہنا ہے مگر نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے نفس اور اپنے غیر اور اللہ
 کے سوا ہر چیز سے فنا ہو جائیے، کہ بجز اللہ کے کوئی مطلوب و موجود نظر ہی نہ آوے، اور یہ
 حالت بھی حد و شریعت کی حفاظت کے ساتھ ہو، ورنہ اکھاڑ اور زندہ ہے، جو شخص جنابِ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے اور اپنے ایک ہاتھ سے آپ کی شریعت کو اور دوسرے ہاتھ میں
 آپ کی کتاب قرآن کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی، نہ تھامے اور آپ کے چلے ہوئے راستہ میں حق
 تعالیٰ کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہو اور پھر ہو مگر وہ ہو اور پھر ہو، یہی دونوں قرآن و شریعت
 حق تعالیٰ کی طرف راستہ چلانے والے ہیں، قرآن تیرا رہبر ہے، حق تعالیٰ تک پہنچانے کو اور
 سنت تیری رہبر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کو۔

حضرت محبوب سبحانی کے کلمات حمد اور دعا کے

یہ آپ ہر وعظ کے پہلے فرماتے تھے، حمد اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے جو تمام جہان کا پالنے والا

ہے اتنی حمد کہ جو اس کی مخلوقات کے شمار اور اُس کے عرش کے وزن کے برابر اور اُس کے ذات
 کی خوشنودی اور اُس کے علم کے حد کے موافق اور ان تمام چیزوں کی گنتی کے مساوی ہو جو اس کی
 مشیت میں داخل ہوں اور جن کو اُس نے پیدا کیا اور بنایا اور لگایا، وہ غائب اور حاضر کا جاننے
 والا ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے، بڑا مہربان ہے، بادشاہ ہے، غایت درجہ پاک ہے، بے شبہ
 غالب ہے اور حکمت والا ہے، میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ پرستش کے لائق کوئی
 نہیں مگر اللہ، گناہ کہ اُس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد، وہی جلاتا مارتا
 ہے اور وہ سدا زندہ رہنے والا ہے کہ فنا نہ ہوگا، اسی کے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے اور وہ ہر چیز
 پر قادر ہے، اور اسی کی طرف سب کوٹ لوٹ کر جاتا ہے، اور میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور اسی کے رسول ہیں، جن کو اُس نے ہدایت اور دین برحق عطا
 فرما کر بھیجا تا کہ اس کو جہل مذہبوں پر غالب کرے، اگرچہ ناگوار گذرے مشرکوں کو، یا اللہ! رحمت
 کاملہ نازل فرما، محمد اور آل محمد پر اور حفاظت فرما، امام اور اُمت کی، اور پاسبان اور رعیت کے
 سارے نیک کاموں میں، ان کے قلوب کو باہم متفق بنا، اور انہیں ایک کا شر دوسرے سے
 دور فرما، یا اللہ! تو ہمارے باطنی حالات سے واقف ہے، پس انکی اصلاح کر اور تو ہماری حاجتوں کے
 آگاہ ہے پس ان کو پورا فرما دے، تو ہمارے گناہوں سے واقف ہے پس ان کو بخش دے اور تو
 ہمارے عیوب سے واقف ہے پس ان کو چھپالے، ایسے موقعوں پر تو ہم کو حاضر نہ دیکھو، جن سے
 تو ہم کو منع فرما چکا ہے، اور ایسے موقعوں سے تو ہم کو غیر حاضر نہ رکھو جن کا تو ہم کو حکم دیکھا ہے
 ہم کو اپنی یاد نہ بھلائیو، اور ہم کو اپنی سرائے نہ بھلیو، ہم کو اپنے غیر کا محتاج نہ بنائیو، اور ہم کو
 غفلت والوں میں شامل نہ کیجیو یا اللہ نیک خیال ہمارے قلوب میں ڈال دے اور ہم کو ہمارے نفس
 کے شر سے پناہ دے، اپنے ماسوا سے پھیر کر ہم کو اپنے ساتھ مشغول رکھ، اور جو قطع کرنے والا

ہمارا تعلق تجھ سے قطع کرے، اسکا تعلق ہم سے قطع کرے، اپنا ذکر اور اپنا شکر اور اپنی اچھی عبادت ہم کو
 اتھار فرما، کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے جو اسنے چاہا وہ ہو کر رہا۔ ہم میں نہ زور ہے نہ طاقت مگر اللہ تر
 و بزرگ کی مدد سے ہماری خبریں آشکارا نہ فرمائو، ہمارے پوشیدہ عیوب کا پردہ نہ اٹھائیو، ہماری بد اعمالیوں
 پر ہماری گرفت نہ کیجیو، ہماری زندگی غفلت میں نہ گزر دئیو اور ہم کو اچانک مت پکڑ لو کہ تو کا وقت
 نصیب نہ ہو، اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو اور
 اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسے بوجھ نہ ڈالو جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے اور اے ہمارے
 پروردگار ہم سے اتنا بوجھ نہ اٹھو جس کی ہم میں سکت نہیں، اور ہم کو معاف فرما اور ہماری مغفرت
 فرما، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی تو ہمارا کارساز ہے، پس ہماری مدد فرما، کافر قوم کے مقابلہ میں،
 جناب کی وفات ۹ ربیع الآخر ۱۰۵۹ھ و بعض کے نزدیک ۱۰۵۸ھ ہے۔

محضر الامام الطریقہ چشتیہ حضرت خواجہ ابجکان جمدین بن چشتی علیہ السلام

حضرت کی ذات مبارک بھی اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہو کہ جسکی وجہ ہندوستان
 میں نور اسلام پھیلا ہے، آپ نے ترقی اسلام کے لئے بموجب ارشاد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
 ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا اور اپنے نور باطن اور تصرفات اور کرامات اور جہاد سے ہندوستان
 جیسے کفرستان کو منور اور روشن کر دیا، اور ہندوستان کے مسلمانوں کی خوش قسمتی سے قبر شریف بھی
 آپ کی ہندوستان میں بمقام اجمیر شریف بنی اور اس قبر شریف کی برکت سے اجمیر حبیبیہ ظلمانی شہر
 نورانی ہو گیا، اور اسکو لوگ اجمیر شریف پکارنے لگے جو انوار و برکات آپ کی قبر شریف پر برستے
 ہیں ان کو اہل بصیرت بچشم بصارت دیکھتے ہیں، ہزاروں لاکھوں مخلوق آپ کے توسل اور برکت سے
 خدا کی جناب سے اپنے مطالب اور آرزوؤں میں کامیاب ہوتی ہے، آپ کے بڑے بڑے حبیب اللہ خلفاء

ہندوستان میں ہیں جن کے نورِ باطن سے ہندوستان کی زمین منور ہے، جیسے حضرت قطب الدین
 بختیار کاکی و حضرت فرید الدین گنج شکر و حضرت جمال الدین ہانسوی و حضرت نظام الدین محبوب الہی
 و حضرت مخدوم علی احمد صابر و حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم جمعین آپ کی کوئی کیا
 تعریف کرے کہ جبکی پشانی پاک پر وقت انتقال غیب بجز عربی، عربی زبان میں یہ لکھا گیا مگر کیا اللہ
 کا دوست اللہ کی محبت میں "آپ کے ملفوظات اور آپ کے پیر حضرت عثمان ہارونی اور آپ کے خلفاء
 رحمۃ اللہ علیہم جمعین کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ اور ان کے صحبت یافتہ غایت درجہ کے متبع
 سنت اور اعلیٰ درجہ کے اتقیا تھے، ان حضرات کی نسبت میں شورش عشق ہو، اسیوجہ بزرگوار کا
 گاہے کلام عاشقانہ توحید جو ان یا بڑھے آدمی سے سُن لیا کرتے تھے، کہ جس کے سننے میں کسی اختلاف
 نہیں ہے، چنانچہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا سماع جائز سننے میں ہی انتقال
 ہوا ہے، حضرت کے سلسلہ کے جو لوگ غلام ہیں اُن کو چاہیے کہ اپنے امام الطریقہ اور اُن کے خلفاء کی
 تقلید کریں تاکہ خدا تک پہنچیں، اور حیطہ اُنھوں نے سماع سنا ہے اور جتنے جتنے عرصہ کے بعد سنا ہے
 اور جتنی جتنی دیر سنا ہے اور جس مقام قرب حق میں پہنچنے کے بعد سنا ہے اسی طریقہ پر اگر کوئی سنا
 چاہے تو سُن لیکر ساتھ ہی اُس کے یہ بھی کرنا چاہیے کہ جس قدر ان بزرگوں نے ریاضت اور یاد خدا
 اور ترک دنیا کی ہے، اسی قدر تم کو بھی کرنا چاہیے، یہ بات انصاف اور عقل سے بالکل بعید ہے کہ
 بوقت عباد غائب بوقت ترک دنیا غائب بوقت ریاضت غائب اور بوقت سماع اور وہ بھی امام الطریقہ
 رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف غنا اس میں حاضر امام الشریعت کے مقلد خود امام الطریقہ ہیں اور امام الشریعت
 کے خلاف کرنے کے وہ خود مجاز نہیں ہیں، تو ہم جیسے ادنیٰ سے ادنیٰ امام الشریعت کے خلاف کرنے
 کا کیا حق رکھتے ہیں، اور قرب حق کا کیا خیال پکا سکتے ہیں۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بجا اور درست
 ہے کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے،

ترسم نہ رسی کعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی تبرکستان ست

مجھے خوف ہو کہ اے اعرابی تو کعبہ پہنچے کیونکہ تو جس اتہ پر جا رہا ہو وہ ترکستان جا ہے

اگر امام الطریقہ کے برابر عبادت و ریاضت ترک نہ کیا نہیں کر سکتے ہو تو مت کرو جس قدر تم سے ہو سکے اس قدر کمی کے ساتھ کرو، لیکن اسی اندازہ کمی عبادت ریاضت ترک نہ کیا، زہد و ورع و تقویٰ کے سماع بھی کمی کے ساتھ سنو، اللہ تعالیٰ انہی بزرگوں کے طفیل سے ہم جیوں کو عقل سلیم اور صراط مستقیم عنایت فرمائے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، آپ کی وفات ۶ رجب ۱۳۳۳ھ کو ہوئی۔

۳۔ مختصر لاو کلام حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں، طریقہ سہروردیہ کے اور حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں جن کے حضرت سعدی جیسے خلیفہ ہوں، ان کی تعریف عیاں اچھپائی آپ کی کتاب علم تصوف میں ایک عجیب و غریب اور لاجواب تصنیف ہے، جس کو "عوارف" کہتے ہیں یہ کتاب صوفیہ کے لئے گویا دستور العمل ہے، اس میں اسرار طریقت اور نکات شریعت ہیں، گویا رہروان طریقت کے لئے مشعل ہے، آپ کے کلمات نصیحت آمیز بہت تھوڑے اور معنا نہایت وسیع اور مغز شریعت اور جان طریقت ہیں، بطریق نمونہ کے صرف دو اشعار لکھے جاتے ہیں جن کو حضرت سعدی نے لکھا ہے،

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دواندر ز فرمود بروئے آب

مجھے میرے پیر کامل شہاب الدین نے دو نصیحتیں کیں نہر و جسد پر

کیے آنکہ برخویش خود میں مباحش دگر آنکہ غریب میں مباحش

ایک تو یہ کہ تو اپنے آپ کو بڑا مت سمجھ دوسرے کہ دوسرے کے بارہ میں بڑا خیال رکھ

آپ کی وفات غرہ محرم ۶۳۲ھ میں ہوئی، آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے۔

۴ مختصر لکھنات امام الطریقہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

سرخند باحوال حضرت خواجہ نقشبند: آپ کی پیدائش سے پیشتر اکثر اولیاء اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب بخارا شریف میں ایک ایسا بزرگ پیدا ہونیوالا ہے کہ اس کے نور سے جہان روشن اور منور ہوگا، جس روز آپ پیدا ہوئے اُس روز ایک بزرگ اس محلہ میں ہو کر نکلے اور فرمانے لگے جس کے پیدا ہونے کی خبر بزرگ دیتے آئے ہیں، اس کی بوائی ہے، کسی نے عرض کیا ایک سید کے یہاں فرزند تولد ہوا ہے، انھوں نے فرمایا کہ اس کو لاؤ، آپ کو ان کے روبرو پیش کیا گیا انھوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جبرئیل اولیاء اللہ خبر دیتے آئے ہیں، یہ وہی بزرگ ہے، اس کے نور سے ایک عالم فیضیاب منور ہوگا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے صفت اجتہادی میں سے حصہ عنایت فرمایا تھا بچپن میں ہی آپ کے خرق عادات اور مکشوفات کا اظہار ہونا شروع ہو گیا تھا، جب آپ بات کرنے لگے تو آپ نے ایک روز اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے اور اس کے جسم پر فلاں فلاں جگہ ایسے ایسے داغ ہیں آپ کی والدہ ماجدہ یہ سن کر متحیر ہوئیں، جب اس گائے کے بچہ پیدا ہوا تو بوجہ نشانات آپ کے اُنھی مقامات پر ویسے ہی نشانات تھے، جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ ایک روز چند شخص یہ باتیں کر رہے تھے کہ بعض اولیاء جسم سے ہوا پر اُڑتے ہیں، آپ نے ایک زنبیل میں مٹی بھر زنبیل سے فرمایا ”پر واز“ (یعنی اُڑجا) وہ زنبیل ہوا پر اُڑ گیا، پھر آپ نے فرمایا ”بیا“ (یعنی آجا) وہ زنبیل آ گیا اسی طرح چند مرتبہ اپنے کیا۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا ”بیچ کمال نیست“ (یعنی کچھ کمال کی بات نہیں ہے) ایک روز جنگل میں ہرن جا رہے تھے، آپ نے آواز دی ”بیاید“ (یعنی ادھر آؤ) وہ سب ہرن آپ کی آواز

سننے ہی فوراً حاضر ہو گئے، پھر فرمایا "بروید" (یعنی جاؤ) یہ سنکر سب چلے گئے، ایک روز جنگل کی طرف
آپ تشریف لے گئے، آپ کے ہمراہ ایک شخص تھے، یکایک آپ میں جذب ربانی پیدا ہوا اور آپ
کی زبان مبارک سے اس حالت جذب میں یہ نکلا "مردہ شو" (یعنی مرجا) وہ شخص فوراً مر گیا، آپ کو
جب جذبے افادہ ہوا تو آپ نے اُس مردہ کو دیکھ کر نہایت افسوس کیا اور متحیر ایک درخت
کے نیچے بیٹھ گئے، اور اُس کی طرف نگاہ حسرت و افسوس دیکھتے رہے، قدرت حق! پھر جذبیت
ہوا، اور آپ نے اُٹناے جذب میں فرمایا "زندہ شو" (یعنی زندہ ہو جا) وہ شخص مردہ فوراً زندہ
ہو گیا، سبحان اللہ ایسی شان والوں کی شان میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

آں دعائیں کہ نے چوں ہر دعاست فانی ست و گفتہ گفت خداست

اس شیخ کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں وہ فانی ہے اور اُس کا کہنا خدا کا کہنا ہے

اکہ دابر ص چہ باشد مردہ نیر زندہ گردد از فسون آنفس نیر

مادر زاد اندھا اور کوڑھی تو کیا مردہ بھی اس بندہ خاص کے (دم) اعلیٰ نے زندہ معجا ہوا

آپ کی ذات بابرکات سے ہزاروں کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، کہ جنسے کتابیں بھری ہوئی ہیں

اور یہ کتابیں بھی خرق عادات اور کرامات کا نمونہ ہیں، ورنہ ادنیٰ ادنیٰ اولیاء اللہ کے حالات

واردات ایک شب کے اس قدر ہوتے ہیں کہ انکے درج کرنے کو ایک کتاب ضخیم ہونی چاہیئے،

سب سے زیادہ کرامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ لاکھوں قلوب مردہ کو ذکر حق سے

زندہ کر دیا اور ایسا نقش قلوب مومنین پر حضرت خواجہ نے باندھا کہ وہ نقش پھر نہ مٹا اور وہ

نقش قبر میں ساتھ گیا۔ جملہ اولیاء اللہ کے نزدیک یہ بات متفقہ طور پر مانی گئی ہے کہ کرامت مردہ کو

زندہ کرنے سے، مردہ دل کو زندہ کرنے کی بہتر ہے، کیونکہ اگر مردہ زندہ ہو گیا تو وہ دنیا سے

قریب ہوا اور پھر اس کو موت ہے اور جس کا دل زندہ ہوا وہ خدا سے قریب ہوا اور اس کو موت نہیں

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی کیا تعریف کیجائے؛ اور کس منہ سے تعریف کیجائے؛ ان کے اظہار مرتبہ کے واسطے اتنی ہی کافی ہے کہ ان کے خلفائے سلسلہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ و حضرت یعقوب چرخي رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی ایک توجہ سے نانبائی صاحب درجہ کمال کو پہنچے۔ اور صورت و شکل و لباس اور نقشہ جسم ملپٹ کر تمام حضرت خواجہ حبیب ہو گیا۔ یہ سب کمالات اور برکات حضرت خواجہ باقی باللہ کا فیضان اور کمال حضرت خواجہ نقشبند کا ہے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، حضرت خواجہ نقشبند سے کوئی دریافت کرتا کہ کونسی چیز آپ کو خدا تک لگتی، تو آپ فرماتے کہ مجھ کو توجذب ربانی کھینچ کر لگیا، آپ سید ہیں، لیکن آپ کے یہاں عمدہ عمدہ کپڑے بنے جاتے تھے، اور ان کپڑوں میں نقش و نگار نہایت خوبصورت اور نفیس بنائے جاتے تھے، کہ وہ کبھی نہ مٹتے تھے، اور نہ ماند ہوتے تھے، اسی طرح یا د حق کا نقش و لوہ پربانہ ہتھتے تھے کہ وہ نہ کبھی خراب ہوتے اور نہ مٹتے، اسی واسطے اس سلسلہ کا نام نقشبندیہ جاری ہوا، آپ کے حالات کثوفات کرامات کیا لکھی جائیں، بس یہی شرف حضرت سعدی کا آپ کے حالات کے واسطے کافی ہے،

نہ حسد غایتی دار و نہ سعدی راسخ بالماں بے درشتہ مستقی و دریا ہنچاں باقی

نہ ان کی خوبیوں کی کوئی انتہا نہ سعدی کے کلام کا کچھ ٹھکانہ، مرض جگندہ روینی پیاسا مر جاتا ہے اور یاس کا ویسا باقی رہتا ہے ان چاروں ائمہ طریقیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا حال میں نے بطریق تبرک لکھ دیا ہے تاکہ یہ کتاب ان کے صدقہ سے نورانی اور مقبول ہو جائے، ورنہ ان کے حالات اور کمالات کا کون احاطہ کر سکتا ہے اور کون ان کے معاملہ قرب اور حالات میں قلم چلا سکتا ہے ان بزرگواروں کے قرب اور مرتبہ کا حال اللہ جل جلالہ و اعظم شانہ ہی خوب جانتا ہے، یا اُس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس ذات

نے اُن کو رب تک پہنچایا، اور اُن کی اتباع کی وجہ سے انھوں نے یہ مرتبہ پایا۔ یہ چاروں بزرگوار
اپنی اپنی شان میں لکھا دے مثال ہیں، اور اس مصرعہ کے بالکل مصداق ہیں ع
”ہر گلِ راز نگ و بوئے دیگرست“ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ محرم ۱۰۸۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳ ربیع الاول ۱۱۹۱ھ میں بروز دوشنبہ وفات
پائی، مزار شریف آپ کا شہر خجائیں ہے، اشعار چند در وصف خواجہ نقشبند از غلام خواجہ
نقشبند فقیر محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی،

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ قاسمِ رحمت، رفیق و درومند

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ جو خدا کی رحمت کے تقسیم کرنیوالے اور مہربان و ہمدرد ہیں

پیشوا و رہنما ءے عارفان نکتہ سنج و واقفِ رازِ نہاں

وہ عارفوں کے رہنما اور پیشوا ہیں اور راز کی باتیں جاننے والے ہیں

نورِ قلبِ مصطفیٰ برداشتہ برستلوبِ مومنان انپاشتہ

انھوں نے نبی کریم صلعم سے نور حاصل کر کے مومنوں کے دلوں کو اس سے منور کیا،

صد ہزاراں دلِ سیہ نفسِ اسیر از نگہ خواجہ شہد بدیر منیر!

لاکھوں سیاہ اور دنیا دار دل، اُن کی ایک نظر سے روشن و منور ہو گئے

واقفِ رازِ شریعت ہم طریق دستگیرِ بکیاں مسکینِ غریب

وہ شریعت اور طہقیت کے راز سے خوب واقف ہیں اور گنہ گاروں اور بکیوں کے مددگار ہیں

آں طریق از لطفِ حق آورده اند و رلمحہ صد سالہ رہ طے کردہ اند!

طریقہ نقشبندی ان کو خدائے تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوا ہے اس طریقہ انھوں نے ہزاروں برس کا راستہ ایک لمحہ میں طے کیا ہے

تا بہ کعبہ خاص رب دو جہاں ساکناں رامی بر بند از رہ نہاں

تا بہ کعبہ خاص رب دو جہاں ساکناں رامی بر بند از رہ نہاں

وہ پروردگار کی طرف، طالبانِ حق کو پوشیدہ راستوں سے لیجاتے ہیں

نورِ عرفاں در قلوب انداختند خیال ناقص از دلاں برداشتند

انھوں نے دلوں میں معرفت کا نور بکھرا اور مومنوں کے دل پر خیال سے پاک کر دیا

از وجودِ شاں منور شد ہماں ملک روم و شام و چین ہندوستان

ان کے وجودِ پاک سے ملکِ روم، شام، چین و ہندوستان بلکہ سارا ہماں روشن ہو گیا

صد ہزاراں قطبِ اوماد و نجیب صاحبِ ارشادِ بودند و عجیب!

ان کی وجہ سے لاکھوں اولیائے خدمت اور اولیائے ارشاد ہوئے

ایں ہمہ فضلِ خدا از ہر آں کردہ حق خالق زمین و آسماں

یہ سب کمالاتِ خدا نے اُن کو اپنے فضل سے عطا فرمائے

یک توجہ خواجہ کافی می شود بہتر از صد حلقہ و جد و جہد

ان کی ایک توجہ سزا چلوں اور ریاضتوں سے بہتر ہے،

روحِ اقدس خواجہ محبوبِ خدا می کند مجذوب و تابعِ مصطفیٰ

ان کی روحِ پاک خدا اور رسول کی طرف کھینچتی ہے،

از زباں چوں خواجہ صادر شدیں زندہ مردہ زندہ شد حواں

ان کی زبان سے جو کچھ نکلا وہی ہو گیا مردہ زندہ ہو گیا اور زندہ مردہ ہو گیا

حکم چوں زنبیلِ رافضیہ و آں بر ہوا پرواز کرد او آں زماں

تو وہ ہوا پر اُڑنے لگا!

چوں نباشد ذاتِ آں منبعِ کمال خاصہ احمد و خاصہ ذواکِ جلال

انکی ذاتِ سرشتِ کمال کیوں نہ ہو کیونکہ وہ اللہ اور اُس کے حبیبِ مقبول ہیں

راست گفتہ مولوی معنوی واقعہ رازِ خدا در مثنوی

مولانا رومیؒ نے اپنی مثنوی میں یہ کما ہے

آں وعائیںخے کہ نے چوں ہر دعاست	فانیست و گفتہ گفت خداست
اس بزرگ کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں	وہ فانی فی اللہ ہے اور اسکا کہنا گویا خدا کا کہنا ہے
کے تواند مدح خواجہ نقشبندؒ	وصفت آں جن و ملک انساں کنند
بھلا خواجہ محمد نقشبندؒ کی تعریف میں کیسے کر سکتا ہوں	جن کی تعریف جن و انسان اور فرشتے کیا کرتے ہیں
عرض این ست از خواجہ نقشبندؒ	بر ہدایت کن نظر، نقشے بہ بند
حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ سے یہ التجا ہے کہ	خادم محمد ہدایت علی پر نظر کرم فرمائیے
نقش آں خواہم کہ وقتے جاں رو	نے رود از دل نہ شیطان اُبرد
میں ایسا نقش چاہتا ہوں کہ مرتے وقت تک دل سے نہ مٹے، اور نہ اس کو شیطان بھلا سکے	
من سگ در گاہ ز سگ ادنیٰ ترم	بر سگ خود کن بگم لطف و کرم
میں آپکی بارگاہ کے کتے سے بھی حقیر ہوں	اسلئے اپنی اس کتے پر بھی نظر لطف و عنایت فرمائیے
آرزو دارم کہ در روز حساب!	کفیش خواجہ در برم مثل کتاب
میری یہ آرزو ہے کہ قیامت کے دن	خواجہ نقشبندؒ کی نعلین مبارک میری نعل میں ہوں
گر شود نعلین خواجہ در برم	بے شبہ از فضل حق حبت روم
اگر حضور کی جوتیاں میری نعل میں ہوں	تو یقیناً میں خدا کی مہربانی سے حبت میں چلا جاؤں گا
اے خدا سامع دعائے انس جاؤں	اے خدا صانع زمین و آسماں
اے جن و انسان کی دعا سننے والے خدا	اور اے زمین و آسمان کے بنائے والے پروردگار
ایں دعا را استجب از فضل خویش	از برائے حجت مقبولان خویش

فصل چوتھم مختصر حالاتِ ایشیائے اہم و ثانی منزلیہ

حضرت غلام علی شاہ و حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

رحمۃ اللہ علیہما اجمعین

حضرت اربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات اور آثار

آپ کی ذاتِ بابرکات اُمتِ محمدی میں ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے کہ جس کا عوض آپ کے بعد والے ادا نہیں کر سکتے، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ 'حضرت شیخ کی ذات اس الف ثانی کے واسطے ارباص ہے یعنی بنیاد اور آپ کا اُمت پر بڑا احسان ہے، کہ اُس کا بدلہ نہیں ہو سکتا، اور آپ کا منکر ولایت فاسق ہے، اللہ کی سنت جاری ہے کہ ہر زمانہ میں نبی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں تعدادِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک لاکھ چوبیس ہزار تک آئی ہے، اور ان میں تین سو تیرہ مرسل اور پانچ نبی اولو الغریم ہوئے علیہم الصلوٰۃ والسلام، ہر زمانہ میں کئی کئی نبی ہر شہر میں، اور قصبہ دیاڑ میں پہنچ پہنچ کر توحید باری تعالیٰ بتایا کرتے تھے لیکن سوئو برس یا اس سے کم و بیش زمانہ میں نبی مرسل دنیا میں بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ اپنے نورِ باطن اور دلائلِ حقہ سے دلوں کو منور کرے اور جو جو خرابی شرعیہ پنہر اولو الغریم میں لوگوں نے پیدا کر دی ہے اس کو دور کرے۔ اور ہزار سال یا اس سے کم و بیش زمانہ میں نبی اولو الغریم صاحبِ کتاب شرعیہ بھیجا جاتا تھا، اور نبی اولو الغریم کا نیا کلام اور نئی شرعیہ جاری ہوتی تھی اور کتبِ سابقہ اور شرعیہ سابقہ منسوخ ہوتی تھی، جیسے حضرت آدم و حضرت ابراہیم و حضرت

موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین نبی اولوالعزم ہیں اب چونکہ
 نبوت ختم ہو چکی تو حضور صلعم کے بعد نبی کا ہونا تو موقوف ہو گیا لیکن بموجب سنت اللہ ہر زمانہ میں بجائے نبیوں
 کے ولی ربانی و علمائے حقانی خلق کو ہدایت کرنے پر مامور ہیں، اور بجائے نبی مرسل کے ہر صدی
 پر ولی اکمل مجدد صدی ہوتا ہے، اور ہر ہزار سال پر بندہ اخلاص انھوں بجائے نبی اولوالعزم کے بھیجا
 جاتا ہے لہذا اُمت میں مجدد صدی اولیا تو بہت سے ہو گئے اور انشا اللہ ہوتے رہیں گے مگر مجدد الف
 حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات و الاصفات ہی جیسے نبی اولوالعزم
 نے احکام نئی شریعت لایا کرتے تھے، ویسے ہی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جدید
 معارف جدید کتب جدید اسرار جدیدیات، مقامات علم تصوف میں فرمائے ہیں جو زمانہ نبوت کے بعد اور آپ کے زمانہ
 تک کسی بزرگ سے ثابت نہیں، یہی وجہ اور دلیل بین آپ کے مجدد الف ہونے کی ہے، آپ کے
 مکتوبات شریف اُمت کے واسطے رہبر اور مشعل کا کام علم شریعت و طریقت میں دیتے ہیں اور جو جو
 خرابیاں علم تصوف میں اور جو برتاؤ اور بدعات شریعت کے خلاف زمانہ اکبر بادشاہ میں پیدا ہو گئی،
 تھیں وہ آپ کے وجود باوجود کے ظاہر ہونے پر دور ہو گئیں، آپ نے ان شریعت اور طریقت
 کی خرابیوں کو جو شریعت اور طریقت میں لوگوں نے شامل کر دی تھیں، براہین شریعت سے
 اور اثرات نور باطن بفضیلتی دور کر دیا، اور جو جو معارف جدید آپ نے فرمائے جنہیں بڑے بڑے
 اولیا اسکی فہمید میں حیران رہ گئے مگر آپ نے اپنے طلبہ کو جن مقامات کی خبر دی تھی، ان پر پہنچا دیا
 اور ان حالات کا ہشاہدہ کرادیا کہ جسکی تصدیق ہزاروں صلحا و علمائے مجددیہ نے کی انہی وجوہات
 سے آپ کو مجدد کہا جاتا ہے، آپ کی ذات مبارک و ذات ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
 نے اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد اکنکی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ اس الف ثانی میں ایک بزرگ بندہ ص
 ہوئیو الالبے کہ جسکی بزرگ خبر دیتے آئے ہیں، زہے قسمت اس پیر کی کہ جس کو الیامرید ملے، حضرت خواجہ

باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ حسب ارشاد اپنے مرشد کے اور بموجب اشارہ باطنی تلاش اس بندہ کے
ہندوستان میں تشریف لائے، دہلی میں قیام فرمایا اور حضرت خواجہ کے خرق عادات اور کثرت
عبادات کی شہرت دہلی میں ہوئی اور آپ کے ارد گرد ہزاروں طلبہ جمع ہو گئے، مگر جس کی تلاش میں
آئے تھے، وہ ابھی تک آپ کو نہیں ملے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں سرہند
شریف سے بقصد حج دہلی تشریف لائے، اور آپ حضرت خواجہ کی شہرت سن کر حضرت خواجہ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواستِ بیعت سلسلہ نقشبندیہ کی، حضرت خواجہ بنور باطن جان گئے
کہ میں جس کی تلاش میں آیا ہوں وہ یہی ہے، بلا توقف درخواستِ بیعت قبول فرما کر بیعت کر لیا
اور چند روز توجہ مبارک میں رکھ کر اجازتِ طریقہ نقشبندیہ عطا فرمائی، اور لوگوں کے بیعت کرنے
سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اور تمام خلفاء اور مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ میاں شیخ احمد کے پاس جاؤ
اور اخذ فیضانِ باطن کرو، اور ان کی صحبت میں رہو، اب میرا ایسے شخص کے سامنے بیعت کرنا،
مناسب نہیں، ہندوستان میں آنے کا مقصد میرا ان کی تربیت تھی، حضرت خواجہ کے چند خدام
اور خلفائے کچھ انکار کیا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر ان کی خدمت میں جانا مناسب نہیں سمجھتے، تو ان کے
جواب میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا: ”میاں شیخ احمد آفتاب است و ما ہجوستارگاں درو
گم اند“ یعنی شیخ احمد آفتاب ہیں اور ہم مثل ستاروں کے اسکی روشنی میں گم ہیں۔ پس اس ارشاد
حضرت خواجہ سے شانِ حضرت مجدد الف ثانی کی ہر شخص دریافت کر سکتا ہے، وہ حضرت خواجہ باقی باللہ
کہ جن کی ایک توجہ سے نانباتی جیسا عام آدمی اعلیٰ درجہ کا ولی اکمل بن جائے اور اسکی شکل و صورت
و لباس تمام حضرت خواجہ کا سا ہو جائے، اور تبدیل بھی ہو تو ایسا کہ لوگ پہچان نہ سکیں کہ حضرت
خواجہ کون سے ہیں، اور نانباتی کونسا؟ یہ زبردست کرامت کسی اولیاء اللہ سے ہونا ثابت نہیں
بعض اولیاء اللہ کی ایک توجہ سے اولیاء ہوئے ہیں، لیکن کم درجہ کا اولیاء۔ اپنے جیسا اولیاء

کسی اولیاء کی توجہ سے نہیں ہوا۔ یہ مخصوص کمال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو خدا کے
 قادر نے عطا کیا تھا اور ہزاروں خرق عادات اور تصرفات اور کرامات اور کشفات حضرت خواجہ سے
 ظاہر ہوئی ہیں جو خلق سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر باوجود اس قدر اکمل ہونے حضرت شیخ کی تعریف سن
 کر تلاش مرید میں نکلے اور پھر اس مطلوب کو پا کر کمال پر پہنچا اور پھر یہ فرما کر کہ شیخ احمد آفتاب ہے
 اور ہم جیسے مثل ستاروں کے ہیں جیسے آفتاب کی روشنی میں دن کو ستارے چھپ جاتے ہیں اسی
 طرح شیخ احمد کے آفتاب نور ہدایت و فیضان میں ہم چھپ گئے ہیں، سبحان اللہ! شیخ ہوں تو
 لیے ہوں، مرید ہوں تو لیے ہوں، پس اس ارشاد حضرت خواجہ سے حضرت مجدد الف ثانی
 کے مرتبہ عالی کا پتہ ہر شخص لگا سکتا ہے، آپ نہایت درجہ کے متبع سنت اور عالم مہر تھے اور غایت
 درجہ کے اتقی تھے، اور تمام خصائل حمیدہ و صفات پسندیدہ سے مرصع تھے، اور اس شعر کے مصداق تھے
 خوبی و تشکل و شمائل حرکات و سکنات انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ فرماتے ہیں کہ جس قدر میرے سلسلہ میں حشر تک مرید ہوں گے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان
 کے نام اور صورت اور جائے سکونت دکھلا دی ہے اور یہ بھی بار بار الہام ہوا ہے کہ اے شیخ احمد
 جس کسی نے واسطہ پکڑا تیری ذات کے ساتھ، ہم نے اُس کو بخش دیا، کسی کو آپ کے حالات دیکھنا ہوں
 تو کتابیں جو آپ کے حالات میں لکھی گئی ہیں اُن کو دیکھنا چاہیئے، میں جناب کا اس مختصر کتاب
 میں کیا حال لکھوں۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے کلمات نصیحت آمیز و ضروری

اس جہان میں رویت حق محال ہے۔ اپنے ہر ایک حال اور کشف اور الہام کو کتاب
 و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطابقت کرنا چاہیئے، اگر موافق ہوں وہ قابل عمل اور
 قابل اعتبار ہیں اگر خلاف ہوں وہ نفس و شیطان کا دھوکہ ہے، اس کو چھوڑنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ کی ذات

وراۃ الوراۃ اور پھر وراۃ الوراۃ ہے، کسی کا خیال اور گمان اور کشف اور اک اس تک پہنچ سکتا ہے
 نہ اسکا احاطہ کر سکتا ہے، طریقہ نقشبندیہ کا اصول نہایت آسان ہے، اور خدا تک جلد پہنچانے
 والا ہے، کام کا مدار دل پر ہے، اگر دل حق تعالیٰ کے غیر سے گرفتار ہے تو خراب و اتر ہے،
 صرف ظاہری اعمال اور رزمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا، اور بلا اعمال صالح بدنی جزا شریعت
 نے حکم دیا ہے، دعویٰ سلامتی دل کرنا باطل ہے، علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں، اور
 اخلاص کا حاصل ہونا طریق صوفیہ پر منحصر ہے، کہ جو علم و عمل کی روح ہے، دل کی سلامتی نیا
 ماسوی اللہ بغیر نہیں ہو سکتی۔ تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے، اور تمام فسادوں
 کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔ فقراء کی خاکروبی و دولت مندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسدی ہوئی۔ اور دیدار حق آنکھوں سے ہوا، فقرار کی محبت اور صحبت
 ضروری ہے، جس نے اولیاء اللہ کو پہچانا، اُس نے خدا کو پا لیا، جو مرنیسے پہلے نہ مرا اُسی پر تم
 پرسی ہے، اور جو مرنے سے پہلے مر گیا اُس کا مرناس کے لئے باعث خوشی، اور اوروں کے لئے
 باعث غم ہے، منازل سلوک صرف اس لیے ہیں کہ ایمان حقیقی نصیب ہو جائے، توبہ اور سکوت کو
 لازم پکڑ۔ اور موت اور قبر کو روبرو رکھ۔ نیک بات دوستوں کو پہنچا دے اور مخالفوں سے بحث
 مت کر۔ کفر کے بعد سب بڑا گناہ دل آزاری ہے، خواہ مومن کی ہو یا کافر کی علماء سلف
 پر طعن کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے، بزرگوں کے کلام کے معنی خلاف شریعت مراد لینا اکاد
 اور زندہ ہے، ہر شخص کو جو جہاں میں ہے اپنے سے بد جہاں بہتر جانتا ہوں، دولت مندوں کی صحبت
 زہر قاتل اور آخرت کی موت ہے، فضول کاموں کی مشغولی حق تعالیٰ سے روگردانی کی علامت
 ہے، تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے، سر و دو نعمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا
 ہے، حرام فعل کو مستحسن جاننے والا اسلام سے بکل جاتا ہے، اور مرتد ہو جاتا ہے، جو سالک اپنے

آپ کو خیس کتے سے بھی بہتر جانتا ہے، وہ بزرگوں کے کمالات سے محروم ہے، اولیاء اللہ کی نظر دوا ہے اور کلام شفا ہے، اور صحبت سرایا نور، نقشبندی وہ ہے جو اپنی زبان ہر وقت ذکر و حسرت سے تر رکھے، جس شخص کو حرص کی بیماری ہو اس کو چاہیے کہ قبرستان میں چلا جائے اور فراروں پر غور کرے ان سے معلوم ہوگا کہ دنیا کی کل کوششوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے، کبھی اس کا مکان بھی وہاں ہوگا۔ تھوڑی سی مٹی چادر کا کام دے گی، اور تھوڑی سی مٹی اس کا تکیہ بنے گی، بزرگوں کی بے ادبی ادب کا پیش خمیہ ہے۔

پیدائش آپ کی ۱۲ شوال ۹۷۱ھ یوم جمعہ بوقت نصف شب ہوئی اور وفات آپ کی ۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مختصر حالات و کلمات حضرت مرزا مظہر جانجانا شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جانجانا شہید رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں خاص خلفاء میں گزرے ہیں، ان جناب کے اور آپ کے خلفاء جیسے حضرت غلام علی شاہ صاحب و حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، و حضرت نعیم اللہ صاحب ہڑاپچی وغیرہم سے نور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بہت پھیلا ہے، آپ عالم متبحر ہیں، آپ نے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل اپنی کثیر علمی اور نور فراست سے اپنے مکتوبات میں حل فرمائے ہیں، جن کو اہل علم پڑھ کر آپ کے تبحر علمی کا اندازہ کر سکتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا زمانہ ایک ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اور آپ نے ایک استاد سے پڑھا ہے اور اس زمانہ میں دہلی میں بڑے بڑے بزرگ صاحب کمال تھے جیسے حضرت خواجہ محمد زبیر و حضرت خواجہ محمد ناصر غنڈلیب، حضرت سید نور محمد بدایونی، و حضرت شاہ گلشن و حضرت شاہ محمد افضل سیالکوٹی

و حضرت حافظ سعد اللہ و حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، آپ کی ذات مبارکت ایشی ولی تھی، ایام بچپن میں جناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اولیا اللہ کی زیارت چشم ظاہر سے جاگتے ہیں حالت ہوش میں ہوا کرتی تھی، حالانکہ آپ اس وقت کسی سے بیعت نہیں ہوئے تھے، آپ کی عشق و محبت کی ایام شیر خوارگی میں موجود تھی، آپ کو ایام شیر خوارگی کے حالات اور تپش عشق خوب یاد تھی، آپ اپنے زمانہ کے قطب ارشاد تھے، آپ کی خدمت شریف میں شہروں کے اہل خدمت اولیا اللہ قطب، اہل اہل وغیرہ فیض صحبت اور زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے، آپ کے خلیفہ حضرت قاضی سنار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم فرشتے کیا کرتے تھے، جس کے خلفاء کی تعظیم فرشتے کریں، پھر اس کی شان کا کوئی کیا بیان کرے؟ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امجد کشف دیا ہے کہ تمام روئے زمین مجھ پر مثل خطوط کتب دست کے عیاں ہے، اور فقیر نے حرمین شریفین کا سفر بھی کیا ہے، مگر فقیر کی تحقیق میں حضرت مرزا مظہر جانجانا کے برابر کوئی بزرگ اس وقت نہیں ہے۔ آپ کو ایک رافضی شقی نے شہید کیا ہے اور اسی شہادت کی اطلاع آپ پشتر سے فرما چکے تھے،

بلوچ تربت من یا فہم از غیب تحریر کہ ایں مقتول راجز بیگناہی نیست تقصیر

آپ کے کلماتِ ناصحانہ

طریقِ ورع و تقویٰ پیش گیر، متابعتِ مصطفیٰ بجاں بیذری، صلی اللہ علیہ وسلم، احوال راستہ پر ہیزگاری کا اختیار کر، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جان سے قبول کر خود برحقاب سنت عرض نہا، اگر موافق سنت شایان قبول انکار، و اگر مخالف سنت مردود

اپنے حالات قرآن شریف اور حدیث شریف سے ملا، اگر موافق ہے تو اس کو قبول کر نیلے قابل جان
پندار، بالتزام عقیدہ اہلسنت و اجماعت حدیث و فقہ آموز و در صحبت علماء، ثواب اخروی
اور اگر مخالف ہو ناقابل قبول سمجھ لازم کے ساتھ عقیدہ اہلسنت و اجماعت حدیث و فقہ سیکھ اور عالموں
اندوز، در عمل بر حدیث موافقت کن، اگر می توانی، والا گاہے عمل آرتا از نور آن محروم نہ مانی
کی صحبت میں آخرت کا ثواب حاصل کر، عمل کرنے میں حدیث پر دوام و ہمیشگی کر اگر تجھ سے ہو سکے، ورنہ کبھی
عمل بہ نیت اتباع حبیب خدا یا محض بہ رضائے مولا اختیار کن و دل را از اغراض ہر دو جہاں بنہار
اس پر عمل کرتا کہ تو اس کے نور سے محروم نہ ہے، اپنا عمل اتباع رسول کریم صلعم یا محض خوشنودی حق کے
کن، عملت چیت کہ آزاد و معرض بیع آری، استطاعت از کسیت؛ کہ آزا بخود منسوب
لئے اختیار کر دل کو دونوں جہاں کی خواہشات اور غرض سے بنہار اور دور رکھ تیرا عمل کیا ہے؛ کہ تو اس کو فروخت کیے
پنداری، بالتزام خلوت صفائی وقت بدست آر کہ سہ ماہیہ درویشی نقد صفاست، از اسباب دنیا
(یعنی اس کے عوض جنت مانگے) یہ طاقت و استطاعت کس کی جانب سے ہے؛ جس کو تو اپنی طرف منسوب کرتا ہے
انچہ گیری مختصر گیر، کہ حطام دنیوی را روز حساب در قفاست و ذکر خدا خود را گرم ساز
گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر وقت کی صفائی حاصل کر کہ فقیری کی پونجی یہی دولت صفائی ہے۔ دنیا کے ابا میں جو کچھ ^{تھوڑا}
عمل امروز بر سر دامنہ از، در محبت مشائخ رسونخ عقیدت بفرما کہ دوستی دوستان خداست
اسی لیے کہ دنیوی حقیر دولت قیامت کے روز گردن پر اٹھانی پڑ گئی، یعنی حساب دنیا ہوگا، ذکر خدا اور عبادت میں اپنے کو مشغول رکھ
موجب قرب خدا، در حضور پیر التفات بغیر نما، و در صحبت او بر نوا مسل طاعت
آج کے عمل کو کل پرست ڈال، بزرگوں کی محبت میں عقیدہ کو مضبوط کر، کہ خدا کے دوستوں کی دوستی قرب کا باب ہی پیر کی
میسفرا، تا ممکن است اوقات بصبر و توکل بسر کن، و اندیشہ التجا بغیر از
موجودگی میں دوسری طرف متوجہ نہ ہو اور اس کی صحبت میں عبادت نافذ کر جہاں تک ممکن ہو اپنے وقت کو توکل میں گزار

سر بدر کن : کار خود را بخدا سپار . و موت یقین و صدق وعدہ اور اسرئیل خلوت انکار و دل تو
 دوسری طرف آرزو اور التجا کا خیال مانع سے نکال دے اپنا کام خدا کے سپرد کر اور بتاؤ وعدہ حق کو اپنی گوشہ نشینی کا سر (پونجی)
 اگر تردد نیست عزالت می باید کہ رزق بوقت معین خود می آید ، اگر اندیشہ عیال تشویش فراموش ،
 سمجھ اگر تیر و لیس و نہیں ہر توتہائی چاہی ہو ، اس لیے کہ رزق اپنے مقررہ وقت پر آتا ہی ۔ اگر اہل عیال کی فکر ہے تو نبی کریم
 تثبث اسباب سنت انبیاء است علیہم السلام ، وجہ معین کہ دل را بر آں اعتماد نہ بود ، منافعی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقوں کو (یعنی تجارت زراعت مزدوری) کو اختیار کر ، ایسی مقررہ وجہ کہ دل کو اُسپر بھروسہ
 توکل و سبیل رشاوندہ بود ، اس المال فقیر انسان را غبار و جمعیت خاطر است ، دہلے وارستہ
 نہ ہو ، توکل اور راہ راست کے خلاف نہیں ہے ، فقیر کا اصل سر یہ فارغ البالی اور دیکھی ہے ، اور دنیا کے
 در انتظار مقصود ناظر ، مبادا جمعیت تفرقہ بدل شود و در توجہ و کیونہی خاطر خلل شود ، قناعت پیش
 تعلقات چھوٹا ہوا دل اپنے مطلب مقصود کے انتظار میں خدا کی طرف دیکھ رہا ہی کہ کہیں اطمینان دل ، پریشانی
 گیر حرص و طمع از دل برگیر ، از بار و اغیار نا امید باش ، و بود و نا بود شاں یکے شناس
 سے نہ بدل جائے اور توجہ اور کیونہی میں خلل واقع ہو ، قناعت اختیار کر ۔ اور حرص و لالچ کو دل سے نکال دے
 در پیج کس چشم تھارت منکر ، و خود را از ہمہ کمتر و قاصر شمار ، در راہ طلب مولیٰ کبر از سربہ و نقد
 اپنے دوستوں اور غیروں سے نا امید رہ ، اور ان کے عدم وجود کو برابر جان ، کسی کو تھارت کی نظر سے
 غور از کف بیروں وہ ، از اینجا گفتہ اند ، درویشی آنست کہ انچه در سرداری بہنہی و از انچه بر سر
 مست دیکھ ، اور اپنے آپ کو سب سے برا اور چھوٹا سمجھ خدا کی طلب میں تجر و مانع سے نکال دے اور سر یہ غور
 آید نہ جہی ۔ و از اندیشہ و فردا برہی ، بر طاعت و عبادت خود مناز ، و دید قصور و نیستی را
 پھینک دے ، اسی واسطے بزرگ کہتے ہیں کہ فقیر یہ ہی کہ جو کچھ تو دماغ میں رکھتا ہی (یعنی غور) اُس کو نکال دے اور جو
 آئے اس سے نہ گھبرائے اور کل اور پرسوں کے خیالات سے نجات پائے ، اپنی طاعت اور عبادت پر نازت کر اور قصور خطا اور غیبت

سرمایہ خود ساز، مخالفتِ نفس چندانکہ بود زیباست، امانہ آں قدر کہ تنگ آید و نشاطِ شوق
 اپنا سرمایہ بنا، نفس کی مخالفت جس قدر کہ درست، لیکن نہ اس قدر کہ وہ تنگ آجائے اور شوق کی فروختی
 در طاعت نیز فزاید آگاہ ہے با او مواسات باید نمود، کہ رضائے نفس مومن موجب ثواب می گردد
 عبادت میں رہے، کبھی کبھی اس سے غمخواری کرنی چاہیئے، اور مومن کے نفس کا خوش کرنا ثواب کا باعث ہے
 یک بار نفس فقیر متمثل گردیدہ آرزو کر دے کہ مرا ایسے چنیں طعام بخوراند، ہر مقصود
 ایک مرتبہ میرے نفس نے صورت اختیار کر کے آرزو کی کہ جو مجھے ایسا کھانا کھلائے، اسکا جو مقصد
 کہ دارد بر آید، اتفاقاً در اں وقت کسے نہ بود کہ با او گفتہ شود: باز بعد تے متشکل گشتہ
 وہ حل ہو جائے، اتفاق سے اس وقت کوئی موجود نہ تھا کہ اس سے کہا جاتا، پھر تھوڑے دن بعد میرے
 التماس طعام نمود، شخصے در اں وقت حاضر بود، با من فقیر آں طعام مہیا نمود، عقدہ مشکل
 نفس نے ایک قسم کے کھانکی خواہش کی، اس وقت ایک شخص موجود تھا، چنانچہ میرے حکم سے وہ کھانے آیا سخت
 داشت بناخن بیج تدبیر و انہی شد، بایں عمل منحل گشت، می فرمودند طعام اگر بہ نیت ادا حسن
 پیچیدہ معاملہ تھا وہ کسی تدبیر سے حل نہیں ہوا تھا، آخر اس ترکیب سے حل ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ کھانا اگر شکر ادا
 شکر بامزہ سازند، احسن می نماید کہ در صورت بے مزگی شکر از تہ دل نمی بر آید، طعام
 کر نیکی نیت سے بامزہ بنالیں تو اچھا معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ بے مزگی کی صورت میں شکر تہ دل سے نہیں نکلتا
 لذیذ را با آمیزش آب بے مزہ ساختن نعمت الہی را سجاک انداختن است، پیغامبر خدا
 ذائقہ دار کھانے کو پانی ملا کر بامزہ بنا لینا خدا کی نعمت کو خاک میں ملا دینا ہے نبی کریم علیہ التہتہ و التسلیم حسب
 صلی اللہ علیہ وسلم مرغوب تناول می فرمودند و اگر غلٹے نہ بود دست بازی نمودند،
 کھانے کو طبیعت چاہتی تھی، وہ کھاتے تھے، اور اگر دل نہیں چاہتا تھا تو ہاتھ کھینچ لیتے تھے، ہمارے
 نفوس مامثل نفوس حضرت جنید و شبلیؒ نیست، رحمۃ اللہ علیہما، کہ تہنئی را شکر اٹھاند

نفس حضرت جنید اور شیخ ثعلبی کے سے نہیں ہیں رجتہ اللہ علیہما کہ کڑوی چیز کو شکر سمجھیں اور کمین صبر
 الصبر جمع المراجعة بلا عبوسۃ الوجه شکر کے کہ محض بر زبان بود، شعیہ صبر ست
 آنج چیز کا گھونٹ گھونٹ کر کے پی لینا ہے، بغیر منہ بکاٹے۔ جو شکر کہ محض زبان پر ہی ہو وہ صبر کی شاخ ہو
 کہ تلخی آں در جان بود، زیارت مزارات اولیا در یوزہ فیض جمعیت کن، وارواج طیبہ
 کہ تلخی اُس کی جان میں موجود ہوتی ہے، اولیا واللہ کے مزارات کی زیارت سے فیض حاصل کر اور شاخ کرام
 شاخ کرام را با تحاف ثواب فاتحہ و درود و بجناب الہی وسیلہ ساز کہ سعادت ظاہر و
 کی روحوں کو فاتحہ کے ثواب کے تحفوں سے اور درود سے بارگاہ الہی میں وسیلہ بنا اس لئے کہ ظاہری
 و باطن ازیں معنی حاصل است، اما مبتدیان را بغیر تصفیۃ قلبی از قبور اولیا حصول فیض متعسر
 اور باطنی سعادت اسی میں ہے، لیکن مبتدیوں کو بغیر صفائے قلب اولیا کی قبروں سے فیض حاصل کرنا مشکل
 لہذا حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرمود اند کہ مجاور بودن حق سبحانہ
 چنانچہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں، کہ عبادت خدا قبور کی خدمت
 از مجاورت قبور اولیاست، و بر سوم متعارفہ از عرس و چراغاں مقید مباش کہ ایں معنی
 مستلزم سوال خیمہ و فروش و عدم حفظ مراتب از ازدحام مردم می گردد۔ و زر نقد خفیہ بار باب
 سے بہتر ہے، مروجہ رسوم عرس اور چراغاں کا پابند مت رہ۔ اس لیے کہ خیمے فروش و فروش و عدم مراتب
 احتیاج دادن اسرع است ثواب، تمام ہوا کلام حضرت مرزا صاحب شہید کا۔

اور لوگوں کے بیچوم کا باعث ہے، اور نقد روپیہ پوشیدہ طور پر جاہمندوں کو دنیا زیادہ اچھا ہے ثواب حاصل کرنے کے لئے۔

اس آخری ارشاد حضرت مرزا صاحب کے کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ آپ عرس کے
 خلاف ہیں، آپ یوم انتقال پیران عظام خود فاتحہ عرس کیا کرتے تھے، اور آپ کے پیر
 حضرت حافظ صاحب و شیخ محمد عابد سنائی و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی و شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم حضرات بھی فاتحہ عرس کیا کرتے تھے، اور کتاب قول
 اجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحب نے اثبات عرس کیا ہے، چنانچہ حضرت مرزا صاحب^۷ شہید
 رحمۃ اللہ علیہ کتاب معمولات منظریہ میں بصفحہ ۱۲۱ مطبوعہ نظامی کانپوری فرماتے ہیں،
 و برسمیات عرفی از عرس مقید نباید شد کہ در ارتکاب آن شناعیت بسیار است
 اور عرس کی مروجہ رسموں کا پابند نہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ایسا کرنے میں بہت برائی ہے،
 یکے التزام خلاف حضرات اس طریقہ کہ از قید رسمیات خارج است و استلزام سوال از
 ایک تو اس طریقہ کے حضرات کے خلاف کرنا کہ جو رسموں کی قید سے خارج ہو اور خیمے اور فرش وغیرہ لازمی ہونا، تیسرے
 خیم و فرش وغیرہ، سوم لزوم اسراف و اخراجات روشنی و چراغاں، چارم تضييع
 لازمی طور پر فتنو نخرچی کا ہونا۔ روشنی اور چراغاں کے خرچ میں، چوتھے تضييع اوقات کہ جس کا خیال رکھنا
 اوقات کہ محافظت آن ضرور است، پنجم شکایت مردم از نشیب فراز مجالس و قصور
 ضروری ہے، پانچویں لوگوں کی شکایت مجلس کی بیچ اونچ اور مرتبوں کے خیال کرنے میں کوتاہی لوگوں
 در اہتمام حفظ مراتب از کثرت ازدحام، ششم در استمرار این رسمیات گاہ ارتکاب استقراض
 کے ہجوم کی کثرت سے، چھٹے کبھی ان رسموں کے ہمیشہ جاری رکھنے میں سودی روپیہ تضرع لینا پڑتا ہے
 زر سودی شود کہ آن در شریعت حرام است، زیرا کہ دریں زمانہ پر فتنہ
 جو کہ شریعت میں حرام ہے، اس لیے کہ اس زمانہ میں جو کہ پُر آشوب ہے فقیروں کا ذریعہ معاش
 اسباب معاش فقرار ہمارہ برہنج تساوی نہ، و ترک عادت در سوم عرس برائشیاں متغیر
 یکساں برابر نہیں ہے اور ان پر عادت چھوڑنا اور عرس کی رسموں کا ترک کرنا بہت مشکل اور محال ہے
 و دشوار است، بنا بر اضطرار محتاج بقرض شدہ رسم بجای آزند، ہفتم نیاز غیر مشروب قبول
 اس وجہ سے اپنی رسم کو پورا کرنے کیلئے تضرع لینے کے محتاج ہوتے ہیں، اور رسم پوری کرتے ہیں

نخواہد افتاد زیرا کہ ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب

ساتویں ناجائز نیاز قبول نہیں ہوتی، کیونکہ بیشک اے تعالیٰ پاک ہو قبول نہیں فرماتا، لیکن پاک چیز کو۔

دینور حدیث آمدہ صدقہ کہ در راہ خداے تعالیٰ دادہ می شود، اول در دست

اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ جو صدقہ خدا کے راستہ میں دیا جاتا ہے پہلے اللہ تعالیٰ

حق سبحانہ تعالیٰ می افتد، بعد ازاں بدست آل مسکین، پس اس چنیں نیاز سزاوار خباب

کے ہاتھ میں جاتا ہے اُس کے بعد اُس مسکین کے ہاتھ میں جاتا ہے پس ایسی نیاز کیونکر خداے تعالیٰ کے

قدس او تعالیٰ چگونہ باشد، تا ثواب آل باں بزرگ برسد، از اینجاست کہ معمول حضرت

لائق ہو سکتی ہو، تاکہ اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچے، یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ (حضرت محمد عابد سنائی)

شیخ (حضرت محمد عابد سنائی) در عرس مشایخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آجین چنیں بود کہ بروز عرس

کا مشایخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عرس میں یہ معمول تھا کہ عرس کے دن آپ کبھی گھر میں فرما دیا کرتے

گاہ در خانہ می گفتند کہ امروز قدرے در طعام معمول اضافه باید کرد و از یاراں ہر کہ در خدمت

تھے کہ آج کھانے میں کچھ معمول سے زیادہ اضافہ کر دیا جائے، اور جو خادم اہل مجلس آپ کی خدمت

شریف حاضر می شد، می فرمودند کہ امروز چیرے ہمیں جانتا دل نمایند و چوں فقیر عادت لطعام

میں حاضر ہوتے آپ ان سے فرما دیتے کہ آج حاضر ہیں کھائیں، اور چونکہ فقیر کی عادت بازار کا کھانا

بازار دارو، ناچار بروز عرس یک روپیہ راشیرینی از بازار طلبیدہ بیار ان حاضر تقسیم می کند

کھانے کی ہے، اس لیے عرس کے دن بازار سے ایک روپیہ کی مٹھائی منگو کر احباب کو تقسیم کر دیجائی

و انچہ فتوح در نقد نیاز حضرت می رسد، بخدمت پیر زاد با و بیو دہا کہ استحقاق انہا دار

اور جو کچھ زر نقد روپیہ ان کی نیاز کے لیے آتا ہے اس روپیہ کو ان کے اعزہ اور اہل حقوق کو خفیہ طور پر بھجوا

بطور مخفی می رساند زیرا کہ اس طریق از ریاء و سمعہ و جمیع آفات مذکورہ از حرام و غیر محفوظ است

ہوں اس لئے کہ یہ طریقہ دکھلا دے اور تمام اور برائیوں سے اور حرام وغیرہ باتوں سے محفوظ رہے اور
 ونیز ازینجا ست کہ می فرمودند کہ زر نقد اگرچہ قلیل باشد در نیاز نفع است بر اتب
 یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نقد روپیہ اگرچہ کم ہو لیکن نیاز میں زیادہ نفع دینے والا
 از غیر آں و حوائج کثیرہ بآں سرانجام می شود و از اقسام خدمات خدمت بدنی اسرع است
 ہے اور چیزوں سے بہت سی اور ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں، اور خدمت کی قسموں میں نفع
 بہ نفع و اسبق است بوصول راحت بدل،

رسائی کیلئے سب سے زیادہ مستعد بدنی بہت اچھی ہو اور سب سے بہتر سود دل کو راحت پہنچانیکے لئے۔

اور حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب "در المعارف" میں فرماتے ہیں کہ آج
 چھ رجب یوم عرس خواجہ خواجگان حضرت محمد معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہے، اور حضرت
 شاہ صاحب نے بہت کچھ حالات حضرت خواجہ کے فرمائے اور یہ فرمایا کہ آج حضرت خواجہ کا
 یوم عرس ہے اور حافظ کو حکم دیا کہ پنج آیت پڑھو اور حضرت خواجہ کی روح مبارک کو ثواب
 بخشو، مگر یہ بزرگوار اور تمام بزرگان سابق عرس نہایت سادگی سے کیا کرتے تھے، کثرت ریشی
 فرش فروش تکلفات نہیں کیا کرتے تھے، صرف صلحا، لوگ جمع ہو کر کثرت تلاوت قرآن مجید
 کثرت کلمہ شریف، کثرت درود شریف، کثرت ذکر و فکر، کثرت خیرات کیا کرتے تھے، غل عرس
 فرض یا واجب یا سنت ہو کہہ نہیں ہے، مستحب ہے، یا جواز ہے، لیکن ایسے لوگوں کا عرس میں سفر
 کر کے شریک ہونا یا عرس کرنا ناجائز بلکہ گناہ ہے کہ دنیا کی نام آوری کے واسطے کریں، یا اہل حقوق
 والدین یا اہل و عیال کو تکلیف یا فاقہ ہو اور عرس کریں یا سودی روپیہ لے کر عرس کریں یا عرس میں
 جائیں یا محرم عورتوں یا مرد کا گانا سننے کے واسطے جائیں یا اثنائے سفر عرس میں نماز فرض قضا
 کریں، یہ سب صورتیں شرکت عرس کو ناجائز بنادیں گی۔ پیدائش آپ کی ۱۱ رمضان المبارک

۱۱۱۱ھ کو ہوئی، اور وفات ۱۱۹۵ھ کو ہوئی، قبر شریف دہلی میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مختصر حالات و ارشاد احقر غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ صاحب حضرت مرزا صاحب کے خاص خلفاء میں سے ہیں، آپ کی ذات مبارک سے نور طریقہ بہت پھیلا۔ آپ کے بڑے بڑے خلفاء اللہ کے مقبول ہوئے۔ حضرت مولانا خالد رومی کروی آپ ہی کے خلیفہ ہیں۔ جن کی ذات سے تمام ملک کر دستان منور روشن ہوا۔ لاکھوں طلبہ حق واصل بنجرا ہوئے، اور انہی کے نام مبارک پر سلسلہ خالیدیہ اس ملک میں مشہور و معروف ہے، یہ حضرت وہ ہیں (یعنی حضرت غلام علی شاہ صاحب) کہ جن کو ختم نظام سے اولیائے کبار اور حضور رسول پاک کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ اور جنہوں نے دو مرتبہ خدا کا کلام سنا ہے، جس کی حقیقت کو وہ خوب جانتے ہیں، ان کی تعریف اہل بصیرت خوب جانتے ہیں، جو اب بھی قبر شریف سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آپ کے کلمات

فقیر میں چار حرف ہیں۔ ف۔ ق۔ ت۔ ر۔ ف۔ سے فاقہ۔ ق۔ سے قناعت۔ ت۔ سے یا و الہی۔ ر۔ سے ریاضت۔ (جس نے ایسا کیا، اُس پر) ف۔ سے فضل خدا۔ ق۔ سے قرب مولیٰ ت۔ سے یاری حق۔ ر۔ سے رحمت حق نصیب ہوگی (اور جس نے صورت فقیر کی بنائی اور ایسا کیا اُس کا ف۔ سے نصیحتہ۔ ق۔ سے قہر خدا۔ ت۔ سے یاس۔ ر۔ سے رسوائی نصیب ہوگی۔ اس طریق میں چار چیزیں ضروری ہیں۔ دُست شکستہ (سوال نہ کرنا)، پائیکتہ (کسی اُمید پر کسی کے پاس نہ جانا)، دینِ درست، یقینِ درست، اسلام میں جب بچوں کو شروع قاعدہ میں یہ پڑھاتے ہیں

الف زبر ازیر اسے پیش او، اس سبق سے یہ مطلب ہو کہ تیرے دماغ میں جو کچھ مثل زبر کے
 ہو، اُسکو چھوڑ اور مثل زیر کے اپنے کو پست کر تا کہ خدا تجھ کو مثل پیش کے سب سے بلند مرتبہ
 کر دے۔ طالب ذوق و شوق و کشف و کرامت طالب خدا نہیں ہے جو شخص مخدوم ہونا چاہے
 وہ مرشد کی خدمت کرے، کھانے میں ایک رضائے نفس ہے اور ایک حق نفس۔ رضائے نفس
 لطیف یا ذائقہ غذا کھانا اور خوب کھانا ہے اور حق نفس اس قدر کھانا ہے کہ جس کی قوت سے
 فرائض اور سنن ادا کر سکے۔

حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات ہیں، لیکن ہر وقت مناسب
 اس زمانہ کے اس کمال کا اظہار خاصان اُمت میں ہوا ہے۔ جو کمال کہ حضور کے جسم اطہر سے
 مناسبت رکھتا ہے، جیسے بھوکا رہنا، ہبا و کرنا۔ عبادت کثرت سے کرنا، یہ کمال صحابہ کرام میں جلوہ
 ہوا۔ اور جو کمال حضور کے قلب منور سے مناسبت رکھتا ہے، جیسے استغراق و بخود می و ذوق
 و شوق و آہ و نعرہ و اسرار توحید و جود و یہ زبان جنید بغدادی و بایزید بسطامی سے ظاہر ہوا
 اور جو کمال لطیفہ نفس حضور سے تعلق رکھتا ہے، جیسے اصمحوال و استہلاک، اُسکا ظہور زمانہ حضرت
 خواجہ نقشبند سے ہوا۔ اور جو کمال کہ اسم شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتا ہے اُسکا ظہور
 دور زمانہ حضرت مجدد الف ثانی سے ہوا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ جیسے طلب رزق حلال فرض ہو مبین
 ایضاً ترک حلال فرض ہو عارفوں پر شب کو بھوکا رہنا و لیشوں کی معراج ہو، جو شخص تابع ہوا
 (خواہش) ہو وہ کب بندہ خدا ہو، خطرات مرتبہ ولایت میں مضریں۔ کمال نبوت میں مضریں نہیں
 ہوتے آدمی چار طرح کے ہیں نامرد، مرد، جوانمرد، فرد، طالب دنیا نامرد، طالب عقبی
 و مولیٰ جوانمرد، طالب مولیٰ فرد۔ اولیائین قسم کے ہیں۔ صاحب کشف، صاحب ادراک، وارث
 جہل، سالک شروع حال قلب میں عبادت نافلہ نہ کرے صرف فرائض و واجبات سنن ہو کہ ادا

کرے باقی سب وقت ذکر و فکر قلب میں گزارے، طریقہ مجددیہ میں فیض چار دریا کا جاری ہے نقشبندی
 قادری چشتی سہروردی، لیکن نقشبندی غالب ہو۔ پیدائش آپ کی ۱۱۵۸ھ کو ہوئی اور انتقال
 آپ کا ۱۲۲۰ھ صفر ۱۲۲۰ھ کو ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ قبر شریف دہلی میں ہے۔

۴ مختصر لاوارثاداحضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نہایت درجہ کے متقی اور اعلیٰ درجہ کے عالم تھے
 اکثر واقف لوگ انکو صرف عالم علم شریعت کا جانتے ہیں۔ درویش اور علم باطن کا عالم نہیں جانتے۔
 یہ حضرت قاضی صاحب مرزا صاحب کے اجل خلفاء میں سے ہیں، اور یہی نہیں بلکہ آپ کے صاحبزادے
 مقامات کمالات نبوت سے اور اہلیہ صاحبہ ولایت کبریٰ سے مشرف ہیں ان کا تمام گھر کا گھر
 عالم اور درویش ہے۔ یہ قاضی صاحب اس درجہ کے بندہ خاص ہیں کہ ان کی تعظیم کو فرشتے اٹھارتے
 تھے۔ حضرت مرزا صاحب حضرت قاضی صاحب کے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "قاضی صاحب تم کیا عمل کرتے
 ہو کہ جب تم آتے ہو تو فرشتے تمہاری تعظیم کو اٹھتے ہیں اور تمہارے بیٹھنے کو جگہ خالی کرتے ہیں"
 اور یہ بھی مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ خدا سے عزوجل جب حشر میں مجھ سے فرمایا کہ "اے جانچا
 تو دنیا سے کیا تحفہ لایا تو میں قاضی صاحب کا ہاتھ پکڑ کے پیش کروں گا کہ خدا یا میں قاضی شہداء اللہ
 کو پیش کرتا ہوں۔" آپ کی تفسیر منظری مشہور تفسیر ہے، جس میں عجیب عجیب نکات شریعت
 و اسرار طریقت فرمائے ہیں۔

آپ کے کلمات

اہل سکر کا کشف بالکل صحیح نہیں ہوتا۔ اس میں غلطی کا بہت احتمال ہے۔ علم باطن فرض ہے
 اور طلب طریقت واجب ہے، اور سبقت سنت ہو۔ کمال تقویٰ مرتبہ ولایت میں ہو طوائف

کے حکم میں ہے، دعا سوائے خدا کے کسی سے مانگنا جائز نہیں، ولایت کو نبوت کے فضل کہنا
 باطل ہے، اولیاء اللہ کو معصوم کہنا کفر ہے جو کشف اور الہام اور آواز موافق قرآن و حدیث کے ہو
 قابل عمل اور ماننے کے ہے اور جو خلاف ہو اس میں ہو کہ نفس و شیطان کا ہے اور وہ باطل
 ہے آپکا انتقال غرہ رجب ۱۲۲۵ھ کو ہوا۔ قبر شریف پانی پت میں ہے۔

فصل پانچویں

مختصر حالات و مکشوفات و کرامات حضرت سید امام علی شاہ صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ

اب میں آخری فصل پانچویں جھٹی اور ساتویں میں سید امام علی شاہ صاحب و حضرت
 خالص صاحب حضرت محمد علی شیر خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا حال لکھوں گا۔ لیکن طوالت کی
 وجہ سے جس جگہ حضرت سید امام علی شاہ کے اسم مبارک کے لکھے جانے کی ضرورت ہوگئی اس
 جگہ صرف سید صاحب اور حضرت شیر محمد خاں صاحب کے نام کی جگہ بڑے حضرت صاحب اور حضرت
 محمد علی شیر خاں صاحب کے نام کی جگہ صرف حضرت صاحب لکھوں گا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

جناب حضرت سید صاحب کے حالات و کمالات و مکشوفات و کرامات و تصرفات اس
 قدر ہیں کہ جس کے جمع کرنے کو بہت وقت چاہیئے اور آپ کے دیکھنے والے بھی خال خال
 لوگ ہیں، میں نے بھی جو کچھ حالات آپ کے اس طرف کے چند معتبر لوگوں کی زبانی اور نیز حضرت
 صاحب کے ذریعہ سے جو متوسط بڑے حضرت صاحب نیز دیگر اشخاص کے سنے ہیں انہیں سے بھی
 بہت کم لکھتا ہوں۔ اور یہ بھی لکھنے کی ضرورت یوں ہوئی کہ اکثر حضرات نقشبندیہ کے حالات کتابت
 میں آکر چھپ چکے ہیں لیکن حضرت سید صاحب جو اپنے وقت کے مجدد و صدی تھے اور بڑے حضرت صاحب

اور حضرت صاحب کے حالات نہیں چھپے ہیں۔ اس واسطے آپ کے متوسلین سلسلہ ان بزرگوں کے حالات و کمالات اور ریاضات اور مجاہدات اور کرامات اور مشکوفات سے ناواقف ہیں انکو خصوصاً واقف کرنا ہے اور اوروں کو عموماً اور جب یہ لوگ واقف ہو جائیں گے تو ان بزرگوں کی محبت ان کے دلوں میں زیادہ ہوگی، اور جب اُنہی محبت زیادہ ہوگی تو ان بزرگوں کے انوار اور فیضان و برکات سے مستفیض ہوں گے۔ حضرت سید صاحب سے ایسی خرق عادت ظاہر ہوئی ہیں کہ جو حضرات متقدمین رحمۃ اللہ علیہ معین کے حالات سے ملتی جلتی ہیں۔ لیکن یہ صدقہ انھیں پیران کبار کا ہے، حضرت سید صاحب ملک پنجاب مقام رتھپور کے حکومکان شریف بھی کہتے ہیں، اور شہر امرتسر سے قریب اور دریائے راوی کے کنارہ پر ہے پیدا ہوئے آپ کی ذات والا صفات خدا کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت اور آیات الہی میں سے ایک آیت تھی، جس نے دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے، آپ کے کئی لاکھ مرید اور قریب سو آدمیوں کے خلیفہ تھے۔ آپ کے یہاں ہر وقت دو سو تین سو طلبہ حق رہا کرتے تھے۔ اور ان کا کھانا اور کپڑا وغیرہ حضرت سید صاحب کے ذمہ تھا۔ آپ کے یہاں لنگر خانہ تھا۔ علاوہ طلبہ کے اور صد ہا آدمی روزمرہ دونوں وقت کھانا کھایا کرتے تھے، لیکن مہمان امیر ہویا غریب، گھر کا ہویا باہر کا۔ سب کو برابر کھانا ملتا ذرا فرق نہ ہوتا، آپ کی عادت مبارک تھی کہ آپ کسی کا نام لیکر نہیں بلایا کرتے تھے بلکہ یوں فرماتے شیخ صاحب! سید صاحب! خاں صاحب! میاں صاحب! مولوی صاحب وغیرہ آپ کے اوقات مقررہ یہ تھے، کہ نماز تہجد سے اشراق تک، اور عصر سے غشاہک حلقہ اور مراقبہ میں مشغول رہتے، اور طلبہ کی صفیں آپ کے پیچھے برابر بیٹھی رہتیں۔ اور نمبر وار طلبہ میں سے ایک ایک آتا جاتا۔ اس کو آپ دونوں ہاتھ پکڑ کر توجہ فرماتے اور اثنائے توجہ میں آپ بار بار آواز سے فرمایا کرتے تھے اھدنا الصراط المستقیم

ہدایت: طالب اور شیخ دونوں کو ابتدائے مراقبہ اور وسط مراقبہ اور آخر مراقبہ اور اثنائے توجہ میں اھذا الصراط المستقیم اور الہی مقصود من توئی درضائے توحبت و معرفت خود بدہ، پڑھتے رہنا چاہیے۔

نماز عصر کے بعد روزمرہ سوا لاکھ مرتبہ درود شریف صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وسلم کا ختم ہوتا اور بعد ختم درود شریف پھر حلقہ شروع ہوتا، آپ کے یہاں کی سجدانوار ذکر و فکر و کثرت درود سے ایسی روشن و متور رہتی کہ ایسے لمعات و انوار قلوب میں بھی کم نظر آتے ہیں۔ مقبولیت اور کثرت نسبت اور فیضان کا یہ حال تھا کہ بعض وقت اثنائے نماز میں آپ کے ارد گرد کے دور دور تک کے لوگ بیہوش ہو کر گر جایا کرتے تھے، اور اثنائے حلقہ میں جو شخص غیر آپ کے سامنے ہو کر سجد میں گزرتا۔ اُس کے پیر کے دھکے سے آپ کی آنکھ کھل جاتی۔ اور اس شخص چلنے والے پر نظر پڑ جاتی۔ اگرچہ وہ آپ سے مرید نہ بھی ہوتا تو اُس کا دل خود بخود ذکر خدا سے جاری ہو جاتا اور وہ اُس کو اپنی قبر میں ساتھ لیجاتا۔ اور بعض وقت کسی کو ایک ہی توجہ سے ولایت شرف فرماتے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ نے دریائے راوی میں زمین پر بیٹھے ہوئے ایک سٹھان خلیلی سے فرمایا "میاں تم کیا چاہتے ہو؟ تم کو ہمارے پاس ٹھہرے ہوئے بہت روز ہوئے، سٹھان خلیلی نے عرض کیا کہ حضرت میں دنیا چاہتا ہوں، حضرت سید صاحب نے فرمایا "میاں اچھا تم اتنی مرتبہ اکھبر شریف روز پڑھ لیا کرو" قدر خدا ان سٹھان خلیلی کو غیب سے کسی نے چاندی بنا کر سکھا دیا۔ وہ جب چاہتے چاندی کا ڈھما جھگل سے بنا کر لے آتے اس خوشی سے وہ اور بھی موٹے ہو گئے۔ ایک روز حضرت سید صاحب کے مکان کی دیوار خام بن رہی تھی وہ سٹھان خلیلی بھی گڑھے میں سے مٹی کھود کھود کر اوپر دے رہے تھے، حضرت سید صاحب ان سٹھان خلیلی کے روبرو زمین پر بیٹھ گئے اور ان کا کام دیکھتے رہے نہ معلوم حضرت سید صاحب نے

ان کے دلیں کیا اتفاق فرمایا کہ وہ سچان کام ختم کرنے کے بعد سید حجرہ میں جا کر قاعدہ نماز
 رو قبلہ ہو کر بیٹھ گئے اور انھوں نے سوائے وقت حاجت بیت اخلاء کے حجرہ سے باہر نہ نکلنا شروع
 کر دیا۔ کبھی لنگری جو کھانا بانٹا کرتا تھا کھانا لے کر جاتا تو تیسرے چوتھے وقت بہت تھوڑا سا کھا
 لیا کرتے اور ہر وقت شب و روز مراقب رہتے، بڑے حضرت صاحب فہم تھے کہ ہم نے
 جا کر سیاں خلیل سے پوچھا کیا تم چاندی بنا نا بھول گئے ہو جو اس قدر منہوم اور چپ چاپ حجرہ
 میں بیٹھے رہتے ہو۔ جواب دیا خالص صاحب چاندی بنا نا یاد ہے مگر دل نہیں چاہتا۔ یہاں تک
 اُن پر عشق شدید اور جذب کثیر غالب ہوا کہ اسی حالت میں چھ مہینہ تک وہ شب و روز مراقب
 رہے اور اسی حال میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

ایک حجام حضرت سید صاحب کے مرید تھے۔ ان کے سپرد بکریوں کو چرانے کی خدمت
 تھی، وہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے، جنگل کی گھاس جسے کانس کہتے ہیں اُسکی نوکین پانوں
 کو زخمی کر دیتی ہیں، اس گھاس نے اُن کے ننگے پاؤں کو جگہ جگہ سے زخمی کر دیا تھا۔ وہ شخص لنگڑاتے
 ہوئے جناب حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں سلام کرنے کو حاضر ہوئے، آپ نے
 ان سے لنگڑا کر چلنے کا حال دریافت فرمایا اور پھر اپنی نعلین مبارک (جو قوی) پہننے کو مرحمت فرمائی
 انھوں نے ان نعلین کو اٹھا کر چوما اور سینہ پر اُن کو باندھ لیا۔ اسی وقت سے جذب ربانی
 پیدا ہو گیا اور تازیت ہی عمل اُن کا رہا، اور جب جذب کی زیادتی ہوتی تو وہ نعلین کا تلاء
 زبان سے چاٹا کرتے یہاں تک تمہوں کو چاٹا کہ اُن میں سوراخ ہو گئے اور اسی حالت میں اُن کا
 انتقال ہو گیا۔ مگر جس کو انھوں نے جو دعادی وہ خدا کی جناب سے رو نہ ہوئی۔ اور جس دل پر توجہ فرمائی
 وہ ذکر خدا سے منور ہو گیا، ہزاروں کو ان سے فیض پہنچا اور ہزاروں کے کام ان کی دعا سے نکلے
 اور ہزاروں کے دل قفس دنیا سے نکل کر عالم بالا کی طرف پرواز کر گئے۔

بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں "ایک خاں صاحب جن کا نام عادل خاں تھا وہ شیخاؤ
 کی انتہا اور پنجاب کی ابتدا پر کوئی گانوں ہے وہاں کے تھے اور وہ انگریزی رسالے میں نوکرتھے
 وہ اتفاقاً مکان شریف کے قریب ہو کر کہیں جا رہے تھے، حضرت سید صاحب کا حال سن کر
 سلام کیواسطے حاضر ہوئے، سلام کرنے کے بعد بس وہیں بیٹھ گئے اور نوکری حاضری کی کچھ خبر
 نہیں، چھ ماہ بعد کچھ افاقہ ہوا تو اپنی چھاؤنی میں گھوڑے سمیت حاضر ہوئے اور استعفاء دینا چاہا
 تو سب سوار بولے عادل خان صاحب تم نوکری اور قواعد روزمرہ کرتے ہو تم کو کوئی تکلیف نہیں
 پھر کیوں نوکری چھوڑتے ہو، انہوں نے فرمایا حضرت سید صاحب کی خدمت شریف سے چھ
 ماہ بعد آیا ہوں پھر وہیں جاؤں گا، لوگ شکر حیران ہوئے کہ روزمرہ قواعد میں اور پھر حاضر
 رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میں چھ مہینے کے بعد آیا ہوں، عادل خان صاحب فرما کر چلے آئے اور وہیں
 برس حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ عادل
 خان صاحب کو ایک ہی توجہ میں حضرت سید صاحب نے بندہ خاص بنا دیا تھا اور ایسا جذب کثیر
 خدانے اُن کو عطا فرمایا کہ اگر وہ کسی وقت نظر غیرت یا غصہ سے درخت یا سبزرگھاس کی طرف
 دیکھ لیتے تو اُس میں آگ لگ جاتی۔ وہ اکثر خاموش آنکھ بند کیے ہوئے مراقب بیٹھے رہا کرتے تھے
 خان صاحب ہی نہیں بلکہ تمام طلباء، حضرت سید صاحب کے وقت حلقہ یا غیر حلقہ خدا کی یاد میں متغرق
 رہتے اور خاموش رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے سے اس قدر بے خبر رہتے تھے کہ باوجود سب
 تک ایک جگہ رہنے کے ایک دوسرے کے نہ نام سے واقف ہوتا تھا اور نہ جائے سکونت اور یہاں
 تک خدا کی یاد میں مشغول رہتے تھے کہ اگر کسی کا کپڑا پھٹ جاتا تو اُس کے سینے کی طرف مخاطب
 نہیں ہوتے اور اگر کسی کی جوتی گم جاتی تو اُس کی تلاش میں نہ پھرتے۔ نہ کسی سے کہتے، دل
 خان صاحب جب بعد اجازت حالت ہوش میں آنے کے اپنے گھر گئے اور وہ اپنی ماں کے ایک ہی

بیٹے تھے اور انھوں نے اپنی والدہ کوئی خط بوجہ جذب کے نہیں لکھا تھا اور انکی والدہ کو خبر نہیں تھی کہ میرا بیٹا کہاں ہے تو ان کی والدہ اُن کے فراق میں روتے روتے اندھی ہو گئیں۔ جب عادل خان صاحب گھر پہنچے تو انکی والدہ اُن کی آواز سن کر اُن کو ہاتھ سے ڈھونڈھنے لگیں تو عادل خان صاحب نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ تمہاری آنکھوں میں کیا ہو تو اُن کی والدہ نے کہا کہ بیٹا تیرے فراق میں روتے روتے اندھی ہو گئی ہوں، عادل خان صاحب نے جب سنا تو انکو جذب ربانی پیدا ہوا اور انھوں نے اثنائے جذب میں اپنا آبِ دہن والدہ کی آنکھوں پر لگا دیا، اللہ کے فضل سے ان کی والدہ کی آنکھیں اسی وقت روشن ہو گئیں، اسی واسطے حضرت مولانا رومیؒ نے اولیا کی شان میں سچ فرمایا ہے،

اکہ وابرص چه باشد مردہ نیز زندہ گردد از فسون آں عزیز
اندھا اور کوڑھی تو کیا بلکہ مردہ بھی اس بندِ خاص کے دم کر نیسے زندہ ہوتا ہے

امرتسر میں ایک مولوی صاحب تھے کہ جو قاری بھی تھے، وہ اولیا، اللہ کی طرف سے اپنے وقت میں گمان نیک نہ رکھتے تھے، حضرت سید صاحب کے ایک خادم نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب کبھی آپ حضرت سید صاحب کے بھی توملو۔ انھوں نے کہا اچھا جمہو ہے چلو، آج جمہو کی نماز وہیں پڑھینگے، لیکن سید صاحب قاری نہیں ہیں اس واسطے ہماری نماز کامل نہیں ہوگی اور آج فلاں قسم کے کھانے کو بھی دل چاہتا ہے، جب مولوی صاحب پہنچے تو حضرت سید صاحب نے اُن کو وہی کھانے کھلائے، جنکا وہ کہتے تھے، اور جب جمہو کی نماز کا وقت آیا تو حضرت سید صاحب کے ایک خادم بخاری عالم اور قاری تھے، اور وہ بہت عرصہ سے مجذوب تھے، ان سے حضرت سید صاحب نے فرمایا، مولوی بخاری صاحب تم قاری بھی ہو اور مولوی بھی ہو، آج تم نماز پڑھاؤ تاکہ مولوی صاحب جو امرتسر سے آئے ہوئے ہیں ان کی نماز کامل ہو جائے، حضرت سید صاحب کے

فرماتے ہی بخاری صاحب کا جذب فوراً جاتا رہا۔ اور حالت ہوش میں آ گئے۔ اور انھوں نے نماز جمعہ کی پڑھائی، حضرت سید صاحب کے کشف سے واقف ہو کر مولوی صاحب امرتسری بہت حیران ہوئے، جب نماز ہو چکی تو حضرت سید صاحب نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کچھ وعظ کہو، مولوی صاحب امرتسری نے بہت انکار کیا۔ لیکن حضرت سید صاحب کے ارشاد سے وہ ممبر پر بیٹھے، حضرت سید صاحب نے اُن کی طرف دیکھا، اور دیکھتے ہی مولوی صاحب ممبر پر سے بہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش آیا تو حضرت سید صاحب کے پاؤں چومے اور اپنی بدگمانی کی معافی چاہی۔ اور سبیت ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔ اسی واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”ڈر و مومن کی فراست سے کہ وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے“

حضرت سید صاحب ایک روز تشریف رکھتے تھے کہ ایک گاؤں کا آدمی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا میاں کچھ وعظ کہو اُس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں تو اُن پڑھ گانوں کا آدمی ہوں۔ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں، آپ نے فرمایا میاں کچھ تو کہو، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ تو کھڑا ہو جا، اُس نے اپنے گانوں کی پنجابی زبان میں کہا کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں، حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ میاں خوب عمدہ وعظ فرمایا، قدرت حق کہ چند روز بعد اس شخص کی قوت بیانی اس قدر بڑھی کہ تمام پنجاب میں اس کا شہرہ ہو گیا۔ اور کسی مذہب کا عالم عیسائی یا ہندو وغیرہ اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جن کو اگر لکھا جائے تو بہت بڑی ضخیم کتاب بھی کافی نہ ہو، کیونکہ حضرت سید صاحب کے حالات و کرامات بہت کثرت سے ہیں، جو اس کتاب میں بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں، جو عقلا و اور طلباء کے لیے کافی ہیں، کسی نے ایسے ہی لوگوں کی شان میں خوب کہا ہے،

آنا کہ خاک را نہ نظر کی کیا کنند آیا بود کہ گوشت چشمہ بیا کنند

وہ خاصان حق کہ جو مٹی کو ایک نظر سے کیسا بنادیں، کاش کہ وہ ایک نظر لطف و کرم ہم پر کریں
 بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے کشف کا یہ حال تھا کہ جو سامنے کی چیز ظاہر کی آنکھوں
 سے نظر آتی ہے اُس سے زیادہ حضرت سید صاحب کو قریب اور بعید کی چیز لطفِ تعالیٰ و لکی آنکھوں سے
 نظر آتی تھی، آپ جب حلقہ فرمایا کرتے تو ایک خادم حضرت کے پیچھے کھڑا رہا کرتا تھا، جہاں کسی کے
 دل میں ادھر ادھر کا خیال آتا تو آپ فوراً فرما دیا کرتے تھے کہ میاں کیا کرتے ہو؟ خدا کی یاد کرو، اگر کوئی
 دنیا آدمی کہ جو داخل سلسلہ نہ ہوتا اور وہ حلقہ میں آکر بیٹھ جاتا تو آپ سر مبارک اٹھا کر خادم کی طرف
 دیکھتے خادم سمجھ جاتا کہ کوئی غیر شخص شریک حلقہ ہو گیا ہے، چنانچہ خادم صفوں میں تلاش کر کے نئے آدمی کو
 لا کر پیش کرتا آپ اس شخص سے فرماتے: میاں فقیر اس وقت اپنی قبر کی فکر میں ہے پھر آنا ایک روز
 آپ بعد نماز مغرب حلقہ میں مراقب تھے، آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ فلاں سمت کو فلاں حکم جاؤ
 ٹھنڈا پانی لیتے جاؤ اور اس نام سے پکارو اور پھر اس کو یہاں ساتھ لے آؤ۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے
 ہیں کہ جب آدمی اُس طرف کو گیا اور پکارا تو اسی نام کا ایک شخص حضرت سید صاحب کی ملاقات کو آ رہا
 مگر راستہ بھول گیا تھا اور سخت پیاسا تھا۔ اُس کو پانی پلایا اور کہا کہ تم کو جناب حضرت سید ضیاء
 فرماتے ہیں، وہ بہت خوش ہوا۔

ایک لڑکا حضرت سید صاحب کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز جب آیا تو حضرت
 سید صاحب نے فرمایا آج چند قسم کے کھانے پکاؤ، اور اس لڑکے سے فرمایا: میاں تم کھانا ہمارے ساتھ کھانا
 بعد کھانا تیار ہونے کے حضرت سید صاحب نے اس کے ساتھ تناول فرمایا۔ اور بہت مہربانی اور کرم سے پیش آئے
 اور جب وہ جانے لگا تو کچھ دور تک خلافِ عادت آپ اُس کو چھوڑنے کے لئے تشریف لے گئے
 جب واپس تشریف لائے تو بڑے حضرت صاحب سے فرمایا: خاں صاحب اسکی ہماری

آخری ملاقات تھی، کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اور پھر آپ کے اس کی ملاقات نہ ہوئی
 بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے روز آپ کے پاس ہزاروں خادم سلام کو
 حاضر ہوئے، اور ہر ایک خادم اپنے خلوص کے موافق روپیہ پیش کرتا۔ آپ پر دست مبارک رکھ
 دیتے، اور وہ خادم روپیہ وہیں زمین پر چھوڑ جاتا، جو خادم روپیہ اٹھانے اور رکھنے پر مقرر تھے وہ جب
 دوبارہ آتے تو اسی قدر روپیہ جھوٹی بھر کر پھر لیجاتے،

ایک شخص درویش کامل کی تلاش میں کابل سے ہندوستان آئے ہوئے تھے، اتفاقاً وہ اس وقت تھے
 ان کے ذہن میں خیال آیا کہ یہ فقیر تو بہت مالدار ہوگا، آپ نے فرمایا یہ صاحب مال خدا کا مال ہے، خدا کے
 بندوں کے کام آتا ہے، میری ملک نہیں ہے یہ خدا کی ملک ہے، آپ بھی حضرت رت لیجاؤ، اس شخص نے
 اپنی سونٹنی سے توبہ کی اور آپ کے بیعت ہو کر کمال کو پہنچا۔ آپ کی برکت اور فیضان زندہ ہی نہیں بلکہ مردہ بھی
 امیدوار رہتے تھے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم جناب سید صاحب کے ہمراہ ایک گانوں گئے
 جہاں حضرت سید صاحب کے اکثر مرید تھے، حضرت سید صاحب نے نماز عصر پڑھی اور آپ ختم درود شریف کو اسطے
 بیٹھے، اتنے میں چند شخص سفید لباس پہنے ہوئے مسجد میں آئے اور یکے بعد دیگرے صرف جناب سید صاحب سے سلام
 مصافحہ کر کے چلے گئے۔ لیکن ہم اور چند لوگ حیران تھے کہ ان لوگوں کو کبھی گاؤں میں نہیں دیکھا اور یہ
 لوگ کھڑے کھڑے آئے اور چلی گئے اور سلام و مصافحہ بھی صرف حضرت سید صاحب ہی سے کیا۔ بعد حلقہ و
 مراقبہ ہم نے سید صاحب سے عرض کیا کہ یہ کون لوگ تھے، آپ نے فرمایا اس گانوں کے مردے
 ملاقات کو آئے تھے۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت سید صاحب کی قبولیت دعا کا حال
 تھا کہ جو دعا کسی کے لئے آپ نے کر دی وہ جناب باری سے رو نہیں ہوتی تھی۔

ایک روز ایک بڑھیا نشتہ سال کے قریب عمر کی جو پانوں سے بھی کچھ مجبور تھی، حضرت سید صاحب
 کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ حضرت میں اور میرا شوہر دونوں ضعیف ہیں، اور میں پرویل

بھی معذور ہوں، ہم دونوں کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے آپ عافیتیں خدا مجھ کو اپنے فضل سے
 فرزند عطا فرمائے۔ آپ سنکر مسکرائے اور جو حکیم صاحب خانقاہ میں طلبہ کے علاج معالجہ کے لئے رہا
 کرتے تھے اُن کو طلب فرمایا، حکیم صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا کیا حکم ہے، تو آپ نے فرمایا سنو یہ بڑھیا
 کیا کہتی ہے؛ بڑھیا کی عرض کو سنکر حکیم صاحب بھی ہنسنے لگے اور عرض کیا کہ "حضرت اس کے
 اولاد ہونے کے دن اب کہاں ہیں؛ اس کی آرزو قاعدہ حکمت سے بالکل خلاف ہے" بڑھیا حکیم
 صاحب کی گفتگو سنکر بولی "حضرت اگر میرے اولاد ہونیکے دن ہوتے تو میں یہاں کیوں حاضر ہوتی"
 یہ سنکر حضرت سید صاحب نے فرمایا "حکیم صاحب خدا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بلا ماں باپ کے
 پیدا کیا، وہ خدا جس نے بلا باپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، جب وہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا
 اس ضعیفہ کو اولاد دینے پر قادر نہیں ہے، بلکہ ضرور ہے، اور ضعیفہ سے فرمایا "اماں تم جاؤ فقیر دعا
 کر گیا۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ تین یا چار سال بعد وہ ضعیفہ آئی اور دو بچے ایک گود میں اور
 ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور حضرت سید صاحب کے عرض کیا
 کہ "حضرت آپ کی دعا سے خدا نے مجھے دو فرزند عنایت فرمائے۔ یہ قبولیت دعا اور قدرت حق کا
 نمونہ دیکھ کر سب حیران تھے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ حضرت
 سید صاحب نے کسی کام کے واسطے ہاتھ جناب بی بی میں عاکیو واسطے اُٹھائے ہو یا اور وہ کام نہ ہوا ہو،
 بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ زندہ و مردہ کیا جانور بھی حضرت کو جانتے تھے۔ اور آپ
 کی خدمت سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سید صاحب کے یہاں خانقاہ میں پے در پے تین وقت کا فادہ سب کو
 ہو گیا۔ اور آپ کے اہل و عیال اور طلبہ اور جانور سب تین وقت بھوکے رہے جناب حضرت سید
 صاحب نے مجھ سے فرمایا "خانصاحب تین وقت سب کو ہو گئے سب پریشان ہیں، آپ ہماری

سواری کی گھوڑی لیجاؤ اور فروخت کر کے اس کا سامان لاؤ۔ یہ آواز گھوڑی نے سن کر گھانا
 کھانا بند کر دیا اور سست ہو کر گردن جھکا کر کھڑی ہو گئی اور سکی آنکھوں آنسو کی دہاڑی ہو گئی۔ حضرت
 سید صاحب گھوڑی کی یہ حالت ملاحظہ فرما کر خود بھی غمگین ہو کر سر مبارک نیچا فرما کر خاموش ہو گئے
 اور پھر گھوڑی کے لیجانے یا فروخت کرنے کے متعلق کچھ نہیں فرمایا، گھوڑی دیر ہی گزری ہوئی کہ ایک
 سیٹھ امرتسر کا حاضر ہوا اور اُس نے ایک تھال میں پانصد روپیہ اور کچھ کپڑا پیش کیا۔ جناب حضرت
 سید صاحب نے فرمایا: اے گھوڑی فکر مت کر تیری قسمت کا خدا نے بھیج دیا۔ یہ سن کر گھوڑی کوونے
 لگی اور خوشی خوشی گھاس کھانا شروع کر دیا۔

بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سخت بیمار ہو گئے، اور چہرہ اور جسم پر دم
 آگیا اور طاقت اٹھنے بیٹھنے کی بھی نہ رہی۔ اور ہم نے جان لیا کہ تیرا وقت اخیر آگیا۔ اسی اثناء
 میں حضرت سید صاحب نے ارشاد فرمایا، خالص صاحب راوی دریا کے پر لے کنارے فلاں گانوں میں
 فلاں شخص سے جا کر کہو کہ لنگر خانہ کے واسطے لکڑی نہیں ہے، یہ ارشاد سن کر ہم بہت متفکر ہوئے
 کہ چلنے کی طاقت نہیں، درمیان میں دریا اور تعمیل حکم میں تاخیر باعث گستاخی اور بے ادبی ہے
 چنانچہ فرمایا کہ ہم بہت کر کے لکڑی ہاتھ میں لیکر چلے، ندی میں پاؤں رکھتے ہی کپکپی چڑھی اور پھر
 قدرت خدا کیا دیکھی کہ جب نہ یادہ پانی میں چلا تو جسم میں سے سیاہ دھواں جیسا نکل کر پانی پر بہا ہوا
 معلوم ہوا۔ جب ہم راوی ندی کے پر لے کنارے پر پہنچے تو نہ ضعف تھا نہ درم تھا نہ بیماری تھی
 اور ہم بالکل تندرست ہو گئے۔

ایک لڑکا امرتسر سے آیا اس کا باپ ساتھ تھا اس کو تپا کہنہ (دق) تھی اور انتہائی درجہ
 پر پہنچ چکی تھی۔ حکیم صاف جواب دے چکے تھے، اور اس لڑکے کے جسم میں سوائے ہڈی اور کھال
 کے کچھ نہ تھا۔ حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ میں اچھا ہوں، وہ بولا حضور میں تو سخت بیمار ہوں

آپ نے فرمایا "میاں تو کہو میں اچھا ہوں" اُس نے کہا میں اچھا ہوں، آپ نے فرمایا "میاں تم اچھے ہو، الحمد للہ۔" آپ نے اس لڑکے کے والد سے فرمایا اس کو یہاں چھوڑ دو، چند روز بعد اُس کا والد چھوڑ کر چلا گیا، کئی روز کے بعد جب آیا تو لنگر خانہ کا کھانا تقسیم ہو رہا تھا، چنانچہ اس لڑکے باپ بھی کھانے میں مشغول ہو گیا اور بیٹا خود اپنے باپ کو کھانا اور پانی لالا کر دے رہا تھا مگر اُس کے باپ نے اُس کو بالکل نہیں پہچانا۔ کیونکہ اس کی شکل و صورت جو اُس کے خیال میں تھی بالکل تبدیل ہو چکی تھی، اور وہ لڑکا خوب موٹا اور توانا ہو گیا تھا۔ حضرت سید صاحب کے اس کے باپ نے عرض کیا حضرت میرا لڑکا کہاں ہے۔ ذرا اُس سے مل لوں، آپ نے فرمایا تم خود دیکھ لو، لڑکا آپ کے سامنے کھڑا تھا ہنس پڑا۔ باپ اس کے لپٹ گیا اور سید صاحب کے پاؤں پر گر پڑا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے رمضان شریف میں افطار سے پیشتر سجد میں عرض کیا کہ حضرت آپ کھانا میرے یہاں تناول فرمائیں، آپ نے فرمایا بہت اچھا، اس کے بعد دوسرا شخص آیا، اور اُس نے عرض کیا کہ بعد نماز حضور کھانا میرے یہاں نوش فرمائیں، اسی طرح سات آدمیوں نے بعد نماز مغرب کھانے کو عرض کیا، اور آپ نے قبول فرمالیا۔ ایک مولوی صاحب ولایتی حضرت سید صاحب کے مرید یہ سب کیفیت اور آپ کے وعدہ سن رہے تھے، لیکن بوجہ پاس ادب کچھ نہ کہہ سکے، مگر دل میں اُن کے پریشانی ضرور تھی، جب بوقت عشا تراویح کو سب لوگ جمع ہوئے تو حضرت سید صاحب کے تشریف لیجانے اور کھانا تناول فرمانے کے سبب شکر گزار اور تعریف کرنے لگے۔ پھر آپس میں ان لوگوں کے گفتگو ہونے لگی، ایک نے کہا حضرت سید صاحب نے میرے یہاں کھایا، دوسرے نے کہا میرے یہاں، علیٰ ہذا القیاس سب کا کلام ایک دوسرے کے خلاف تھا۔ مولوی صاحب ولایتی یہ دیکھ کر اور خلیجان میں پڑ گئے۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بعد فراغ نماز اشراق جناب سید صاحب ان مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کے مسجد سے

باہر تشریف لے گئے۔ مسجد کے باہر ایک بیری کا درخت تھا۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب ہی صورت
 دیکھو پھر فرمایا اس درخت کو دیکھو، جب مولوی صاحب نے درخت کو دیکھا تو جناب صاحب کی صد ہانگیوں
 اس درخت کے اوپر موجود تھیں، مولوی صاحب نے جب یہ دیکھا تو ان کے جسم پر لرزہ پڑ گیا اور نہایت
 خاموشی کے ساتھ گردن جھکا کر کھڑے رہے۔ تب حضرت سید صاحب نے فرمایا مولوی صاحب تم تمام
 رات اس پریشانی میں مبتلا رہے، فقیر نے جسم خاکی کے ساتھ ایک ہی جگہ کھانا کھایا، مگر حقیقت
 انسانی جس کا قیام اسماء و صفات الہی سے ہے باقی جگہ وہ موجود تھی، اور وہ وہ حقیقت ہے کہ اگر تمام
 جہان میں دکھائی دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، اسی طرح انوار لطائف شیخ کی شکل اختیار کر کے
 طلبہ اور غیر طلبہ کو ہدایت اور آگاہ کرتے رہتے ہیں بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب
 حضرت سید صاحب کے بیعت ہوئے، حضرت سید صاحب نے ان کو چھ مہینہ کے بعد ہی اجازت
 طریقہ عنایت فرمائی۔ ہمارے دل میں خیال آیا کہ چھ ماہ میں مولوی صاحب کی کیا تکمیل ہوئی
 ہوگی۔ اور حضرت صاحب نے ان کو مجاز کر دیا۔ یہ خیال جناب حضرت سید کے پاس ہی حلقہ میں سدا
 ہوتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب زمین سے ترقی کر کے آسمان اول پر گئے اور میں بھی
 ان کے بعد ہی آسمان اول پر پہنچا تو مولوی صاحب آسمان اول پر سے آسمان دوم پر ترقی کر گئے
 اور ان کے بعد دوسرے آسمان پر میں بھی پہنچا، اسی طرح ساتوں آسمانوں کو مولوی صاحب نے یکے بعد دیگرے
 طے کیا اور میں بھی ان کے بعد پہنچتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب نے ترقی کی اور میں بھی
 ان کے بعد پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ عرش معلیٰ کے نیچے بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں اور انہیں
 بڑے بڑے اولیاء اللہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور ایک حجرہ میں مولوی صاحب بھی بیٹھے ہوئے
 ہیں اور حضرت شیخ شبلی بھی ایک حجرے میں تشریف رکھتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ مولوی آیا تو مگر
 بے عشق آیا۔ اگر تلاوت قرآن پاک زیادہ کرتا تو خوب ہوتا بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں حایل دیکھ کر

جان گیا کہ تجکو جو مولوی صاحب کی اجازت میں شک لاحق تھا اس کے رفع کرنے کو حضرت
 سید صاحب کے تصرف اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے اطمینان کر دیا۔ حضرت مولانا رومیؒ نے جو اولیاء اللہ
 کے حال میں فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے،

ہر دم اور ایکے معراج خاص بر سر تاجش نہد حق تاج خاص
 بندہ خاص ہر وقت معراج خاص مشرف ہوتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے سر پر فضل کا خاص تاج رکھتا ہے

جسم اور بخاک و روح در لامکاں لامکاں و ہمس قصر سالکاں

اسکاجم خاکی اس دنیا میں رہتا ہے اور روح عالم بالا میں ہوتی ہے وہی لامکاں طہان حق کا مرکز و محل ہے

ایسے واقعات اور کشف اور حالات اور کرامات جنہاں سید صاحب کی لکھی جائیں تو ایک

دفتر چاہیئے، سب سے بڑی کرامت حضرت سید صاحب کی یہ تھی کہ ایک نگاہ بلا قصد جس مرید یا غیر مرید
 پر پڑی، اُس کا دل ذکر حق سے جاری ہو گیا۔ اور پھر قبر میں اس نعمت کو ساتھ لے گیا، اور

بعض بعض کو ایک ہی توجہ میں ولایت سے مشرف فرما دیا اور اس کا سبب بڑے حضرت صاحب

یہ فرماتے تھے کہ جناب حضرت سید صاحب پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مہربانی اور

اکرم تھا۔ بلکہ بعض بعض وقت حضرت سید صاحب فرماتے "خاں صاحب یہ فقیر جو کچھ دین و دنیا

کی دولت تقسیم کر رہا ہے، جانتے ہو یہ کہاں سے آتی ہے، یہ مدینہ منورہ سے روضہ مقدس سے

آتی ہے، اور یہ دولت پھر سو برس کے بعد اسی طرح ظاہر اور جاری اور تقسیم ہوگی، حضرت سید صاحب

اپنے وقت کے مجدد صدی تھے، اسی واسطے آپ کی نسبت اور اجرائے طریقہ اور قبولیت دعا

اور سمیت باطنی نہایت درجہ قوی تھی، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں آپ کا ہر ارشاد ہر

فعل برکت و نور سے خالی نہیں تھا۔ اور آپ کی بات بات میں خرق عادت تھی، آپ کی خدمت

شرفین میں طلباء، ترکستان، چین، کابل اور بہت سے ملک اور جگہ کے جمع ہوتے تھے،

اور فیضیاب ہو کر جاتے تھے اور نور باطن پھیلاتے تھے اور بڑے بڑے عالم و فضل آپ کے حلقہ میں ضرور
نور باطن اخذ کرتے تھے چنانچہ حضرت مولوی مفتی مسعود صاحب پیش امام مسجد پنجپوری واقع دہلی آپ
ہی کے اعظم خلفاء میں سے ہیں اور مفتی صاحب کے بھی جو خلفاء ہوئے وہ بھی بفضلہ تعالیٰ بابرکت صاحب
نسبت بزرگ ہوئے حضرت مفتی صاحب کے خلفاء میں خاص خلیفہ حضرت مولانا رکن الدین صاحب الوری مدظلہ
ہیں جن کا فیض اہل بصیرت پوشیدہ نہیں، علاوہ اہل انوار باطن کے اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحبت و کلام میں
تاثیر عنایت فرمائی ہے کہ اکثر بیسیوں غیر مذاہب کے لوگوں نے اسلام قبول کر کے اپنے دلوں کو نور باطن سے
منور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور ارشاد میں اور ترقی فرمائے، حضرت مولوی مسعود صاحب کی توفیق
کیا کی جائے کہ جن کے مرشد سید صاحب جیسے ہوں اور ان کے خلیفہ اور طالب مولوی رکن الدین
صاحب جیسے ہوں، میں نے چاہا تھا کہ جناب حضرت سید صاحب کے خلفاء کی تعداد معین کر کے مع
نام و پتہ کے لکھوں۔ اتنا مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت سید صاحب کے خلفاء، شوا کے قریب تھے،
مگر انوس کہ میرے پاس کوئی ذریعہ ان کی مفصل کیفیت لکھنے کا نہ ملا۔ سنا ہے مکان شریف میں
ایک کتاب قلمی جناب سید صاحب اور ان کے خلفاء کے حالات میں ہے، مگر صاحبزادے صاحب
بوجہ محبت اور کسی وجہ خاص سے کہ جو ان کی مصلحت پر مبنی ہے کسی کو دیتے نہیں، میں جناب حضرت
سید صاحب کے حالات اور لکھتا اور لوگ واقف ہوتے کہ یہ ذات بابرکات مجمع کمال انساب
حقیقی سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسی اللہ نے پیدا کی ہے، مگر میرا مقصد اختصار کتاب
باتھ سے جاتا تھا۔ اس لئے بہت مختصر حالات کہ جو نہ ہونے کے برابر ہیں، لکھے ہیں حضرت سید صاحب
کے پیر بھائی حضرت بڑھن شاہ صاحب تھے جو نہایت ستجاب الدعوات تھے، جو زبان سے
کہہ دیتے اللہ تعالیٰ اپنے فضل اسکا ویسا ہی ظہور فرمادیتا۔ مگر غصہ ان کی طبیعت میں زیادہ تھا
اس واسطے حضرت سید صاحب نے ان کو اپنے پاس سے علیحدہ رہنے کو منسوخ کر دیا تھا۔

ان کے غصہ سے لوگوں کو نقصان زیادہ پہنچتا تھا، حضرت بڈھن شاہ صاحب چھ سات کو س ایک
کانوں تھا، اس میں تشریف رکھا کرتے تھے، مگر پاس ادب حضرت سید صاحب کے کانوں کی
طرف نہ کبھی پٹھ کر تے تھے اور نہ کبھی تھوکتے تھے، ایک شخص کا لیتھ حضرت سید صاحب کی دعا
ضلع کے انگریز کے پاس سر رشتہ دار ہو گیا تھا، اسکی رشوت کھانے کی اور پریشان کرنے کی شکایت
اکثر سید صاحب کے مرید سید صاحب سے عرض کیا کرتے، اور حضرت بڈھن شاہ صاحب سن سن کر
دل میں آزرہ ہوا کرتے، اتفاق سے وہ سر رشتہ دار حضرت بڈھن شاہ صاحب جہاں تھے وہاں
کسی سرکاری کام کو آیا اور حضرت بڈھن شاہ صاحب کے سلام کو بھی حاضر ہوا۔ حضرت بڈھن شاہ صاحب
کو اسکی صورت دیکھتے ہی غصہ آگیا، اور اٹھائے غصہ میں فرمایا کہ تو حضرت سید صاحب کے مریدوں سے
رشوت لے لیکر پریشان کرتا ہے، جن ہاتھوں سے تو ان کو پریشان کرتا ہے خدا تیرے وہ ہاتھ کاٹ
ڈالے۔ یہ بات سنکر وہ سید صاحب حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور یہ
حال عرض کیا۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حال سنکر حضرت سید صاحب نے سکوت
فرمایا اور سر مبارک نیچا کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد سر مبارک اٹھا کر فرمایا اے شخص تو جا بڈھن شاہ
کی دعا درجہ اجابت کو پہنچ چکی۔ اور اس درجہ اُس نے قبولیت حاصل کی ہے کہ اب اُس کا رویا
ہے، تو انتظار کر کہ یہ وقت تجکو کب پیش آئے، قدرت حق لاہور میں لڑائی ہوئی، پنجاب
میں غدر سا ہو گیا۔ اس سر رشتہ دار کے جنگل میں کسی نے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے۔ بڑے حضرت
صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اپنی حالت دکھانے کو حضرت سید صاحب کے پاس حاضر ہوا، اپنے فرمایا
کہ ہم تجھ سے پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ دعا اس کی قبول ہو چکی تھی، اب تو ایمان لے آ اور یہاں رہا کر
چنانچہ وہ معہ بال بچوں کے ایمان لے آیا اور وہیں اُس نے اپنی عمر پوری کی رحمت اللہ علیہم
اجمعین:

نذر عقیدت مولف

جناب منقبت حضرت سید امام عید شاہ صہار حمزہ اللہ علیہ

امام علی ہر حبیبِ خدائے جل و علا	رفیق اُمّت احمد حبیب حبیب خدا
انہوں کی ذات ہو آیات بنیات قدیر	مقر ہیں ان کے کمالات کے سب ابنِ بصیر
نگاہِ حبیبہ پڑی ان کی ہو گیا واللہ	ولی احمد محنت ساز واصل باللہ
خزانچی خزانہ رسول پاک ہیں وہ	قیمِ رحمت و نور رسول پاک ہیں وہ
تصرفات عجیب و غریب مکشوفات	خدائے خوب عنایت کیے تھے انعامات
فضل خدا کا تھا انکی دعا سے لپٹا ہوا	غضب خدا کا تھا ان کے غضب سے چپٹا ہوا
دعا کی جس کے لئے وہ ہوتی ضرور قبول	جو دعا تھا کسی کا ہو ضرور حصول
کرم نبی کا عنایت خدا کی اُن پر تھی	نکمہ بڑوں کی تھی حق کی نگاہِ جن پر تھی
تصرفات و کرامات اُن سے اتنے ہوئے	خدا کو علم ہے کیا جانے بند کتنے ہوئے
جناب سید والا کے کفش داروں کے	خدا نے مَدے جلّائے بہت اشاروں کے
حسبِ نسب انہوں کا نبی سے ملتا ہوا	مثالِ معجزہ اُن کا کمال ملتا ہوا
مقامِ قال سے طالبِ نبائے اہل حال	مقامِ کفر طریقت میں لا کے اہل حال
مگر زباں سے نہ بولے خلافِ شرعِ مدام	مثالِ حضرت منصور بازیدِ کلام
بیک نگاہ مقامِ قنایں لاتے تھے	بیک نگاہ مقامِ بقایں لاتے تھے
کمالِ قادرِ مطلق نے یہ کیا تھا عطا	امام علی کو جو سید ہیں اور حبیبِ خدا

اُنھوں کے پاس دوری نہ چاہتے تمام
 خدا نے فیض کا مرکز اُنھیں بنایا تھا
 اُنھوں کے فیض سے مرنے امید کھتے تمام
 بنا کے فیض کا دریا اُنھیں بہایا تھا
 ہزاروں لہروں روشن صدا مقرب حق
 امام علیؑ ہیں علیؑ اور فاطمہؑ کی نسل
 بیک توجہ عنایت امام علیؑ الحق
 امام حسینؑ و حسنؑ زین العابدینؑ کی اصل
 اُنھوں کے رحم و سخا کا گواہ ہے دیرِ حرم
 لکھے کیا حضرت سید کی منقبت انسان
 ندایہ آتی، ہر خاموش شو صغیف بیان
 خدا ہی جانے خدا کا رسول ان کا کمال
 خدا پہ چھوڑے اے بوالفضل اپنا خیال
 اسی لئے ہے دعا حق سے یہ ہدایت کی
 نصیب اے نعمت وہاں شفا کی

آپ کی وفات ۱۳ شوال یوم پنجشنبہ ۱۲۸۲ھ درمیان عصر و مغرب ہوئی۔ مزار شریف
 مقام مکان شریف عرف رترچھتر (پنجاب) میں ہے۔

فصل پنجم چھٹی چھتر شیر محمد خان صاحب

کے

مختصر حالات ریاضات و مکشوفات و کرامات کے بیان میں

حضرت شیر محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے دادا پیر ہیں اور جناب حضرت سید صاحب
 اعظم خلفا میں سے ہیں، جس قدر عرصہ تک جناب حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں آپؑ
 ہیں اور خدمت اور کسب سلوک کیا ہے، کوئی دوسرا آپ کی برابری نہیں کر سکتا، آپؑ خاص قابل
 کی پیدائش ہیں، ایام شباب میں ہندوستان شریف لائے اور جناب حضرت سید صاحب کے بیعت

ہو کر بیس برس تک شب و روز حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں حاضر رہے آپ کے
 متعلق گھوڑوں کی خدمت تھی، جناب حضرت سید صاحب کے خاصہ سواری کے گھوڑے کیواسطے
 دن بھر کھڑے اور جانی لیکر عمدہ گھاس کھوتے اور کھلاتے اور اسکو صاف رکھتے اور شب کو تمام تمام رات
 مراقب رہتے اور نہایت بے سرو سامانی کے ساتھ عمر گزارتے ایک روز سردی کے دنوں میں شب کے
 وقت بعد عشا آپ جناب سید صاحب کا گھوڑا جھک سے لائے، اس وقت جناب سید صاحب زمانہ
 مکان میں تشریف لیجا چکے تھے، بڑے حضرت صاحب نے پاس ادب اڑا دیا اور چپ چاپ
 کھڑے رہے، سردی زیادہ تھی، اور آپ کے پاس اس وقت اڑھنے کو صرف ایک ٹاٹ کی بوری
 تھی، آپ اُسکو اڑھے ہوئے تھے، اس سے کچھ سردی کا بچاؤ تھا، مگر گھوڑا مار سردی کے
 کانپ رہا تھا، آپ نے اپنی سردی کا کچھ خیال نہ کیا اور وہ بوری جو خود اڑھ رکھی تھی گھوڑے
 پر ڈال دی۔ اور پھر آپ کو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی، تو اندر مکان میں خادمہ سے حضرت سید
 صاحب نے فرمایا سردی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور کپڑا اڑھاؤ، خادمہ نے اڑھا دیا پھر فرمایا اور اڑھاؤ خادمہ
 نے اور اڑھا دیا، مگر آپ کی سردی زیادہ ہوتی گئی، تو پھر آپ نے یہ فرمایا کہ یہ سردی سردی سے
 نہیں ہے، دیکھو ہمارا کوئی دوست تو باہر سردی میں نہیں کھڑا ہے، خادمہ نے آکر دیکھا تو بڑے
 حضرت صاحب ننگے بدن کانپ رہے تھے، یہ حال جا کر خادمہ نے عرض کیا جناب حضرت سید
 صاحب اپنے اڑھنے کی خاص رضائی لائے اور اپنے دست مبارک بڑے حضرت صاحب کو اڑھاؤ
 اور فرمایا خانصا تم نے جانور کو اڑھا دیا اور خود سردی میں ننگے کھڑے رہے یہ کیا کیا؟ بڑے
 حضرت صاحب نے عرض کیا، حضرت دل نے نہ مانا کہ حضور کا گھوڑا ننگا کھڑا رہے اور تکلیف پائے او
 میں بدی اڑھے رہوں، ایسی خدمت کرنیوالا خادم اور طالب صادق اور بیس سال تک
 جناب سید صاحب جیسے شیخ اکمل کی خدمت میں ہے، ان کی ترقی درجات اور قرب کائنات

علیہ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے کسی نے خوب فرمایا: یَع
خِدمت ترا بکنگرہ کبریارسد

اور کسی نے کیا اچھا کہا ہے، شعر

دل بدست آور کہ حج اکبر است صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یہ میں نے شب و روز کی خدمت میں سالہ میں سے بطور نمونہ کے ایک خدمت لکھی ہے، ان خدمات
اور کثرت ذکر و فکر و مراقبات کا جو صلہ ملا ہے وہ بھی میں مختصر سا لکھوں گا۔

جناب حضرت سید صاحب نے وقت انتقال کے فرمایا کہ جس قدر فقیر کے اجازت یافتہ ہیں

اُن میں کوئی بھی خیر و برکت اور انوار نسبت سے خالی نہیں، مگر جو ذالِقہ فقیر کی صحبت کا چاہے

وہ بعد انتقال ہمارے شیر محمد خان صاحب کی خدمت میں جائے۔ یہ ارشاد حضرت سید صاحب کا

حضرت صاحب کے کمالات اور جمیع خوبیوں کے اثبات کے واسطے کافی اور روانی ہے،

بڑے حضرت صاحب نہایت درجہ کے عابد زاہد، ریاضت کش صابر و قانع تھے اور حضرت سید

صاحب کے خاص خدمت گزار تھے، آپ کی ریاضت اور خدمت اور خلوص گھوڑے کی خدمت

سے بخوبی عیاں ہے اور پھر تمام شب مراقب رہنا یہ ادنیٰ بات نہیں ہے اور پھر اس حالت میں بیس

برس گزارنا سراسر فضل خدا ہے، بڑے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ابتدائے زمانہ میں کثرت

ذکر کی یہ حالت تھی کہ علاوہ تمام جسم کے زمین و آسمان اور ہر شجر و حجر اور ذرہ ذرہ سے ذکر حق کی

آواز آتی تھی، اور آخر زمانہ سلوک میں جب ہم بعد عشا مراقب ہو کر بیٹھ جاتے تو کوئی قرآن شریف

اچھ سے شروع کرتا اور صبح کو سورہ والناس پر ختم کر کے یہ آواز دیتا اِنی (تَحْقِیق میں ہوں) او

پھر آواز نہ آتی۔

آگاہی۔ اس قرآن شریف کے شروع اور ختم سے مراد ختم سلوک ہے۔ لفظ اِنی سے

مراد قرب ذات بحت ہے، آپ کے ذات سے کشف اور تصرفات اور خرق عادات اور کرامات کثرت سے ظاہر ہوئے ہیں، اگر ان سب کو لکھوں تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائیگی اور وہ بھی میری معلومات قلیل کے موافق ہوگی۔ ورنہ جو لوگ طالب خدا برسوں آپ کی خدمت میں بیٹھیں وہ کچھ کچھ جانتے ہیں، ورنہ سب حال اولیاء اللہ کا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت امام الطریقہ محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو تعلق رب کا طالب خدا کے ساتھ ہوتا ہے، اُس تعلق سے پورے طور پر پیر بھی واقف نہیں ہوتا تو پھر بھلا غیر شخص یا مرید پیر کے حالات کیا واقف ہو سکتا ہے، آپ کی بزرگی اور قرب اور کثرت برکت و فیضان کا نمونہ حضرت صاحب کی ذات ہو جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے پرورش یافتہ اور خاوم ایسے ہیں، اُس کے کمال کا کیا اندازہ کیا جائے، بڑے حضرت صاحب جس زمانہ میں سید صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ پر جذب ربانی طاری رہتا تھا اُس وقت ایک ضعیفہ عورت آپ کے سامنے روتی ہوئی نکلی، آپ نے فرمایا "مائی کیا ہوا، کیوں روتی ہے؟" وہ بولی میا نصاحب میری ایک بھینس تھی، جس کا میں دودھ نکال کر فروخت کرتی تھی اور بچہ کو پالتی تھی آج شب کو وہ بھینس مر گئی، اس واسطے روتی ہوں اور چاروں کو بلانے جاتی ہوں کہ وہ بھینس کو اٹھا کر لیجائیں، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا "مائی وہ بھینس زندہ ہوگی مری نہ ہوگی چل میں اسکو دیکھوں، آپ اس کے ساتھ تشریف لگئے اور بھینس کے سینک خود کپڑے اور اُس عورت سے فرمایا کہ دُم تو پکڑ اور اسکو آواز دے، خدا کی قدرت کہ وہ بھینس اُسی وقت زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی، اور کئی برس تک زندہ رہی اور اُسکے بچے ہوئے، یہ خبر جناب حضرت سید صاحب کو پہنچی حضرت سید صاحب نے اس اظہار کرامت کی اپنی ناخوشی ظاہر فرمائی، بڑے حضرت صاحب کو حضرت سید صاحب کی ناخوشی کا صدمہ اور اظہار کرامت سے ندامت ہوئی، اور آپ بحالت

ریخ راوی ندی کی ریت پر درختوں کے نیچے جا کر لیٹ گئے، جب فراور ہو گئی تو حضرت سید صاحب نے خادم سے فرمایا، "خائف صاحب بہت دیر سے نہیں دکھتے، انکو ڈھونڈ کر لاؤ، چنانچہ خادم آپ کو تلاش کر کے حضرت سید صاحب کی خدمت میں لائے، جناب حضرت سید صاحب نے نہایت مہربانی سے فرمایا کہ ہمارے کہنے سے تم ناخوش ہوئے، ہم تم سے ناخوش نہیں ہیں، بلکہ اس واسطے کہا تھا کہ ایسی اظہار کرامت سے دنیا دار شرف روز پریشان کریں گے اور یاد خدا انہیں کرنے دیں گے، ورنہ جو دولت تم کو خدا نے عنایت فرمائی ہے، اُس کے استعمال اور خرچ کرنے کے تم مختار ہو۔

یہ کرامت آپ کی مکان شریف میں عام مشہور ہے، جے پور میں ایک شخص تھے جو دربار کی بلبل ہزار داستان پر مقرر تھے اور ان کے معاش کا وہی ذریعہ تھا، اتفاق سے وہ بلبل مر گیا، بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں وہ پنجرہ لے ہوئے حاضر ہوئے، بڑے حضرت صاحب اس زمانہ میں جے پور میں تشریف رکھتے تھے، عرض کیا کہ بلبل مر گیا، میرے تمام گھر کا ذریعہ معاش ہی تھا اب میں کیا کروں، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا کہ پنجرہ پر کپڑا ڈال کر آواز دو، قدرت حق جو اُس نے آواز دی تو وہ پنجرہ سے حسب تصور صد بولیاں بولنے لگا۔ اُس نے بوجہ خوشی کے کپڑا اٹھا دیا دیکھا تو بلبل پڑا ہے۔ پھر وہ غموم ہو گیا، لیکن آپ کی طرف اُس کا اعتقاد اور زیادہ ہو گیا، پھر عرض کیا کہ حضرت دعا فرما، خدا اسکو زندہ کر دے، آپ نے فرمایا کہ کپڑا ڈالو اور آواز دو اُس نے پھر ایسا کیا پھر وہ بلبل بولنے لگا پھر تیسری مرتبہ ایسا اتفاق ہوا، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا "میاں اب اسکی موت قصائے مہرم ہے، اب دعا کو دخل نہیں، تم صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارا اسباب اور کرے گا۔

حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم ہر سال یا دوسرے سال ضرور کالہ افغاناں جہان آباد تشریف رکھتے تھے حاضر ہوا کرتے تھے اور ہمینہ دو ہمینہ آپ کی خدمت میں ٹھہرا کرتے تھے جب ہم جے پور واپس آتے، تو حضرت صاحب ازراہ کرم ایک میل آدھ میل ساتھ ساتھ تشریف لاتے

اور بعد اس کے مصافحہ فرما کر ارشاد فرماتے "جاؤ خدا حافظ" اور گانوں کی جانب تشریف لیجاتے لیکن
جب تک آپ گانوں میں داخل نہ ہو جاتے، اُس وقت تک ایک جسم اچکا گانوں کی طرف جاتا ہوا
صاف دکھائی دیتا، اور ایک جسم آپ کا ہمارے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔

حضرت صاحب فرماتے تھے، ایک مرتبہ ہم آپ رخصت ہو کر امرتسر میں آئے تو دیکھا کہ ایک
مرد نور چاند کے بال کی طرح معلق ظاہر ہوا اور اس میں حضرت صاحب بحم نورانی تشریف رکھتے تھے۔

حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت صاحب کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ
کسی گانوں میں تشریف لیگئے ہیں، ہم اس گانوں میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے
آپ نے کھانا کھلا کر فرمایا خاں صاحب تم تھکے ہوئے ہو سو رہو، جب ہماری آنکھ سوتے سے کھلی تو ہر درخت
ہر جگہ درمیان زمین و آسمان کے حضرت صاحب کی شکل دکھائی دیتی تھی،

ایک شخص خوب چند نامی ۳۲ سو ان ضلع بدایوں کا رہنے والا قوم کا لیتھ جے پور میں بجات
تنگدستی آیا اور ایک جے پور کے رئیس تھے اُن سے پانسو روپیہ قرض لیکر دکان شروع کی لیکن دکان
میں نقصان ہوا وہ بحالت پریشانی بڑے حضرت صاحب کا کسی سے حال سن کر کالہ افغاناں حاضر ہوا
اور عرض کرنے لگا کہ جس میں نے قرض لیا ہو میری عزت کا خواہاں ہو اور مجھ سے سخت خلاف ہے
آپ دعا فرمائیں، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا "جاؤ جب اس رئیس سے ملو تو فقیر کی شکل کا خیال
رکھنا جب خوب چند جے پور آیا اور اُس شخص سے ملنے گیا تو وہ خوب چند کی صورت دیکھتے ہی
تعظیم کو کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا تم گھبراؤ مت پانسو روپیہ اور لیجاؤ اور اپنا کاروبار چلاؤ، خوب چند
نے جب یہ برکت دیکھی تو عقیدہ اُسکا اور راسخ ہو گیا اور وہ پھر پنجاب حضرت صاحب کی خدمت
میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا ہمارے خلیفہ علی شیر خاں صاحب جے پور میں ہیں جو کچھ کہنا سننا ہوا کرے اُن
سے کہہ دیا کہ وہ اور ہم اور وہ ایک ہیں، تم کو آئندہ پنجاب آنے کی ضرورت نہیں اور ایک غنایت نامہ

بھی حضرت صاحب کے نام سفارشی تحریر فرمادیا۔ خوب چند حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا
 کرتا۔ ایک روز خوب چند نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ کے یہاں طرقت میں ذکر
 و فکر خدا ہے وہ آپ مجھ کو تعلیم فرمائیے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تعلیم طریقہ ایمان لانے کے بعد کیا
 جاتا ہے، بلا مسلمان ہوئے نہیں بتلایا جاسکتا، تو اُس نے عرض کیا کہ کوئی خدا کا نام ایسا تعلیم فرمائیں
 کہ جس سے دنیا کا فائدہ ہو، تو حضرت صاحب نے یا صمد کچھ تعداد معین فرما کر خوب کو پڑھنے کو فرمایا
 خوب چند نے اسی ترکیب سے اس نام پاک کو چند روز پڑھا، اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے اسکو بہت
 کچھ فائدہ عنایت کیا، ایک روز خوب چند وضو کر کے مصلے پر وظیفہ پڑھنے بیٹھا تو اُس کا ایک دوست
 بت پرست آیا اور اُس نے کہا کہ یہ تو مسلمانوں کے طریقہ پر کیا پڑھا کرتا ہے، اسکو چھوڑنا بہاڑ پر
 اگنیش کا مندر، وہاں جا کر تو گنیش کا نام جب (پڑھ) تجھے بہت فائدہ ہوگا۔ خوب چند نے اپنی کفر
 کی عادت کیوجہ سے ویسا ہی کیا۔ جے پور کے بازار میں سے جانب شرق پہاڑ پر گنیش کے مندر کو
 راستہ جاتا ہے، خوب چند وہاں پہونچا اور اُس نے گنیش کی مورتی کے سامنے بیٹھ کر گنیش گنیش
 پڑھنا شروع کیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بڑے حضرت صاحب خوب چند کے سامنے کھڑے
 ہو کر فرمایا کہ خوب چند تجھ کو علی شیر خاں صاحب نے خدا کا نام بتلایا ہے وہ کیوں نہیں پڑھتا یہ کفر کیوں کرتا
 ہے، خوب چند یہ حال دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہوا کہ کہاں پنجاب اور کہاں جے پور حضرت میاں
 صاحب یہاں کیسے آگئے اور بڑے حضرت صاحب یہ فرما کر غائب ہو گئے، خوب چند نے خیال کیا کہ تجھ کو
 خیال پیدا ہو گیا ہے، پھر اُس نے وہی پڑھنا شروع کیا، پھر دوسری بار بڑے حضرت صاحب اُس کے روئے
 اسی طرح کھڑے ہو کر فرمانے لگے اور پھر غائب ہو گئے، پھر تو خوب چند کو یقین ہوا کہ تو جاگ رہا ہے
 حالت ہوش میں ہے، یہ تیرا خیال نہیں ہے، بلکہ حضرت میاں صاحب کی ہدایت ہی اس پر
 بھی پھر اُس نے وہی پڑھنا شروع کیا، تیسری مرتبہ پھر بڑے حضرت صاحب ظاہر ہوئے اور

نہایت سختی سے فرمایا "خوب چند بجکو جو علی شیر خان صاحب نے خدا کا نام بتلایا اور بجکو فائدہ ہوا تو اسکو
کیوں نہیں پڑھتا، اور یہ کفر کیوں کہتا ہو اور تو اس سے باز کیوں نہیں آتا، یہ فرما کر پھر غائب ہو گئے
خوب چند کے جسم پر لرزہ پڑ گیا اور وہ سیدھا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ قصہ بیان کیا
حضرت صاحب نے فرمایا، تم کو خدا کے نام کی قدر نہیں تم کو کس قدر فائدہ پہنچا مگر تم وہی شرک کی باتیں
کرتے ہو، بڑے شرم کی بات "خوب چند نے توبہ کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ خوب چند اپنے وطن سہوان سے جے پور آ رہا تھا، راستہ میں اُس کا ٹکٹ کم ہو گیا
اور خرچ اُس کے پاس اتنا نہ تھا کہ باندی کوئی سے جے پور تک آ سکے، اس حالت پریشانی و حیرانی
میں اسٹیشن کے اندر ٹھل رہا تھا، بڑے حضرت صاحب کی کھلم کھلا کرامات وہ دیکھ چکا تھا، اس لئے
اُس کا خیال بڑے حضرت صاحب کی طرف ہوا، وہ کیا دیکھتا ہے کہ بڑے حضرت صاحب اُس کے ساتھ
ساتھ اسٹیشن پر چل رہے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ "خوب چند گھبراؤ مت اللہ تعالیٰ ابھی تیرا بندوبست
فرما دیگا " چند منٹ تک ساتھ ہے اور یہ فرما کر غائب ہو گئے، آپ کا غائب ہونا تھا کہ فوراً ایک
شخص آیا اور کہا کہ گاڑی جانے میں چند منٹ باقی ہیں اور مجھ کو ٹکٹ بوجہ کثرت آدمیوں کے نہیں ملتا
آپ ام مجھ سے لو اور اپنا اور میرا دونوں کا جے پور تک کا ٹکٹ لے آؤ۔ چنانچہ وہ ٹکٹ لیکر جے پور آ گیا۔
ایک مرتبہ خوب چند کا بھائی منالال درو شدید میں مبتلا ہوا اور اُمید زندگی بالکل جاتی رہی

خوب چند بڑے حضرت صاحب کی طرف مخاطب ہوا۔ آپ نے اُسی وقت ظاہر ہو کر فرمایا "خوب چند
گھبراؤ مت ابھی انشاء اللہ آرام ہو جائیگا " آپ فرما کر غائب ہو گئے اور اُسی وقت منالال اُٹھ کر بیٹھ
گیا اور درو بالکل جاتا رہا، یہ سب اوقات میرے روبرو کے ہیں مگر باوجود ایسے ایسے ظاہر کرامات اور
ظاہر برکتوں کے خوب چند مثل ابوجہل کے بد نصیب رہا اور ایمان نہ لایا۔ بڑے حضرت صاحب کا
کشف نہایت صحیح ہوتا تھا اور اُن کی نگاہِ دل کے سامنے قریب و بعید اشیا کو مثل خطوط کف دست

کے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمادیا تھا، حضرت صاحب فرماتے تھے ایک مرتبہ ہم حضرت صاحب کی خدمت
 شریف میں حاضر ہوئے مہینہ یا اس کے قریب قریب وقت میں رہ کر رخصت چاہی، اپنے فرمایا
 بہت اچھا کل چلے جانا، صبح کو ناشتہ کھا کر آپ نے ہمارے حوالہ کیا اور رخصت کرنے کو آپ
 کھڑے ہوئے، پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خانصاحب اس وقت مست جاؤ پھر جانا، حضرت صاحب
 فرماتے تھے کہ کئی روز بعد اپنے فرمایا خانصاحب اب جے پور جاؤ، ہم بموجب ارشاد آپ کے روانہ
 ہو گئے، راستہ میں آکر معلوم ہوا کہ کثرت بارش سے ریل کا پل عین اُس وقت ٹوٹا تھا جس وقت
 اپنے اپنے مکان پر ہم کو آنے سے روکا تھا اور جس ریل گاڑی پر ہم سوار ہو کر جے پور آ رہے تھے
 وہ پہلی گاڑی تھی جو مرست پل کے بعد پل پر سے جا رہی تھی، حضرت صاحب فرماتے ہیں ایک
 شب ہم نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور جناب نے
 اپنے علم باطن سے ہم کو کچھ عطا فرمایا، اور پھر یہ فرمایا علی شیر خاں، جو کچھ تم کو عطا فرمایا گیا ہے یہ تم سے
 پھر واپس نہیں لیا جائیگا۔ جو ارشاد اور جو الفاظ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمائے
 تھے وہی الفاظ اسی شب کی صبح کو حضرت صاحب نے تحریر فرما کر ارسال فرمائے، جو ہم کو فیض نامہ
 کے ذریعہ سے تیسرے روز جے پور پہنچے، وہ الفاظ یہ تھے، خانصاحب جو چیز آج کی شب آپ کو عطا
 کی گئی ہے وہ کبھی آپ سے واپس نہیں لیجائیگی، ایسے ہزاروں واقعات کشف سے متعلق ہیں جن کو
 میں اپنی کتاب کے طویل ہو جانے کی وجہ سے چھوڑتا ہوں، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب طرف آپ
 کا خیال جاتا تھا، اللہ اس کی حقیقت کو مفصل منکشف اور رجوع فرمادیا کرتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں
 ایک مرتبہ ہمیں بوا سیر کی سخت بیماری ہوئی، اور اس کثرت سے خون گیا کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی،
 یہ سب حال حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا، دو تین روز بعد ہم نماز عشا کی پڑھ کر بوجہ
 ضعف لیٹ جاتے تو اس کے بعد ایک آدمی رسوت کا بنا ہوا اور رسوت کی تھالی اور اس میں

رسوت رکھی ہوئی ہوتی، اُس کی تعریف تمام شب کرتا کہ خدا نے مجھ میں فلاں فلاں بیماریوں کے دور کرنے کی صفت عطا فرمائی ہے، تین روز تک یہ کیفیت ہم دیکھتے اور سنتے رہے تیسرے روز صبح کو حضرت صاحبِ فیض نامہ صادر ہوا، اس میں ارشاد تھا کہ شام کو تھوڑی رسوت بھگو کر صبح کو پانی پی لیا کرو، انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے بموجب ارشاد کے ویسا ہی کیا خدا نے فائدہ کر دیا۔ آگاہی حضرت صاحب کو جو رسوت کا آدمی اور رسوت کی تھالی اُس کے ہاتھ میں ہوتی تھی اور وہ رسوت کی صفات بیان کرتا تھا، وہ رسوت کی حقیقت تھی، علم حق میں ہر چیز کی صورت و شکل ہے۔

آپ رازدار اسرار الہی تھے، بڑے حضرت صاحب کی دعائے ایک عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور اُسکو اکثر لوگ بانجھ عورت کہتے تھے اور وہ عورت حضرت صاحب مرید تھی اور شیخاواٹی کے آخر اور پنجاب کے قریب کسی گانوں کی رہنے والی تھی، اس کے مکان پر جانے کے واسطے بڑے حضرت صاحب نے حضرت مجدد ارشاد صاحب کو جو آپ کے خاص عنایت کے پرورش یافتہ تھے فرمایا کہ "فلاں روز فلاں وقت وہاں ضرور پہنچ جانا" حضرت مجدد ارشاد صاحب بموجب شاد پیدل سفر کرتے ہوئے کالا افغاناں سے یوم اور وقت معینہ پر وہاں پہنچ گئے، وہاں پہنچے پر معلوم ہوا کہ جو بچہ حضرت صاحب کی دعائے پیدا ہوا تھا اُس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لوگ اسکی تجنیز و کفن کا سامان کر رہے تھے، جب لوگ اُس بچہ کو قبرستان لیجانے لگے تو اُسکی ماں بہت رونی اور حضرت مجدد ارشاد صاحب کو دیکھ کر آپ کے پاؤں پکڑ لیے، مجدد ارشاد صاحب فرمایا "مائی خدا کی مرضی صبر کرو" عورت نے آپ کے پاؤں نہ چھوڑے اور زار زار رونے لگی اور لوگوں سے کہدیا کہ میرے بچے کو اس شب کو مت لیجاؤ، صبح لیجانا، لوگ اُس کی بیکاری دیکھ کر چپ ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے، جب لوگ نماز عشا کی پڑھ کر مسجد سے چلے گئے تو حضرت مجدد ارشاد صاحب اس بچہ کو کفن سمیت مسجد

میں اٹھالائے، صبح کو نماز سے پیشتر بچہ کا ہاتھ پکڑ کر اُس کی ماں کے حوالہ کر دیا، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے جمہدار صاحب کو چھپا کر بچہ کیسے زندہ ہو گیا، تو حضرت جمہدار صاحب نے فرمایا کہ خانصاحب میں اس بچہ کو لیکر مسجد میں چلا گیا اور اندر سے مسجد کی کنڈی بند کر لی۔ اور جناب الہی میں اُس کے زندہ ہونے کے واسطے دعا کرنے لگا، جب میں دعا شروع کی تو میں نے دیکھا کہ تمام مسجد میں پیرانِ عظام اور صحابہ کرام اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور سب اس بچہ کے واسطے دعا کر رہے ہیں، صبح کی نماز سے پیشتر میں نے دیکھا کہ کفن ہوتا ہے۔ میں نے کھول کر دیکھا تو بچہ جھانک رہا تھا، میں نے اُس کا کفن کھول کر اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسکی ماں کے حوالہ کر دیا اور وہاں فوراً روانہ ہو گیا۔ اور جب حضرت صاحب کی خدمت میں کالافغانان پہنچا اور سب حالات عرض کیے تو حضرت صاحب نے فرمایا جمہدار صاحب تم کو بموجب مرضی خدا اسی واسطے بھیجا گیا تھا حضرت جمہدار صاحب کا چونکہ اس جگہ ذکر آگیا ہے، لہذا ان کے متعلق مختصر طریقہ سے لکھ کر ختم کرتا ہوں جمہدار شاہ صاحب نے مثل بڑے حضرت صاحب کے بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں سال تک شب و روز نہایت خلوص کیا تھا، بڑے حضرت صاحب کی ان پر توجہ اور خاص عنایت تھی جمہدار صاحب نسبت قنات و بقا سے بدرجہ اتم مشرف تھے، اس مقام خاص میں ایسی قوی نسبت تھی کہ بہت کم اولیاء کو نصیب ہوتی ہے اور کشف بھی نہایت صحیح اور کثیر تھا۔ اکثر لوح محفوظ اور حجت اور دوزخ کے حالات ایسے بیان کرتے تھے کہ جیسے ان کے سامنے موجود ہیں اور وہ حالات حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر ملتے ہوئے ہوتے تھے، علم بالکل نہ تھا چنانچہ جذبہ کو حج بجا فرمایا کرتے تھے، دعا جس کی واسطے جو کی خدا نے اپنے فضل سے ویسا ہی ظہور کر دیا، کبھی کثرت جذبہ میں آٹھ آٹھ سات سات روز تک شب روز بیٹھے رہتے، کھانے پینے، پیشاب پاخانہ کو بالکل نہ اٹھتے، بڑے حضرت صاحب نے ان کو مرید کرنے کی اجازت نہیں فرمائی، کیونکہ پیری مریدی کی واسطے

فی الحجبہ کچھ علم کی ضرورت ہے، بلکہ یہ فرمایا کہ "جمہدار صاحب تم امت محمدی صلعم کے واسطے دعا کیا کرو" ایک مرتبہ جمہدار صاحب پنجاب کے شیخ و اٹنی کی طرف پیدل آرہے تھے، راستہ میں ایک گاؤں میں کسی بزرگ کا مزار تھا، وہاں آکر زمین پر بیٹھ گئے، اس گاہ کا خادم کھاٹ (چارپائی) پر بیٹھا ہوا تھا، صاحب مزار قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے خادم مزار کے پتھر مار کے فرمایا بے ادب بندہ خاص زمین پر بیٹھا ہے اور تو کھاٹ پر" اسی وقت وہ شخص اٹھا اور جمہدار صاحب کے پیروں پر کھاٹ پر بیٹھ لایا۔ حضرت جمہدار صاحب بہت خرق عادات ہوئی ہیں، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے نہیں دیکھا کہ جمہدار صاحب دعا کی، اور اللہ تعالیٰ نے اسکا ظہور نہ فرمایا ہو" اب میں بڑے حضرت صاحب کا حال پھر شروع کرتا ہوں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بڑے حضرت صاحب ایک مرتبہ جے پور میں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے مزار شریف پر ٹھہرے ہوئے تھے، انہی ایام میں حضرت سید صاحب کا عرس کا دن آگیا، آپ نے فرمایا "خانصاحب! سید صاحب کی فاتحہ عرس کا روز ہے، میں بچپن سے آٹا اور کچھ خنے کی وال پکوا کر فاتحہ دے کر فقرا کو تقسیم کر دو" فقروں کو فقروں سے اطلاع ہو گئی۔ صد آدمی جمع ہو گئے، حضرت صاحب فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت اب کیا کیا جائے آپ نے فرمایا "خانصاحب یہ کھانا فاتحہ کا اللہ واسطے کا ہے ہر شخص کو دو روٹی تنور کی اور دال رکھ کر تقسیم کر دو جب تک رہے دیے جاؤ، ختم ہونے پر فقروں سے کہہ دو کہ ختم ہو گئی" اور یہ فرمایا کہ دال کی دیکھی پر اور روٹی پر کپڑا ڈال دو اور تقسیم کیے جاؤ، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بموجب ارشاد میں نے ویسا ہی کیا جس قدر آدمی آئے جن کی تعداد سینکڑوں کی تھی، ہم نے سب کو دو دو روٹی اور چھ بھر دال تقسیم کر دی، جب سب لے چکے اور کوئی باقی نہ رہا تو حضرت نے فرمایا کہ اب کپڑا اٹھاؤ تم بھی کھانا کھا لو" حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے کپڑا اٹھایا تو تعداد روٹیوں اور دال کی اتنی

ہی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ جتنی کہ پوانی تھی حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کالافغانا
 حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہمراہ ایک گانوں گئے حضرت صاحب کے تشریف
 لیجانے پر وہاں کے سب لوگ جمع ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت بوجہ قلت بارش کے کھیتیاں بالکل
 خشک ہونے کے قریب ہیں آپ عافیا میں یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا تم بھی دعا کرو میں بھی دعا
 کرتا ہوں آپ نے دعا کی واسطے ہاتھ اٹھائے چند منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور
 وہ ابر پھیلنا شروع ہو گیا ابھی حضرت صاحب نے اور ہم سب ہاتھ بدست و جناب الہی میں اٹھار کھے
 تھے کہ قطرات بارش کے گرنے شروع ہو گئے آپ نے دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرے اور خاموش بیٹھ
 گئے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ تین روز تک برابر جب تک آپ نے اس گانوں میں تشریف
 رکھی پانی برستار ہا، تیسرے روز اس گانوں سے آپ دوسرے گانوں تشریف لے گئے اور
 میں آپ کے ہمراہ تھا اس گانوں سابقہ میں بارش بند ہو گئی اور جہاں آپ تشریف کھتے تھے
 وہاں پانی برستا شروع ہو گیا اسی طرح سے چند گانوں میں چند روز تک برابر بارش ہوتی رہی۔
 ایک عورت جو آیام ضعیفی کو پہنچ چکی تھی، اُس کے اولاد نہ ہوتی تھی اُس نے بڑے حضرت
 صاحب سے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیں اللہ مجھ کو اولاد دے، آپ نے فرمایا ہم دعا کریں گے لیکن
 خدا تم کو لڑکا دے تو پہلا لڑکا ہماری خدمت کو دینا، اُس عورت نے وعدہ کر لیا اپنے دعا فرمائی
 قدرت حق کہ اس عورت کے کئی لڑکے ہوئے، مگر اس عورت نے حسب وعدہ خود پہلا لڑکا حضرت
 صاحب کی خدمت میں جب وہ کچھ خدمت کرنے کے لائق ہوا تو اُس کو بھیج دیا۔ اور وہ شخص برسوں
 تک حضرت صاحب کی حیات میں خدمت کرتا رہا۔ اب سنا ہے کہ اُن کا بھی انتقال ہو گیا نام
 اُن کا کالیناں صاحب تھا، بڑے حضرت صاحب کی دعا اور قبولیت اور کشف و کرامت مختصر سی
 میں نے اوپر لکھی ہے، اہل علم کے واسطے بہت کافی ہے، بڑے حضرت صاحب کی سب سے

بڑی کرامت حضرت علی شیرخان صاحب اور حمیدار صاحب کی ذات مبارک ہے، بڑے حضرت
 صاحب کے خلیفہ جو مجھ کو معلوم ہیں، یہ ہیں، حضرت علی شیرخان صاحب و حضرت مولوی احمد حسین
 صاحب اور مولوی عبدالوہاب صاحب کڈھ بوانے والے، اور عبداللہ شاہ صاحب ناگوری
 کی زیادہ تعریف فرمایا کرتے تھے، لیکن ان سب خلفاء میں حضرت صاحب اور حمیدار صاحب مختص
 اور ممتاز تھے اور ان کو ہر ایک شخص بجائے بڑے حضرت صاحب کے سمجھتے تھے، حضرت قاضی اشرف حسین
 صاحب جب پنجاب بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے کو حاضر ہوئے تو اپنے فرمایا
 کہ خان صاحب علی شیرخان صاحب بیعت ہو گئے ہوتے، میں اور وہ دونوں ایک ہیں، اب بڑے
 حضرت صاحب کے صاحبزادے میاں عبدالغنی خان صاحب بجائے بڑے حضرت صاحب کے کالہ
 افغاناں میں قائم مقام ہیں، اور بڑے حضرت صاحب کے دو صاحبزادے ان سے چھوٹے
 میاں شریف محمد خان صاحب اور میاں لطیف محمد خان صاحب اور ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی عمر
 میں برکت عطا فرمائے اور بڑے حضرت صاحب کی اتباع اور تقلید اور نور باطن سے مشرف
 فرمائے، رحمۃ اللہ علیہ۔ بڑے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے، ۲ صفر ۱۳۱۷ھ کو وفات پائی۔
 قبر شریف آپ کی کالہ افغاناں میں ہے، جو مکان شریف سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر ہے۔
 (ہدیہ اراد مندی مؤلف)

اشعار و مناقب حضرت شمس محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیر محمد شیر حق	رہنمائے سالکاں واصل بحق
باعثِ رحمت زمین و آسماں	شیر احمد قطبِ دورانِ جہاں
آں کمالات کہ دارند سابقین	یافت آں از فضل رب العالمین

مردہ زندہ کر دآں صاحب کمال	بہت است این قوت عطا ذوالکمال
این کرامت زندہ کردن مرگاہ	کرد حق ظاہر ز فضل از خادماں
این کرامت حی مردہ نزد عام	بہترین فہند نافرماں تمام
بہترین برکت کرامت دلی	شد روا حاجاتہا ہر اُمتی
نزد خاصان حیدر اجمہ امام	بہترین برکت دلی بہت لاکلام
زندہ کردن قلب مردہ مومنین	بہتر از صد زندہ کردن صاحبین
این تمامی وصف خاصان خدا	شیر حق را داد آں قادر خدا
کے نباشد این کمال ذات آں	خادم و مقبول سید بیگیاں
کرد خدمت شیخ خود تا بست سال	ثمرہ حاصل شد زندہ صاحب کمال
اس تصرف برکت و کشف ریاض	ہست بیرون از بیاں کلک و ضیا
شیر حق خود بود و دیگر شیر حق	کرد آں شیر خدا شیران حق
یا الہی تا قیامت نیض آں	قائم و دائم ہست در مومناں
اس خدا از برکت شیر خدا	وہ مرا اخلاص و قرب مصطفیٰ
از طفیل حبلہ مقبولان خویش	تو مرا خادم شمر خاصان خویش
یا الہی سہل گرداں حبلہ کار	از طفیل حبلہ پیران کبار

کن ہدایت را صراطِ مستقیم

یا غفور و یا مجیب و یا کریم

فصل سابع در مشہد و موات تاج محمد علی شیر خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے حالات و ریاضت و کشف و کرامات و ترک دنیا و کثرت عبادات میں

میرے مرشد جناب حضرت محمد علی شیر خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات جو کچھ میں لکھوں گا وہ بالکل اپنے علم و یقین میں انشاء اللہ صحیح لکھوں گا اور روایات فضول اور تعریف بے بنیاد لکھ کر لعنت اللہ علی الکاذبین کا طوق اپنی گردن میں نہ ڈالوں گا اور خسر الدنیا والاخرۃ مفت میں نہ بنوں گا۔ نہ حضرت صاحب زندہ ہیں کہ اُن کو اپنی جھوٹ سے خوش کروں یا دوسروں کو جھوٹی باتیں بیان کر کے لوگوں کو اُن کا مرید بناؤں، بلکہ جو کچھ حضرت صاحب کے حالات انشاء اللہ لکھوں گا وہ سچ ہوں گے اور سچے خدا کی خوشنودی اور مخلوق کی بہبودی کے واسطے لکھوں گا اور اس میں شک نہیں کہ حق پسند لوگ حضرت صاحب کے حالات شکر یہ کہیں گے کہ خدا ان کمالات کے دینے پر قادر ہے اور واللہ مختص برحمۃ من یشاء اور فضلنا بعضکم علی بعض بالکل حق ہے اور جو لوگ ان کمالات سے واقف نہیں ہیں یا خدا کی دین کے قائل نہ ہوں گے، اُن کو میری تحریر پر البتہ شک ہوگا۔ لیکن شک کرنے والوں کے شک یا اعتراض سے نہ مجھ کو نقصان اور نہ ان باتوں کے ماننے والوں سے مجھے کچھ فائدہ و ما علینا الا البلاغ

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ کانونڈ جس کو اب ہندو گڑھ بھی کہتے ہیں جو قصبہ نول سے دس کو سس کے فاصلہ پر ہے، آپ کی دہاں کی پیدائش ہے اور دس کی رہائش ہے، ایام غم میں بموجب آپ کے ارشاد کے آپ کی عمر قریب اٹھارہ سال کی تھی آپ کے محلہ کے ہم عمر لوگ جو اکثر

جے پور میں ملازم تھے، وہ بیان کرتے تھے کہ آپ آٹھ نو برس کی عمر سے خدا کی یاد میں مشغول رہا کرتے تھے اور کھیل کود کی طرف آپ کی طبیعت مائل نہ تھی، حضرت صاحبِ ایام شباب میں بتلاش معاش جے پور تشریف لائے اور یہاں ملازم ہو گئے، جو لوگ شب روز سلسلہ ملازمت میں آپ کے پاس رہتے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ قبلِ بعیت اور بعدِ بعیت بہت کم وقت سوتے اور شب روز یادِ خدا میں مشغول رہتے، آپ بہت قد آور اور سفید رنگ اور بہت خوبصورت تھے، ایامِ جوانی میں ہزاروں آدمیوں میں خوبصورتی طاقت اور بلند قامت ہونے میں الگ نظر آتے تھے اور چہرہ مبارک نہایت نورانی تھا اور سیمیتِ حق چہرہ سے عیاں تھی، اکثر لوگ کچھ عرض کرنے آتے مگر بوجہ ہیبت بات کرنیکی بہت نہوتی اور خاموش چلے جاتے، یہ آپ کی سب جسمانی خوبیاں اپنے یادِ حق میں صرف کیں، جو لوگ آپ کے مکان کے پاس رہنے والے تھے انکا بیان ہے کہ ہم نے آپ کو علاؤِ دن کی مشغولی کے برسوں تمام تمام شب سجدہ میں یا دو زانو مراقبہ میں یا نمازیں دیکھا ہے۔ میں حضرت صاحب کے جب بعیت ہوا، اُس کے اٹھارہ سال بعد آپ نے انتقال فرمایا۔ میں اکثر روز اس اٹھارہ سال میں بلاناغہ علاوہ وقت سفر اور مرض کے آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا رہا اور حاضر بھی اکثر اس قدر رہتا کہ صبح کی نماز پڑھ کر جاتا اور دس دس بارہ بارہ گھنٹے اور کبھی اس سے بھی زیادہ اور کبھی کم و بیش حاضر رہتا۔ میں نے کبھی اس اٹھارہ سال کے عرصہ میں آپ کو بیکار نہیں پایا، مراقبہ دیکھا یا وظیفہ پڑھتے دیکھا یا تصوف کی کتاب کا مطالعہ کرتے دیکھا لیکن وقتِ مطالعہ کتاب کے وظیفہ زبانی برابر جاری رہتا تھا، میں یہ بات نہایت راستبازی اور خدا کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ اس قدر عابد اور یادِ خدا میں وقت گزارنے والا بزرگ میری نظر سے نہیں گزرا۔ اور نہ کسی معتبر اور محقق شخص سے فی زمانہ اتنی عبادت کرنے والا بزرگ سننے میں آیا ہوگا ضرور کیونکہ فضلنا بعضکم علی بعض ارشادِ رب العباد ہے، آپ اس بارہ ضعیفی میں کہ عمر تشریف دے

ستر سال کے ہوگی، اٹھارہ گھنٹے کے قریب یاد خدا روزمرہ کیا کرتے اور تین چار گھنٹے سوتے
 اور دو گھنٹے کے قریب کھانا کھانے اور وضو وغیرہ اور آنے جانے والوں کی گفتگو میں صرف
 کرتے اگر کسی وقت آنے جانے والوں کی وجہ سے گفتگو میں زیادہ وقت صرف ہو جاتا تو اپنے آرام کے
 وقت میں سے وقت نکال کر وقت عبادت کو پورا کرتے، ترک دنیا کی یہ حالت تھی کہ بے پورے رُسا
 اور مالدار اہل حاجت آپ کو اپنے مکان پر بلاتے، مگر آپ کسی کے یہاں تشریف نہیں لیجاتے اور
 بڑے سے بڑے آدمی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، اور جو عادت آپ کی اور گفتگو کا طرز تنہائی میں
 اپنے خادموں کے سامنے تھا وہی طریقہ اپنے اور غیر اور بڑے اور چھوٹے کے سامنے تھا۔ ذرا
 بناوٹ اور تصنع لباس اور کلام میں نہ تھا اور آپ کے پاس کبھی کوئی پانچ پانچ سو روپیہ بھی
 پیش کرتا تو آپ اُس کو بڑے حضرت صاحب کی خدمت شریف میں بھیج دیا کرتے تھے، اور
 اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے، مکان پر سے جب بہت سے خط خرچ کے واسطے آتے تو بقدر ضرورت
 واجب خرچ روانہ فرماتے، در نہ جو کچھ خدا بھیجتا وہ بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجتے
 یہاں تک کہ باوجود اہل و عیال اور عزیز و اقارب ہونے کے جو مکان مٹی اور چھپر کے تھے دیے
 ہی چھوڑے چند مرتبہ خادموں نے عرض بھی کیا کہ حضرت صاحب اگر کل مکان پختہ بنا دیا جائے اسکا
 کچھ حصہ تو گریو نہیں آگ سے مکان محفوظ ہے، تو آپ یہ سن کر فرماتے کہ میاں دیکھا جائیگا خدا حافظ
 ہے آپ نے تصوف کی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ قریب پانسو کے جمع کی تھیں اور آپ اُنکو
 نہایت عزیز رکھتے تھے، کبھی کبھی بطور افسوس کے فرمایا کرتے کہ یہ ہماری جمع کی ہوئی کتابیں معلوم
 ہمارے بعد کون لے اور ان کی کیا قدر کرے، آپ دو چیزوں کا اکثر افسوس فرمایا کرتے تھے،
 ایک بڑے حضرت صاحب کے انتقال کا اور دوسرے کتابوں کا۔ اپنے نہ مال جمع کیا نہ مکان پختہ
 نہ نہ عمدہ لباس پہنا، اور نہ عمدہ کھانے کا شوق رہا۔ اور نہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے پاس جلد جلد وطن تشریف لیجائے

کبھی دو تین سال کے بعد وطن تشریف لیجایا کرتے تھے اور آپ کی اہلیہ محترمہ بھی نہایت عابدہ اور
 اور صابرہ عورت تھیں، بڑے حضرت صاحب کا اور آپ کا برتاؤ اور لباس بالکل عام لوگوں کا
 سا تھا۔ کوئی خصوصیت لباس یا کلام میں درویشانہ یا عالمانہ نہ تھی، علم تصوف میں آپ کو نہایت
 درجہ کی تحقیقات اور معلومات تھیں۔ علم تصوف کے سمجھنے اور سمجھانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو
 شان خاص عنایت کی تھی گویا آپ علم درویشی کے عالم متبحر تھے، جو آپ کے واقف نہ ہو وہ کبھی یہ
 کہہ سکتا تھا کہ آپ درویش ہیں، ہر سلسلہ مبارک کے اولیاء اللہ کی تعظیم اور محبت آپ کے دلیں
 تھی، جہاں کسی شخص نے کسی اولیاء اللہ کی شان میں کبر شان کے الفاظ کہے اور آپ اس سے
 برہم ہو جاتے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو حضرت غوث اعظم اور حضرت شاد نقشبند اور حضرت
 مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ محبت ہے، اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
 رحمۃ اللہ علیہ سے تو بہت ہی زیادہ محبت تھی، جسکو عشق کہنا چاہیے۔ ٹھٹھائی دنیوی یا طرز
 درویشانہ نہ رکھتے تھے، اور زیادہ آدمیوں سے خلا ملانے ہوتے، اس لیے ارشاد آپ سے بہت کم
 پھیلا۔ ورنہ نسبت آپ کی نہایت زبردست اور قوی تھی۔ اگر لوگ آپ سے واقف ہو جاتے
 تو ہزاروں قلوب منور و روشن ہو جاتے، نسبت آپ کی افرادی تھی کہ جو سوائے ذات بحت
 کے کسی طرف مخاطب نہیں ہونے دیتی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ سے ارشاد کم پھیلا۔ صرف
 قریب شاہ آدمیوں کے آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ کی قوت نسبت کی یہ کیفیت تھی کہ اگر
 کسی وقت مراقبہ سے اچانک سر اٹھا کر آپ کسی طالب کو دیکھ لیا کرتے تو کئی کئی روز تک حالت
 طالب کی دگرگوں رہتی۔ اور بعض پر مہینوں اثر رہتا، اور اس کے تحمل کی تاب نہ ہوتی بعض
 بعض طلبہ کے دل کو ایک ہی توجہ سے جاری کر دیا کہ پھر وہ اپنی قبر میں زندہ دل کو اپنے ساتھ
 لے گئے، آپ نے اپنے طلبہ کی پرورش ذکر قلبی، سلطان الاذکار، ولایت صغریٰ، ولایت

کبریٰ میں ایسی کامل فرمائی کہ جیسے حالات میں نے اوپر کی فصلوں میں لکھے ہیں، بعض بعض طلبہ کو اولیائے کرام اور صحابہ عظام رضی اللہ عنہم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت جاگتے ہیں ختم ظاہر سے ہوا کرتی اور رموز و اسرار الہی کی باتیں ان کو معلوم ہوا کرتی تھیں بعض کے پاس اولیا اہل بیت یعنی قطب ابدال وغیرہ ازراہ کرم تشریف لایا کرتے تھے اور بعض کو نمائی الرسول حقیقی جیسے ولایت کبریٰ میں بیان ہوئی، یعنی اتصال روحانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی تھی، اتصال روحانی سے مراد یہ ہے کہ حضور کی کسی شکل اس طالب کی ہو جائے اور حضور صلعم اس کے حال پر بہت ہی کرم اور مہربانی فرماتے تھے، لیکن ولایت کبریٰ سے آگے ترقی اجمالی طلبہ کو ہوئی، منفصل نہیں ہوئی، یہ کمی ترقی طلبہ کی کامل حق طلبی اور کم ظرفی اور اتقا نہ ہونے کے سبب تھی ورنہ حضرت صاحب کی نسبت اور ترقی مدارج بہت آگے تھی، کیونکہ جس بزرگ کے طلبہ ولایت کبریٰ میں کامل ترقی کر کے اتصال روحانی حبیب خدا صلعم تک سے مشرف ہوں، ان کے شیخ کی شان کا اندازہ اندازہ کر نیوالے کر سکتے ہیں۔ بعض طلبہ کو طی ارض بھی اور کشف کامل خدا نے دیا تھا۔ کتاب حالات مقامات میں حضرت غلام علی شاہ صاحب نے اپنے شیخ حضرت مرزا منظر جانناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اتصال روحانی حضرت رسول خدا صلعم کا حال بیان فرما کر بطور شکر کے یہ فرمایا ہے کہ "میرے حضرت صاحب کی علوشان دیکھو چنانچہ میں نے بھی اس کی اتباع اور تعمیل حکم و امانت دیکھ کر فخر و کبر کے موافق یہ حالات لکھ دیے ہیں۔ ان حالات کے بیان کرنے کے بعد حضرت صاحب کے کمالات یا کرامات یا کمشوفات بیان کرنے کی اہل علم کے نزدیک کچھ ضرورت نہیں، کیونکہ سب سے زیادہ کمال کبرائے دین کے نزدیک بھی کمال ہے، جو اوپر بیان ہو چکا۔ لیکن عام لوگوں کی اور خصوصاً آپ کے سلسلہ کے خادموں کی اور اہل عقیدت کی تسکین اور خواہش کی

وجہ سے آپ کی چند کرامات اور قرب خدا کے حالات بطور نمونہ کے لکھتا ہوں۔ قرب خدا
 اور عنایت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ کافی ہے کہ حضرت صاحب
 کے حجرہ میں جائے نماز پر حضرت صاحب کے ہاتھوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست
 مبارک میں پکڑے ہوئے اور حضرت صاحب کو توجہ دیتے ہوئے چشم ظاہر سے بار بار دیکھا گیا ہے
 یہ سب خدا کا فضل اور پیران عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا صدقہ اور توسل ہے اور خصوصاً
 زمانہ آخر میں جناب حضرت سید امام علی شاہ صاحب پر چونکہ نبی کریم صلعم کی زیادہ پرورش
 اور عنایت تھی، اسی واسطے انہی حضرت سید صاحب کے نعلین کے صدقہ سے آپ کے متوسلین پر
 حضور صلعم کی عنایت بے غایت تھی اور ہے، اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے، آمین بحق سورہ
 طہ و تسین، نعلین خاصان حق متوسلین اور خادموں کے واسطے باعث قرب خدا، اور
 عنایت خاصان خدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کے خادموں میں سے ایک شخص نے خواب
 میں دیکھا کہ دربار رسالت پناہی صلعم ہو رہا ہے، اور صحابہ اور اولیاء حاضر ہیں۔ میں چاہتا ہوں
 کہ میں بھی حاضر رہا ہوں، مگر نگران دربار جانے نہیں دیتے، اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ
 عنہ تشریف لائے اور انھوں نے اپنی نعلین مبارک اُتاریں۔ اور میں نے اُن کو اٹھا کر سینے
 لگا لیا اور حضرت بلالؓ کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ تو مجھ کو دربانوں نے روکنا چاہا، لیکن اور صحابہ
 نے فرمایا کہ یہ حضرت بلالؓ کا کفش بردار ہے، اسے جانے دو۔ چنانچہ ان نعلین کے توسل
 سے دربار میں حاضر ہو گیا، زمانہ حال میں اکثر طلبہ فنائے اول سے مشرف ہوتے ہیں، او
 فنائے ثانی اور فنار الفناء سے بہت کم، خال خال طلبہ مشرف ہوتے ہیں اور جو طلبہ فنائے
 ثانی اور فنار الفناء سے مشرف ہوتے ہیں وہی حقیقتاً قابل ارشاد اور اہل خدمت اولیاء کے
 جاتے ہیں۔ جیسے قطب مدار، اوتاد، نقیب و نجیب مردان غیب و غیرہم، اور انہی

بزرگوں سے حشرق عادات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور انہی لوگوں کے ہاتھ میں
 باگ حکومت، انتظام خلق خدا نے دی ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ہر وقت منتظر
 رہتے ہیں، جو حکم ہوتا ہے اُس کی تعمیل میں حضرت خضر علیہ السلام فوراً کرتے ہیں، انکو
 اپنے پرانے دوست دشمن، بھلائی برائی پر غور کرنے سے کوئی تعلق نہیں، ان کو مثل ملائکہ
 کرام کے احکام الہی کی تعمیل کرنے سے غرض ہے، البتہ اُمت حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے واسطے دعا ضرور کرتے ہیں اور یہ دعا اُمت کے واسطے ان بزرگوں کی ترقی درجات کا
 باعث ہے، میں اپنے اس کلام کی تصدیق میں جناب حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی
 شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو لکھتا ہوں، وہ یہ ہے،

”جو شخص اللہ عزوجل اور اُس کے نیک بندوں کے ساتھ اچھا گمان رکھے اور اُن
 کے سامنے تواضع نہ کرے اُس کو فلاح نصیب نہ ہوگی، اسے شخص تو ان کے سامنے
 تواضع کیوں نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ سردار اور امیر ہیں ان کے مقابلہ میں تیری کیا ہستی ہے
 حق تعالیٰ نے انتظام ملکی ان کے حوالہ کیا ہے، ان کی بدولت آسمان سے پانی برتا ہے
 اور زمین سے سبزہ اُگتا ہے۔ تمام ہوا کلام حضرت کا۔“

حضرت صاحب میرے علم اور تحقیق میں اولیائے خدمت میں سے تھے، کہ جبکی تصدیق
 مجھ کو بہت طریقہ سے ہوئی ہے، جس کو میں تحریر و تقریر میں لانے کی ضرورت نہیں سمجھتا
 حضرت صاحب کی طبیعت میں خدا نے اعلیٰ درجہ کا ظرف رکھا تھا کہ وہ اپنے حالات باطنی
 کی خبر کسی کو نہیں دیتے تھے، اور رازداری یہاں تک تھی کہ ایک مرید کا حال دوسرے
 مرید سے کم بیان فرماتے، جو مرید آپ کے زیادہ ترقی کر گئے تھے، اُن سے گاہے گاہے
 کم ترقی کرنے والے مرید کا حال بیان فرما دیا کرتے تھے لیکن کم درجہ کے مرید سے زیادہ ترقی

کرنے والے مرید کا حال بالکل نہیں فرماتے، جو مرید اپنے کشف اور معلومات کے متعلق حالات
 عرض کرتے، آپ اسکو نہایت بے رغبتی کیساتھ سماعت فرماتے، اور بعض وقت فرما دیا کرتے کہ
 یہ سب باتیں بیکار اور شعبہ کی مثال ہیں، ذکر حق اور فکر حق، قرب حق کام کی چیزیں
 حضرت کے تصرفات اور سمیت باطنی کا یہ حال تھا کجس بات پر آپ ہمّت فرماتے اور دعا بجناب باری تعالیٰ
 کرتے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور قبول فرماتا، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے دعا و سمیت فرمائی ہو
 اور وہ کام نہ ہوا ہو، آپ کی دعا و سمیت سے اہل حاجت کے بڑے بڑے کام نکلتے تھے، جنکا رد ہونا
 عقلاً بالکل خلاف تھا۔ میری اہلیہ کو چار مہینے برابر بخار آیا، ہر چند دوا کی کچھ آرام نہ ہوا اور یقین ہو گیا کہ سوا
 مرنے کے کوئی صورت نظر نہیں آتی، میری اہلیہ نے کہا کہ میری زندگی کا خاتمہ ہو چکا، میرے چھوٹے بچے رہ جائیں گے
 تم حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو، چنانچہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں ہندو گڑھ عرض
 بھیجا، آپ نے جواب میں تحریر فرمایا "فقیر دعا کرتا ہے، انشاء اللہ آرام ہو جائے گا" بفضلہ تعالیٰ اُسی
 روز سے بالکل آرام ہو گیا۔ میرے ایک پیر بھائی کئی برس تک مرض بخار میں علیل رہے، حکیم اور
 ڈاکٹر دوں نے جواب دیدیا، حضرت صاحب نے چند دن دم فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اچھا کر دیا۔ حکیم محمد
 شفیع حضرت صاحب کے بیعت تھے، ان کے درو ذات الصدّ کا نہایت شدید ہوا، زندگی سے
 سب ناامید ہو گئے، حضرت صاحب نے جا کر دم فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت صحت بخشی، ایک
 مرتبہ میں خود شدید بخار میں مبتلا ہوا، ضعف اس قدر ہو گیا کہ بیٹھ کر نماز مشکل سے ادا کرتا، اگر وہی
 شدت بخار کی رہتا تو شاید میں دو ایک روز میں مر جاتا۔ میں نے اپنا حال مختصر لکھ کر خدمت
 شریف میں بھیجا، آپ نے تعویذ عنایت فرمائے اور یہ فرما دیا کہ ہم دعا بھی کرتے ہیں، جب میرے
 پاس تعویذ آئے تو ان میں سے میں نے ایک تعویذ لیا اور اس کو اٹھ کر پینا چاہتا تھا کہ اتنے میں کیا
 دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب میرے سامنے تشریف رکھتے ہیں اور بزرگرم دیکھ رہے ہیں میں حیران تھا کہ

حضرت صاحب بلا آواز دیے اور بلا اجازت گھر کے اندر کیے تشریف لے آئے لیکن بوجہ پائے ادب کچھ کہہ نہ سکا اور عظیم کو اٹھا میرے اٹھتے ہی حضرت صاحب غائب ہو گئے، اور میرا بخارا اور ضعف بالکل جاتا رہا، اور ایسی قوت مجھ میں پیدا ہو گئی، جیسی کہ ایام شباب میں ہوتی ہے۔ میں نے اُس وقت کپڑا پہنے تو میری اہلیہ نے مجھ کو پکڑ لیا اور یہ خیال کیا کہ کثرتِ بخار سے سرام ہو گیا ہے، اسلئے یہ گھر سے باہر جاتے ہیں اور میرے جانے میں مانع ہوئیں، تب میں نے کہا کہ میں بالکل اچھا ہوں حضرت صاحب کی خدمت میں جاتا ہوں، چنانچہ میں نے قریب دو میل کے فاصلہ پر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا، آپ نے فرمایا: تم کو وہم ہو گیا ہے پھر میں ہاں سے کئی جگہ پھرتا ہوا گھر واپس آیا، ایسے صدہا معاملات حضرت صاحب کے دیکھے ہیں، اسی واسطے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب قول الجلیل میں فرماتے ہیں: تصرفات نقشبندیہ عجیبہ و غریبہ بعد وفات میں نے آپ کو دیکھا کہ کہی آپ (یعنی حضرت صاحب) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہو جاتے ہیں اور کبھی حضور انور صلعم حضرت صاحب کی شکل ہو جاتے ہیں یہ فنا و بقا اتصال روحانی بروح اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس درجہ باعث شکر اور کس درجہ باعث تصدیق ہے؟ میں کئی مرتبہ حضرت صاحب کی قبر شریف پر حاضر ہوا اس لیے کہ ان معاملات میں جو مجھ کو پیش ہیں از قسم امراض و معاملات دینی و دنیوی، تو میں نے اثنائے مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت صاحب کی قبر شریف حبیب کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور حضرت خاتم النبیین صلعم بھی وہاں تشریف رکھتے ہیں، اور حضرت صاحب میرے معاملات میں حضور صلعم سے عرض کر رہے ہیں، اور حضور مسکراتے ہیں بفضلہ تعالیٰ وہ کام اللہ نے میرے لیے ہی درست فرمادیے، کئی مرتبہ حضرت صاحب نے مجھ کو قبر شریف میں سے آواز سے فرمایا: میں خوش ہوں تو فکر مت کر میرا معمول آپ کی زندگی میں اٹھارہ برس تک اور اب بعد وفات پچیس سال سے قریب روزمرہ حاضری کا ہے، ایک مرتبہ میں

کئی روز تک حاضر نہ ہوا تو قبر شریف میں سے باہر بلند فرمایا کہ: تو کئی روز سے کیوں نہیں آیا؟
 ایک مرتبہ میں نے حضرت صاحب کوئی خاص حال عرض کیا آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ مجھ کو اس میں
 شک ہا تو میں نے اُسی شب کو دیکھا کہ حضرت مرزا مظہر جانجانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم
 مبارک سے مجھ کو یہ بات لکھ کر عنایت فرمائی: "تیرے پیر کے کلام میں شک مت کروہ حق کیساتھ ہے
 اور یہی مضمون آپ نے ایک ہی وقت میں چالیس مرتبہ لکھ کر عنایت فرمایا۔ اور زبانی تقاضہ بھی ہر بار
 فرماتے رہے، ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں مقام پستی میں ہوں اور وہاں سے نہیں نکل سکتا، اسی
 حالت تردد میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور حضرت صاحب بھی آپ
 کے ہمراہ ہیں، ایک ہاتھ میرا حضرت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پکڑا اور ایک حضرت صاحب
 نے اور مجھ کو اوپر کھینچ لیا۔ اور یہ حال ابتدائی زمانہ کا تھا کہ اس زمانہ میں شیطان اور نفس مجھ کو
 حضرت صاحب کی طرف سے مذہب کرنا چاہتے تھے، حضرت صاحب کی ایک مریدہ تھیں اُن کا
 انتقال ہوا تو اُن کے بھائی نے (کہ وہ بھی حضرت صاحب کی مریدہ تھیں) عرض کیا کہ حضرت صاحب دعا فرمائیے
 کہ میری بہن کی بخشش خدا فرمادے، اُنھوں نے اُسی شب خواب میں دیکھا کہ حضور انور
 صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت صاحب بھی ہیں، حضرت صاحب نے
 حضور صلعم کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کیا: یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ اس کو
 بخش دے۔ اس عرض کرنے پر حضور اقدس نے آگے قدم مبارک بڑھا کر ان عورت مرحومہ کے سینہ
 پر انگوشت شہادت سے کلمہ شریف لکھ دیا۔ کلمہ شریف لکھتے ہی سینہ سے اس قدر نور روشن ہوا کہ آسمان
 تک اسکی روشنی پہنچی۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: اطمینان رکھ تیری بہن کی بخشش
 ہو گئی۔ اور آپ تشریف لے گئے، حضرت صاحب کے خاص خادم عبدالرحمن خالص بھی تھے وہ بہت
 طالب صادق تھے اور حضرت صاحب کے پہلے وہ بیعت ہوئے تھے، اور حضرت صاحب

کی اُن پر خاص غنایت تھی، وہ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہا کرتے تھے، ان کا سینہ انوار الہی سے منور تھا۔ ان پر پیران کبار کی بہت غنایت تھی وہ تارک الدنیا اور قانع و صابر تھے۔ کبھی ان پر تیسرے چوتھے وقت کا فاقہ ہوتا تھا تو غیب سے کوئی اُن کو سوتے سے جگا کر گرم گرم کھانا دیکر فائز ہو جاتا۔ ان کے انتقال سے حضرت صاحب کو بہت رنج ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت صاحب کے ایک خادم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب نے عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ پکڑ کے بڑے حضرت صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عرض کیا کہ حضرت! یہ آپ کے سلسلہ میں داخل ہے یہ عرض سن کر بڑے حضرت صاحب نے عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا، بیشک یہ میرے سلسلہ میں ہے اور اسی طرح یہی الفاظ عرض کر کے بڑے حضرت صاحب نے جناب حضرت سید صاحب کے سپرد کیا، اسی طریقہ سے سلسلہ بسلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور پھر اُن کو جناب سالتما ب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں پیش کر کے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلعم) یہ میرے سلسلہ میں ہے آپ قبول فرمائیں" حضور انور صلعم نے یہ سن کر عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ لیا اور فرمایا اس صدیق اکبر! جب تیرے سلسلہ میں ہے تو میرے ہی سلسلہ میں ہے۔

آگاہی: حضرت صاحب کی مقبولیت کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے، اسی واسطے اولیائے کبار کے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں کہ اگر کمال کو نہ پہنچے تو ذریعہ شفاعت اور مقبولیت کا ضرور ہوتا ہے، چنانچہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر حضرت شیخ محمد عابد سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار مجھ سے فرمایا "اے جانجاناں! ہم کو بلو! امام ہوا ہے کہ اے محمد عابد جس جگہ تو دفن ہوگا، اُس جگہ سے جہاں تک نظر پہنچے، اس حد جاتے نظر میں جو دفن کیا جائے گا وہ بخشا جائیگا۔" اسی واسطے اکثر لوگ اولیاء اللہ کے فرشتہ پاک کے قریب

دفن ہونے کی خواہش رکھتے ہیں، حضرت صاحب کے ایک مرید تھے، ان کے ایک دوست کا
 انتقال ہو گیا۔ وقت غسل کے دیکھا گیا تو ان کا چہرہ بوجہ شامت اعمال سیاہ ہو گیا تھا، یہ حال
 دیکھ کر ان کو رحم آیا اور انھوں نے بجناب باری تعالیٰ دعا کی، قدرت حق جب قبر میں رکھ کر منہ
 کھولا تو منہ ان کا سفید اور نورانی ہو گیا تھا، یہ شخص دعا کرنے والے مقام فنا و بقا سے شرف
 تھے، یہی شخص جس درخت یا مکان کے نیچے بیٹھتے اور جب وہاں سے علیحدہ ہوتے تو مکان اور
 درخت سے رونے کی آواز آتی، حضرت صاحب کسی پر ناراض ہو جاتے تو بہت جلد اس کا نقصان
 ہو جاتا۔ آپ کے وطن میں ایک مرتبہ دو شخص آپ کے مکان میں نقب لگا کر اسباب کپڑے
 برتن وغیرہ لگئے۔ آپ نے جے پور میں سنا تو فرمایا "ہمارا دعویٰ خدا کے یہاں ہے" اور پولیس وغیرہ
 میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ قدرت حق تھوڑا عرصہ گزرا، جس شخص نے جس ہاتھ سے نقب لگایا
 تھا وہی ہاتھ اس کا بارود سے زخمی ہو کر کاٹ دیا گیا۔ اور دوسرے چور کے مکان میں اسکی عدم
 موجودگی میں آگ لگ گئی، اسکا تمام عمر کا جمع شدہ سامان مع مکان جل کر برباد ہو گیا۔ پھر دونوں
 چور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اس فعل سے مقرر ہو کر معافی کے خواستگار
 ہوئے، مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت اس شخص کے مکان میں آگ لگی تھی، حضرت صاحب
 نے اس وقت مراقبے سے سر اٹھا کر مجھ سے فرمایا کہ "وطن میں فلاں شخص کے مکان میں آگ لگ
 گئی، ایسا معلوم ہوتا ہے تیسرے روز وہاں سے خط آیا اس سے معلوم ہوا کہ اسی شخص کے مکان
 میں جس نے چوری کی تھی، آگ لگی۔ اور وہی وقت آگ لگنے کا تھا، حضرت صاحب کے کلام میں
 جب کبھی مجھ کو کچھ تذبذب رہتا، تو میرے اطمینان کے واسطے غیب سے اکثر تصدیق ہو جایا
 کرتی تھی۔ چنانچہ ایک روز حضرت صاحب کی اور مولوی عبدالغفور صاحب کی گفتگو میں یہ اختلاف
 ہوا کہ حضرت صاحب یہ فرماتے تھے کہ ذکر قلبی کا یہ قوی ثبوت ہے کہ جسم کی رگیں ذکر حق

سے جنباں رہیں، اور مولوی عبدالغفور صاحب یہ کہتے تھے کہ آواز ذکر قلبی کا کانوں سے
 سننا قوی ہے۔ مجھ کو اس میں خلیجان رہا، میں نے اسی شب کو ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا
 کہ انکی نورانی شکل ہے (اور حلیہ انکا بنجارا تشریف کے لوگوں کا سا ہے) تشریف لائے اور بعد سلام
 علیکم مجھ سے مصافحہ کیا اور بعد مصافحہ میری انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈالیں اور پھر فرمایا کہ تو
 دیکھتا ہے کہ میری انگلیوں میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی انگلیوں کی رگیں ذکر حق سے جنباں
 ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی ثبوت ذکر قلبی قوی ہے۔ اور میں امام الطریقہ (حضرت) خواجہ
 محمد نقشبند ہوں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ میرے پاس اس وقت میرا لڑکا محمد شوکت علی سو رہا
 تھا۔ میں نے اُس کا منہ کھول کر دیکھا تو اُس کی زبان جو سامنے سے قریب پون انچ کے گر کر چاقو
 سے کٹ گئی تھی، اور اُس کی دو شاخیں ہو رہی تھیں، وہ بالکل جڑی ہوئی تھی۔ اور کوئی زخم
 اُسہیں نہ تھا۔ یہ خواب بیداری سے بہتر اور ثبوت برکت اور تصرف حضرت خواجہ خواجگان خواجہ
 محمد نقشبند ظاہر ہے، رحمۃ اللہ علیہ۔ اور خاصانِ خدا کے تصرفات اور ہدایات بعد انتقال کے بھی
 بحکم خدا جاری و ساری رہتی ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ اولیاء کی ولایت بعد وفات لے لی جاتی ہے
 اس کی شرح یہ ہے کہ جو ولایت قربِ خدا کی ولی کو خدا کی جناب سے عطا ہوتی ہے، وہ بعد
 وفات ولی کے اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے، اور جو ولایت (زیر کے ساتھ) کسی ولی کو انشطار خلقت
 کی جس کو منصبِ قطب، ابدال، اوتاد، نقیب، نجیب، مردانِ غیب وغیرہ مراتب کی
 عنایت ہوتی ہے، یہ ولایت البتہ انتقال کے بعد لے لی جاتی ہے، اور وہ کسی زندہ بزرگ کو
 تفویض کر دی جاتی ہے، لیکن جو بزرگ اہل خدمت یا اہل ارشاد اعلیٰ درجہ کے اس مقام کے گزرے
 ہیں وہ اہل خدمت اولیاء موجودہ کی اور اہل ارشاد موجودہ کی دعا اور بہت سے بحکم خدا ان کی
 ارواح طیبات ایسی اعانت کرتی ہیں، جیسے اہل ارشاد اور اہل خدمت زندہ کرتے ہیں جو اہل علم

اور اہل بصیرت پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو میری تقریر میں شبہ ہو تو وہ حضرت مجدد الف ثانی
 و حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت مرزا مظہر جانجاناں و حضرت خواجہ ناصر غنہ لیب
 حضرت غلام علی شاہ و حضرت شاہ ولی اللہ و حضرت شاہ عبدالغزیز و حضرت شاہ عبدالحق محدث
 دہلوی کی کتابیں دیکھیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ عام مومنین عام فرشتوں سے اور خاص بندے خاص فرشتوں سے افضل
 ہیں اور خلوت خلافت صرف بشر کو عنایت ہوا ہے نہ کہ فرشتوں کو توجب اللہ تعالیٰ اپنے کم
 درجہ والی مخلوق سے اپنے مخلوقات کا کام لیتا ہے تو اپنی اعلیٰ درجہ کی مخلوق سے مثل فرشتوں
 کے کام لے تو کون سے تعجب کی بات ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ کمال اولیائے کبار کا زندگی
 اور بعد مرنے کے جو کچھ ہے وہ عطیہ رب العالمین ہے اور یہ سب اسی کی حمد و ثنا و قدرت کا ثبوت ہے
 چنانچہ یہ مسئلہ تمام اُمت میں متفقہ ہے کہ حضور صلعم کی زیارت حضور ہی کی زیارت ہے، شیطان آپ کی
 شکل نہیں بن سکتا، اور آپ کی زیارت ہر شب میں ایک ہی وقت میں ہزار ہا مسلمانوں کو ہر ملک
 میں ہوتی ہے، توجب آپ کی روح مقدس کا یہ حال ہے کہ ہزار ہا اُمتی کو ایک ہی وقت میں زیار
 سے مشرف فرماتے ہیں، اور طرح طرح کی ہدایات اور کلمات فرماتے ہیں تو حضور کی اُمت کے خاص
 اُمتی جو آپ کے وارث ہیں اور اس صفت میں سے بھی حصہ پانے کے مستحق ہیں، اگر بعد انتقال
 خاصانِ خدا کے برضی خدا و عطیہ خدا یہ کمال باقی رہیں تو کیا تعجب ہی، بلکہ قادر مطلق خالق مخلوقات
 کی یہ عین تعریف ہے، اور بلا مضرعی حتیٰ فرشتے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا اولیائے کرام کچھ نہیں
 کر سکتے۔

اطلاع: اگر کوئی حضور انور کی زیارت کا شوق رکھتا ہو، تو چند روز میرے حضرت علی شیر

خاں صاحب کی قبر شریف پر حاضر ہو کر وہاں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر دو دشریف پڑھے، انشاء اللہ

بہت جلد ضرور زیارت نصیب ہوگی، اور ہر حاجت اللہ تعالیٰ پوری کرے گا۔ یہ بات ہر شخص آزلے۔
 غرض کہ جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات سے ظلی طور پر اولیاء اللہ کو حسب حیثیت
 حسب مراتب کمالات نصیب ہوتے ہیں، اگر ان میں سے حصہ نہ ملے تو ارشاد العلماء و مرہشہ
 الاہنیاء کے معنی کب درست ہو سکتے ہیں، وارث کو تو ہر چیز میں سے حصہ ملنا چاہیئے، میں نے جو
 کچھ حالات حضرت صاحب و بڑے حضرت صاحب و جناب سید صاحب کے لکھے ہیں، یہ قابل
 اظہار نہ تھے، بلکہ قابل استتار تھے، مگر یہ خیال کر کے کہ طالب خدا ان نعمتوں کی تلاش
 میں رہیں، اور یہ بھی لوگ جان لیں کہ جیسے کتابوں میں اولیاء اللہ کے حالات لکھے ہیں ابھی
 خدائے قادر نے اپنے برگزیدہ بندہ زمین پر ان کمالات کے پیدا کیے ہیں اور یہ بات کہنا چھوڑیں
 کہ مسلماناں درگور اور مسلمانی در کتاب حضرت مولانا رومیؒ نے خوب فرمایا ہے،

شرح اوصیفت باہل جہاں ہجو راز عشق باید در نہاں

نامناسب حال خاصان خدا کا عام لوگوں سے کہنا، بلکہ مانند راز عشق کے چاہیئے چھپا

لیک گفتہ وصف او تارہ بر بند پیش ازان کہ فوت آں حسرت بر بند

لیکن اس واسطے کہتا ہوں کہ لوگ انکھاراتہ چلیں اور تلاش کریں اس بے بہا فوت سے حسرت و انوس

اب میں حضرت صاحب کے حالات کو ختم کر کے آپ کے انتقال کا حال لکھتا ہوں،

آپ نے جمعہ کے روز عین وقت نماز جمعہ کے تیویں محرم الحرام ۱۳۲۸ھ (تیرہ سو اٹھائیس)

کو انتقال فرمایا اذیلہ وانا الیہ راجعون

میں انتقال سے کچھ دیر پہلے حضرت صاحب کی چار پائی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اور فکر تھی

کہ آپ کا وقت آخر ہے یا صحت ہوگی تو غیب کے آواز آئی دَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ

دینا والیک المصیر، میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اچھے مقبول بندوں میں

آپ کو شمار فرمایا۔ اور آپ کا وقت سفر آخرت ہو۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد آپ نے انتقال فرمایا
 مولوی سراج الدین صاحب کا کوروی جو حضرت صاحب کے جنازہ کے ساتھ تھے، راتہ میں قبرستان
 میں پہنچنے سے پیشتر مجھ سے فرمایا کہ میں نے حضرت صاحب کی تاریخ وفات کہہ لی ہے جس سے ۱۹۱۰ء
 نکلتے ہیں، چنانچہ یہ تاریخ میں نے ننگ مرمر پر حلیٰ مستلم سے کندہ کرا کر حضرت صاحب کی قبر شریف
 کے سرہانے لگا دی ہے، میں حضرت صاحب کی قبر شریف پر بیٹھا ہوا یہ فکر کر رہا تھا کہ حضرت صاحب
 کی سال وفات کسی آیت شریف یا اسمائے الہی سے نکلتے، اور سنہ بھی بھری ہو تو بہت مناسب
 ناگاہ غیب سے آواز آئی هُوَ الْغَفُورُ، میں نے وہیں ریت پر هُوَ الْغَفُورُ کے اعداد نکالے تو ۱۳۲۸ھ
 نکلتے (۱۳۲۸ھ تیرہ سو اٹھائیس) میں نے خدا کا شکر ادا کیا، اور تاریخ کے پتھر کی شروع پشانی پر هُوَ الْغَفُورُ
 بھی کندہ کرا دیا، قطعہ تاریخ مولوی سراج الدین صاحب یہ ہے،

جناب شاہ علی شیر خاں چورونہفت سیاہ روز جہاں شد بشیم اہل دل

بلوچ قبر نوشتم سراج سال وفات مزار پاک علی شیر خاں ارم منزل

حضرت صاحب کی قبر شریف شہر جے پور گھاٹ دروازہ باہر علی شاہ جی کے قبرستان میں ہے

اور قبرستان میں جاتے ہی دست چپ کی طرف قدرے بلند صرف پتھر ہی پتھر کی بنی ہوئی ہے چونہ

کا اُس پر پلا سٹروغیرہ نہیں ہے، اور قبر شریف کے اوپر سرہانے ننگ مرمر کا پتھر قریب تین فٹ اونچا

تاریخ کا لگا ہوا ہے، حضرت صاحب کا انتقال ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ کو ہوا ہے اور ہمیشہ میں محرم

ہوتی نہیں، اس لیے میں نے یکم صفر المنظر یوم عرس مقرر کیا ہے، اور یہ اس مناسبت بھی مقرر کیا ہے

کہ ماہ صفر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور بڑے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا عرس ہوتا ہے

افسوس حضرت صاحب جیسی ذات بابرکات ہم جیسے گناہگاروں کے سر پر سے اٹھ گئی، ہر شخص کو

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کے ارشاد کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

منہ دل بریں دھسنا پاندار
ز سجدی ہمیں یک سخن یاد دار

جذبہ ارادت مؤلف

حضرت صاحب کی تعریف میں چند اشعار

شیر حق است شیر شیران خدا	حضرت شیر علی شیر خدا
نائب حق نائب خیر الورے	نائب حق جملہ خاصان خدا
ترک دنیا کثرت ذکر خدا	جہد بالنفس لعین حب خدا
قانع و ذاکر توکل با خدا	صابر و شاکر بہ تسلیم و رضا
ہست جامع این کمالات عجیب	شاہ علی شیر خدا صاحب الضیاء
ایں ہمہ اوصاف آں پاکیزہ نفس	مثل آں عابد ندیم بیچ کس
سالہا در سجدہ و ذکر خدا	جملہ شب بگذشت در زاری دعا
شد مقرر ہر وہ ساعت بالیقین	از برائے مالک یوم البقین
عمر خود در یاد حق در مسکر حق	صرف کردہ خوب شد واصل بحق
فانی از خود باقی با حق بالیقین	شد وصال رحمۃ اللعالمین
ایں ہمہ فضل خدا جود و عطیہ	ہست صدقہ مصطفیٰ و محبت سببی
از برائے گر کے کرد آں دعا	روزہ شد از بارگاہ کبریا
ہمچنین تائید و تصدیق کلام	اولیائے سابقین کردند تمام
زین فزوں تصدیق کے باشد عزیز	قدر این داند کسے اہل تمیز
من چہ گویم وصف آں عالیجناب	رحمت حق باد بر آں بے حساب

یا الہی از برائے شیر حق! رہ نمائی کن! ہدایت را بحق

ضمیمہ

کتاب معیار السلوک دافع الاویہام والشکوک

میں نے اس کتاب کے سات باب اور ہر باب میں سات فصلیں لکھی ہیں تاکہ اس کتاب کو قرآن پاک کی سات منزلوں سے اور سات آیات سورہ فاتحہ سے اور سات دن اور سات اور سات زمین اور سات آسمان سے مناسبت ہو، اور یہ باب اور فصلیں ختم ہو چکیں، تو میں نے ضروری باتیں فائدہ خلق کے لیے اس ضمیمہ میں لکھی ہیں، اور اس میں علاوہ کوئی اور میزان ضروری باتوں کے آخر میں کچھ تعویذ بھی نفع خلق کے لیے لکھے ہیں، اگرچہ تعویذات کا تعلق علم تصوف سے نہیں ہے، اور نہ ولایت کے قرب و بعد سے اس کا کچھ واسطہ ہے، لیکن بعض محققین نے بموجب ارشاد اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کے خلق خدا کو ان تعویذات کی وجہ سے اپنی طرف مخاطب کرنے کا ذریعہ بنا کر خدا کی طرف مخاطب کیا ہے تعویذات میں جو علاوہ عبارت کے ہند سے ہوتے ہیں، وہ بھی آیات قرآن مجید یا اسما الہی کے ہوتے ہیں، اور تعویذ کا لکھنا حروف میں اور گلے میں ڈالنا سنت ہے، جسکو دیکھنا ہو وہ کتاب حدیث حسن حصین میں دیکھ لے، جس کا ترجمہ اور شرح نواب قطب الدین خان صاحب محدث دہلوی نے کی ہے، پہلے میں ۲۹ معیار لکھتا ہوں کہ جس کا تعلق تصوف سے ہے، اس کے بعد میں تعویذات لکھوں گا۔

(۱) معیار، جو خواب یا کشف یا الہام یا آواز غیب ہو اس کو قرآن و حدیث سے مطابق

کرنا چاہیئے، اگر مطابق ہو تو قابل ماننے اور عمل کرنے کے ہے، اور خلاف ہو تو چھوڑ دینے کے

قابل ہے، انہی مؤلف

شاہد و رہبر یہ دونوں ہیں تمے مونس و غمخوار دونوں ہیں ترے

شاہد و رہبر ہیں تیرے آں وحدت چھوڑا جس نے وہ ہوا بیشک خلقت

(۲) معیار، بھوک اور پیاس میں اور بے سرو سامانی میں قناعت و توکل دل میں ہو اور

محبت خدا میں وجد و تواجد، جوش و خروش ہو تو یہ قابل اعتبار اور لائق شکر ہے، اور بحالت

مرغن کھانے کے اور مال و اسباب موجود ہونے کے قناعت و توکل معلوم ہو یا وجد و تواجد

تو یہ نفس کا دھوکہ اور ذاتی خیال ہے، مؤلف

نفس کے دھوکے بہت باریک ہیں راستے اس کے بہت تاریک ہیں

مشعلِ قولِ ائمہ طریق سامنے رکھتا ہوں تو غریق

(۳) معیار، قرآن پاک قاری خوش اکان پڑھے یا بلا مزامیر بڑھایا جو ان حمد و نعت

میں اشعار پڑھے، اور اس سے وجد و تواجد یا دل کو راحت نہ ہو، اور عورت یا مرد کے اشعار پڑھنے

یا فرامیر کی آواز کیساتھ کیسکو حال طاری ہو تو جان لو کہ یہ حال نہیں بلکہ وبال ہے مؤلف

گرترا آید خلافتِ شرع حال داں کہ اس ظلمیت گمراہی بادل

(۴) معیار، کسی کو کشف ہو، یا طے ارض ہو، یا کچھ بھی ہو، اگر خدا کے سوا اس کے دل

میں اُمید یا خوف غیر ہے تو نہ وہ ولی خدا ہے، نہ اسکا سلوک قابل اعتبار

ہے یہ معیار ولایت اے عزیز اپنے کھوٹے اور کھرے کی کرتیر

خواجہ ناصر عندلیب با صفا ایسا کچھ فرماتے ہیں فردِ خدا

ہے اُمید و خوفِ گرج حق کے سوا ہے وہ بندہ نفس نے بندہ خدا

(۵) معیار: دوسرے لوگ جیسے اسکی خدمت حیوانی اور کفیش برداری اور روپیہ پیسہ

سے کرتے ہیں اسکو بھی ویسے ہی اپنے کم درجہ کے لوگوں کی کرنی چاہیئے، یہی عین طریقت ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست سعدی بہ تبلیغ و سجادہ و دولق نیست

(۶) معیار، اپنی تعظیم و تکریم کو درست جان کر منع نہ کرنا، اور دوسروں کی تعظیم و تکریم پاخذ

سے بچنا، شان اسلام اور شان ولایت کے خلاف ہے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد (فرید الدین عطار) ہر کہ خود را دید او محسوم شد

(۷) معیار، خواہشمند کشف و کرامات یا طالب کیمیا دوست غیب طلب خدا نہیں ہے،

طالب کشف و کرامت کیمیا! طالب حق نیست اسے مرد خدا

(۸) معیار، اپنے عیوب کو پیش نظر رکھنا، اور دوسروں کے پس پشت ڈالنا یا چھپانا

یا تلاش نہ کرنا خوبی اور قابل شکر ہے،

کے نزدیک درجہاں عاقلست ز خود ہوشیار و ز جہاں غافلست

(۹) معیار، مسائل شرعیہ میں ائمہ طریقت کی تقلید اور مسائل طریقت میں ائمہ طریقت

کی تقلید نہایت ضروری ہے، اور اس کے خلاف میں تباہی اور گمراہی ہے، سو اس شخص

کے جو مرتبہ اجتہاد کو علم شریعت یا طریقت میں پہنچ چکا ہے، لیکن اگر وہ بھی تقلید ائمہ کرے تو اس نے

عروۃ الوثقیٰ ہے تقلید امام ہے کلید معرفت رب الانام

راستہ مرضی خدا و مصطفیٰ معنی منکشف تقلید سے ہو بہر ملا

(۱۰) معیار، ذکر قلبی بعض وقت ایسا لطیف ہوتا ہے کہ نہ اس کا ادراک ہوتا ہے

اور نہ فہم میں آتا ہے اور بعض وقت بوجہ گناہ نہیں ہوتا، اسکی معیار یہ ہے کہ اگر دلیلیں

توحید خدا اور محبت حبیب خدا ہے تو جان لے کہ ذکر لطافت کے ساتھ ہے، اور اگر توحید و

محبت میں بھی کمی ہے تو یہ قبض بوجہ گناہ ہے، اس لیے استغفار اور گریہ و زاری زیادہ کرنا چاہیئے

ہے ندامت اور گریہ فضل رب مؤلف بابِ حمت بکینشش دہوں سب
حضرت مولاناؒ

کار تو موقوف بر زاری دل ست بے تضرع کامیابی مشکل ست
(۱۱) معیار جیسے اپنی عورتوں کی پردہ و عصمت کا خیال ہے، ویسا ہی دوسروں
کا رکھنا چاہیئے،

بزرگوں نے ترجمہ حدیث شریف کا یہ کیا ہے، ہرچہ بخود نہ پسندی بدگراں پسند
بہتری جو چاہے اپنے واسطے ازلیت وہ ہی چاہے دوسروں کی واسطے
مومن حق ہے وہ مزجت را ہے یہ ارشاد محمد مصطفیٰ
(۱۲) معیار غیر عورتوں کی صحبت اور جہاں فحش کلام یا کام ہوتے ہوں، وہاں سے بچنا
چاہیئے، ورنہ باعث مطعون ہوگا، حضور کا ارشاد ہے، اتقوا بمواقع التہم
دور باش از جائے تہمت اے سپر مؤلف! میں جنہیں فرمودہ اند خیر البشر

(۱۳) معیار ایسے عرسوں میں سفر کر کے نہ جانا چاہیئے کہ راستہ میں نمازیں قضا ہوں، یا سووی
روپیہ لیکر جانا ہو، یا اہل حقوق، ماں باپ، بیوی بچے، تکلیف پڑیں یا بیمار ہوں، اور تو عرس
میں جائے، عرس میں شریک ہونا مستحب یا جائز ہے، فرض یا واجب یا سنت مگر نہ نہیں ہے
اور اہل حقوق کی ادائیگی حق، فرض اور واجب ہی، فرض کے مقابلہ میں مستحب قابل ترک ہوتا ہی
یہی مسئلہ متفقہ ہے، حج بیت اللہ بھی جب ہی فرض ہے کہ جب اہل حقوق کے حق سے زائد روئے
ہو، جب بیت اللہ کا حج ہی ایسی حالت میں فرض نہیں ہوتا تو مستحب میں جانا کیا؟

مستحب جائز کو کرتا ہے ادا! فرض حق کو چھوڑتا ہے، بر ملا
کب ہوں راضی تجھ سے اے مرد خداؐ حضرت حق اور محمد مصطفیٰ

(۱۴) معیار اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے اکل حلال بذریعہ سوداگری یا صنعت و حرفت یا ملازمت کمانا فرض ہے، اور یہ سنت انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام و اولیائے عظام ہے اس کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے، اور پھر خدا پر توکل کرنا چاہیئے،

سب پیمیر اور ولی جسد امام کسب کرتے آئے ہیں یہ لاکلام
مرد کا سب ہے حبیب اللہ ضرور ہے یہ مضمون حدیث اے ذی شعور
ہے یہی مضمون اندر مثنوی، مثنوی مولوی معنوی
گفت پیغمبر بہ آواز بلند بر توکل زانوے اشتر بہ بند
بار خود بر کس منہ برخویش نہ سروری را کم طلب درویش بہ

(۱۵) معیار، جس وقت سردی میں سرد پانی جسم پر بوقت غسل پڑے یا حاکم کے سامنے پیشی مقدمہ ہوتی ہو، یا مجمع عام میں گفتگو کرتا ہو، یا بیماری سے تکلیف شدید ہو یا بہت خوشی کا موقع ہو یا جس وقت طبیعت میں غصہ زیادہ ہو یا اپنی اہلیہ کے ساتھ وقت خاص ہو، یا بھوک کی تکلیف زیادہ ہو، ان سب حالتوں میں ذکر قلبی کو دیکھے، اگر ذاکر پائے تو شکر کرے اگر غافل پائے تو ندامت و انوس کرے،

وقت تکلیف و خوشی دل کا خیال ہے کدھر تو دیکھ مرد خوشخصال
نفس و شیطان قال کو کہتے ہیں تو کسوٹی پر لگا، یہ حال و قال

(۱۶) معیار اچھا کھانے یا اچھا پہننے کا نفس کو عادی نہ بنائے، نہ اچھے کھانے کو بے مزہ کر کے کھائے، نہ اتنا زیادہ کھائے کہ بدبھی و کسل ہو اور نہ اتنا کم کھائے کہ ضعف پیدا ہو کر خدمت اہل و عیال اور اتباع سنت سے محروم ہے،

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید (سعدی) نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

(۱۷) معیار نہ گفتگو اتنی زیادہ کرے کہ سامعین پریشان اور دل تیرا حیران ہو، نہ ایسی خاموشی اختیار کرے کہ آئینو الے تجھ سے بنیرا ہوں، نہ مالداروں اور دنیا داروں کے پاس اتنا بیٹھ کہ دل تیرا مردار ہو، نہ اتنا دور بھاگ کہ دروازہ ہدایت بند ہو کر وہ تجھ سے فرار ہوں، خیر اوسط میں ہے،

خیر کے اندر کرے جو کوئی کام مؤلف خیر اس میں ہو ضروری لا کلام
خیر ہے اوسط میں اے مرد خدا ہے یہ سرمودہ محمد مصطفیٰ

(۱۸) معیار، شب کو نہ اس قدر جاگ کہ دماغ اور اعضا تیرے بیکار ہوں، اور نہ اس قدر سو کر دنیا و عقبیٰ تیرے برباد ہوں،

سو تو اول شب میں جاگ آخر میں تو (تو) حکم ہے رب کا قلیلًا نصفہ
(۱۹) معیار نہ کسی پر طعن کر، نہ کسی کی غیبت کر، نہ کسی کو اپنے سے بُرا سمجھ، نہ اپنے کو کسی کے مقابلہ میں اچھا جان، نہ کسی کا دل دکھا، یہ سب باتیں حرام ہیں، اور ارشاد اور طلبِ خدا کے خلاف ہیں اور دنیا داروں کے نزدیک بھی مذموم ہیں،

نہ پسند مدعی جزو خویشتن را کہ دارد پردہ پست دار در پیش
گرت ختم خدا بسنی بہ بخشند (سعد) نہ بینی بچکی پس عاجز تر از خویش
مرا پیر داناے مرشد شہاب دو اندر ز سرمود بر روی آب
کیے آں کہ بر خویش خود ہیں مباش دگر آں کہ بر غیر بد ہیں مباش

حضرت حافظ شیرازیؒ

مباش در پئے آزار ہرچہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست
ایک اور بزرگ فرماتے ہیں،

ہزار گنج عبادت ہزار گنج کرم ہزار طاعت ہزار بیداری

ہزار روزہ و تسبیح و صد ہزار نماز قبول نیست اگر خاطر بیازاری

(۲۰) معیار: مزارات متبرکہ اولیاء اللہ پر باادب اور با وضو حاضر ہو، اور ان کی روح مبارک سے فیض حاصل کر، اور ان کی ذات بابرکات کے توسل سے خدا کی جناب میں فتوحات داین کی دعا کر، طواف اور سجدہ زندہ اولیاء ہوں یا ان کی قبروں پر کرنا حرام ہے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو امام طریقہ ہیں، وہ یہاں تک احتیاط اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" جلد اول کتاب الآداب صفحہ ۳ مصری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی قبر کی زیارت کرو تو نہ اُس پر ہاتھ رکھو، اور نہ اُسکو بوسہ دو کہ یہ یہودیوں کی خصلت ہے اور ایسے ہی امام غزالی اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما بھی فرماتے ہیں،

ہست طواف و سجدہ از بہر خدا دیگران از غیر حق ست ناروا

این طواف و سجدہ از حبلہ امام ہست شرک و گمراہی مطلق حرام

(۲۱) معیار، شرعیّت نسخہ ہے، طریقت دواہی، حقیقت پرہیز ہے، معرفت شفاہی،

(۲۲) معیار، شرعیّت علم ہے، طریقت عمل ہے، حقیقت خلوص ہے، معرفت دیدار

حق ہے،

(۲۳) معیار، شرعیّت مشعل رہنما ہے، طریقت راتہ چلنا ہے، حقیقت مقام مقصود

تک پہنچنا ہے، معرفت صاحب مکان سے ملنا ہے۔

(۲۴) معیار، شرعیّت مثل جسم کے ہے، طریقت مثل جان کے ہے، شرعیّت عمل ہے،

اور طریقت اس میں خلوص ہے،

(۲۵) معیار ہر شخص اپنے کف بگل جانے پر، اور اپنے فضلہ کو دیکھ کر، یا بدبو سے اتنا متنفر

نہیں ہوتا، جتنا کہ دوسرے کے تھوکنے سے ہوتا ہے، اسی طرح اپنے اعمال خراب سے اتنی
 بیزاری نہیں ہوتی، جس قدر دوسروں کے بُرے اعمال سے ہوتی ہے، یہی بے انصافی اور
 دھوکہ نفس ہے، اس سے بچ، اور مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ مِنْ اَسَاءَ فَعَلِيهَا، کو
 پیش نظر رکھنا چاہیے، اور اگر تو اپنے کو صاف گو جانتا ہے، تو اپنے اعمال بد کا اظہار کیوں نہیں
 کرتا، حضرت سعدی فرماتے ہیں،

اے مہربا نہادہ برکت دست عیبہارا نہفتہ زیر بغل
 تاجہ خواہی خسریں اے مغرور روزِ در ماندگی بسیمِ دغل
 حضرت مولانا رومیؒ،

کارِ خود کن کارِ بگیا نہ مکن بر زمینِ دیگران خانہ مکن
 (۲۶) معیار، جب تک صوفی اپنے کو کافرِ فرنگ، اور کتے خیس سے بدتر نہ جانے گا، معرفت
 حق اُس پر حرام ہے، اور کیا حال ہو، اُس شخص کا، جو اپنے کو بزرگانِ دین کے برابر جانے،
 عیب است عظیم بر کشیدن خود را وز جملہ خلق برگزیدن خود را
 از مرد مک چشمِ بیاید آموخت دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را
 (۲۷) معیار، نبوت کی واسطے معجزہ لازمی ہے، ولایت کی واسطے کرامت لازمی نہیں،
 ولی کو اتباعِ تنہی کی ضروری ہے، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

معجزات از بہرِ قہرِ دشمن است بوئے جبیت پے دل بُردن است
 (۲۸) معیار، سلوک صوفیہ سے یہ مقصود نہیں ہے کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ
 کریں اور الوان و انوار کا معائنہ کریں، یہ باتیں خود لہو و لعب میں داخل ہیں،
 غیر حق کے جو تجھے ہوئے عیاں (لُف)، لہو و لعب و شعبہ تو اس کو جان

(۲۹) معیار: جس دل میں محبت مال و جاہ ہے، وہ دل لائق نزولِ رحمت نہیں
اس دل کو دل کہنا چاہیے، حضرت حکیم سنائی فرماتے ہیں،

دل کے منظریت ربّانی حجرہ دیو راجہ دل خوانی
دل کہ با جاہ و مال دارد کار آن گئے داں و آں دگر مردار

(۳۰) معیار: جس نے خدا کو پہچانا، اُس نے اولیاء کو جانا، اور جس نے اولیاء کو پہچانا، اُس
نے خدا کو جانا، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں،

چونکہ با حق متصل گردید جاں ذکر آن اینست ذکر این ست آں
(۳۱) معیار: جس نے پہنچنے کا خیال کر لیا، وہ نہ پہنچا، اور جس نے اپنے کو دور جانا وہ قریب
ہوا، حضرت خواجہ باقی باللہ فرماتے ہیں،

ہنوز ایوانِ استغنی بلندست بفکر مار سیدن ناپندست
(۳۲) معیار: ادراک سے عاجز ہونا ادراک ہے، اور جہالت کا اقرار کرنا معرفت ہے،
حضرت خواجہ نقشبند،

عجز ازاں ہمراہ شد با موفت کونہ در شرح آید و نہ در صفت
(۳۳) معیار: شریعت کے تین خبر ہیں، علمِ عمل، اخلاص، جب تک یہ تینوں خبر متحقق
نہ ہوں، شریعت متحقق نہیں ہوتی،

علم ہو اور ہو عمل اور ہو خلوص تب ہو تصدیق شریعت بالخصوص
(۳۴) معیار: کام کا دار و مدار دل پر ہے، اگر دل غیر سے گرفتار ہے تو خراب اثر
ہے، صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہوتا، اور بلا اعمال صالح بدنی جنکا
شرعیّت نے حکم دیا ہے، دعویٰ سلامتی دل کرنا باطل ہے۔

اے برادر کار دل پر ہے مدار زندگی اپنی شریعت پر گزار
 از صراطِ مستقیم شرع پابیروں منہ دور شد سوزن ز رشتہ زود خود را گم کند
 (۳۵) معیار: علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں، اور اخلاص کا حاصل ہونا طریقِ صوفیہ
 پر منحصر ہے کہ جو علم و عمل کی روح ہے،

علم اعمال از شرع حاصل شود از طریقت روح ایں حاصل شود
 (۳۶) معیار: یاد کرد، طریقت میں ہے، یادداشتِ حقیقت میں ہے،

یاد کردن ہے طریقت میں میاں یادداشت ہو حقیقت میں عیاں
 (۳۷) معیار: تواضع و ولتمندوں کے لئے اچھی ہے، اور استغنائی فقرار کو زیبا ہے،

اغنیاء را در تواضع بہتری است در قناعت مفقر را بہتری است
 (۳۸) معیار: دل کی سلامتی نیاں ماسوی اللہ بغیر نہیں ہو سکتی،

ہوتا ہے قلب سلیم بعد فنا متفق ہیں اس میں جملہ اولیاء
 (۳۹) معیار: تمام سعادتوں کا ————— طریقہ سنت کی تابعداری ہے، اور تمام فسادوں
 کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے،

اتباع سنت کی باعث خیر ہے اور خلافت اس کے خدا کا تہر ہے
 دین و دنیا اپنا جو چاہے حسن (مؤلف) متبع سنت ہو وہ شاہِ زمن
 (۴۰) معیار: فقرار کی خاک رومی دولت مندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے،

خاک رومی عارفان با حسد بہتر از صدر نشینی اغنیاء

(۴۱) معیار: جو مرنے پہلے نہ مرا اُسی پر ماتم پر سی ہے، اور جو مرنے سے پہلے مر گیا، اس
 کا مرنا اس کیلئے باعثِ خوشی اور دن کے لیے باعثِ غم ہے، کیونکہ خیر کا ذریعہ چلا گیا۔

(۴۲) معیار: منازل سلوک صرف اس لیے ہیں کہ ایمان حقیقی نصیب ہو جائے،

(۴۳) معیار: طریقہ نقشبندیہ کا مدار دُؤ اصول پر ہے، ایک شریعت کی پیروی استقامت

کے ساتھ، دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں استقامت،

(۴۴) معیار: اللہ تعالیٰ بیچون، بیچگون اور ورار الوراژ اور جو کچھ دید و دانش اور

شہود و مکاشفہ میں آئے اسکا غیر ہے، اس راہ کے جوڑ و موڑ پر بچوں کی طرح فریقہ نہونا چاہیئے،

(۴۵) معیار: جب تک خاتمہ بخیر نہ ہو، کسی مبشرات و الہام یا کشف و کرامت یا حالِ مطہر

نہ ہو، اور ہمیشہ گریہ و زاری اور بیتقراری رہے،

بیرون گور لاف کرامت چہ می زنی ایمان اگر بگور رود صد کرامت است

(۴۶) معیار: جب تک حیرت و ہمالت میں نہ پہنچے، فنا نصیب نہیں ہوتی، جس فنا کو

فنا جاتا جاتا ہے، یہ خود فنا ہے،

(۴۷) معیار: فقر اور محبت دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے،

(۴۸) معیار: انسان جامع جمیع موجودات ہے، اس لیے جمیع موجودات سے اس کا تعلق

ہے، اگر یہ تعلقات اشیاء میں پھنس گیا، تو فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا، اس کے نصیب

اور اگر عالم ارواح اور اسماء و صفات اور ذات کی طرف مخاطب ہو گیا تو فَقَدْ فَنَزَّ

فَوْزًا عَظِيمًا اس کے نصیب ہے،

(۴۹) معیار: انسان آئینہ کامل ہے، اگر یہ اپنے آئینہ کارُخ جہان کی طرف رکھے

تو اس میں عکس خراب پڑ کر نہایت مکدر اور بد نما ہو جائے گا۔ اور اگر رُخ آئینہ کا حق کی

طرف کر لے تو سب زیادہ مصفا اور خوش نما ہو جائیگا۔

ضروری تعویذات

تعویذ برائے دفع بخار لکھ کر گلے میں ڈال دے اور یہی پینے کو دے،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَكَّامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَىٰ نَبِيِّ الْكَرِيمِ

۳۰۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۰۲
۳۱۱	۳۰۸	۳۰۷	۳۱۴
۳۰۶	۳۱۳	۳۱۲	۳۰۹
۳۱۸	۳۰۳	۳۰۴	۳۱۵

تعویذ برائے امراض چشم و ضعف بصارت، اور اسی آیت شریف کو، مرتبہ صبح او
، مرتبہ شام پڑھ کر دم کرے،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

۵۵۱	۵۵۲	۵۵۸	۵۴۴
۵۵۷	۵۴۵	۵۵۰	۵۵۵
۵۴۶	۵۶۰	۵۵۲	۵۴۹
۵۵۳	۵۴۸	۵۴۷	۵۵۹

دوسری ترکیب زیادتی روشنی آنکھوں کی نہایت مجرب یہ ہے، کہ جس وقت اذان ہو
اور اثنائے اذان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک آئے تو یہ درود شریف پڑھ کر دو
ہاتھوں کے انگوٹھوں پر دم کر کے آنکھوں پر لگائے، یہ عمل حدیث غریب یا حدیث موضوع کی بحث علیہ
ہے، یہ طریقہ عمل ہے، قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَإِلَّاكَ وَأَصْحَابِكَ وَسَلَّمَ
تعوذ برائے حفاظتِ حمل و حفاظتِ اطفال و حفاظتِ مکان و حفاظتِ از ظلمِ ظالم
و حفاظتِ از شیاطین و حفاظتِ زراعت و حفاظتِ از آتش و حفاظتِ وزد،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

۷۸۶

۵۹۶	۶۱۰	۶۰۷	۶۰۴
۶۰۸	۶۰۳	۵۹۷	۶۰۹
۶۰۲	۶۰۵	۶۱۲	۵۹۸
۶۱۱	۵۹۹	۶۰۱	۶۰۶

تعوذ برائے دفع بد خوابی و حفاظت از سحر و شیاطین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ

عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضُقُونِ وَالصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّ الْكَرِيمِ

۷۸۷

۱۳۱۶	۱۳۳۰	۱۳۲۷	۱۳۲۳
۱۳۲۸	۱۳۲۲	۱۳۱۷	۱۳۲۹
۱۳۲۱	۱۳۲۵	۱۳۳۲	۱۳۱۸
۱۳۳۱	۱۳۱۹	۱۳۲۰	۱۳۲۶

تعوذ برائے دفع نظر بد بچہ کو یا جانور یا کھیتی کیلئے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ اَلَامَّةٍ وَالصَّلَوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی نَبِیِّ الْکَرِیْمِ

تعوذ برائے دفع طاعون و ہیضہ مکان کے دروازہ پر چپاں کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہی بکرمات حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ از

طاعون نگہ دار

تعوذ برائے زیارتی شیر عورت یا جانور یا کسی کا پیشاب یا پاخانہ بند ہو گیا ہو
لکھ کر گلے میں ڈالے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَرَجَ الْخَرِیْنِ یَلْتَقِیَانِ، بَیْنَهُمَا بَرْخٌ لَا یُغِیَانِ اُ

۷۸۶

۷۸۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۸۳
۷۹۲	۷۸۹	۷۸۸	۷۹۵
۷۸۷	۷۹۴	۷۹۳	۷۹۰
۷۹۹	۷۸۲	۷۸۵	۷۹۶

تعوذ بچے کے بڑھنے کے لئے، جو ماں کے پیٹ میں بڑھنے سے بند ہو جاتا ہو

اور جس کے اولاد نہ ہوتی ہو، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو بھی اولاد

دے دیتا ہے،

۷۸۶

۹۳۳	۹۴۳	۹۴۴	۹۳۰
۹۳۸	۹۳۶	۹۳۵	۹۴۱
۹۳۴	۹۴۰	۹۳۹	۹۳۷
۹۴۵	۹۳۱	۹۳۲	۹۴۲

تعوذ برائے ترقی رزق، اور انہی تینوں اسمائے الہی کو بعد نماز صبح دو سو
سرسٹھ (۲۶۰) مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

۷۸۶

اللہ	باسط	معطی
۱۵۲	۸۹	۲۶
۴۹	۱۰۶	۱۱۲

تعوذ برائے درد زہ، کھڑکے میں باندھا جائے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْقَتَّ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ وَادْنَتْ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ

اھیا اھیا اھیا

۷۸۶

۸	۴	۷	۱
۲	۲	۷	۵
۳	۹	۲	۶
۴	۵	۴	۸

۷۸۶

۱۲۲	۱۱۸	۱۲۱	۱۱۵
۱۲۰	۱۱۶	۱۲۱	۱۱۹
۱۱۷	۱۲۳	۱۱۶	۱۲۰
۱۱۷	۱۱۹	۱۱۸	۱۲۲

تعوذ برائے ہر مرض و ہر درد پینے کے واسطے دیا جائے

۷۸۶

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

یہ تعویذ پندرہ (۱۵) کا تمام تعویذات کی اُم ہے، اور یہ تعویذ اسم ذات غیب الغیب کا ہے، اکثر لوگوں میں جو مشہور ہے کہ یہ نقش حوا کا ہے، غلط ہے۔ اس کی اگر شرح کی جائے تو طوالت ہوگی، یہ نقش تمام حروف اور تمام اسماء جلال و جمال سے تعلق رکھتا ہے۔

وظیفہ ترقی رزق کے واسطے نہایت مجرب ہے

روزمرہ بلاناغہ سورہ مزل شریف گیارہ مرتبہ، اور گیارہ سو مرتبہ یا معنی پڑھنا چاہیے

اور اول اور آخر درود شریف،

وظیفہ دفع دشمن اور اُس کے شر سے بچنے کیلئے

سورہ اِحلیف ایک سو ایک بار پڑھنا نہایت مجرب ہے،

وظیفہ جس مریض کے علاج سے حکیم عاجز آ کر نا اُمید ہو گئے ہوں، اس کے پڑھنے سے

خدا شفا دیتا ہے، بہت سے آدمی ملکر پڑھیں یا ایک آدمی،

اسم یا ملاحم ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیے،

وظیفہ، ادائیگی قرض کے واسطے نہایت مجرب ہے، بعد نماز صبح ستر مرتبہ پڑھنا چاہیے،

اللہم اکفنی محلاتک عن حرامک واغنی بفضلك عن من سواک

وظیفہ، ہر درد، ہر مرض اور ہر حاجت کیلئے، بعد نماز مغرب اکیانوے مرتبہ الحمد

شریف پوری پڑھنا چاہیے،

جب مقام مستعین آیا کرے، تو دل میں اپنے مطلب کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کے

پڑھنے سے ایمان بھی نہایت قوی ہوتا ہے اور مرض بھی لاحق نہیں ہوتے، حدیث شریف

میں آیا ہے کہ کوئی مرض نہیں جس کا علاج الحمد شریف نہ ہو، یہ وظیفہ حضرت شہ صاحب کے

زمانہ سے برابر جاری ہے، نہایت بابرکت ہے، حضرت صاحب ہمیشہ چالیس برس سے پڑھتے

رہے، اور کبھی قضا نہیں کیا۔

وظیفہ دفع مرض اور ضعف دور ہونے کیلئے

تین سو تیرہ مرتبہ اسم یا اللہ یا سلام یا قویٰ روز پڑھنا چاہیئے،

یہ تعویذات اور وظائف جو میں نے اوپر لکھے ہیں، میری طرف سے ہر مومن کو اجازت ہے

بشرطیکہ وہ حق کے ساتھ ہو۔

اب میں آخر کتاب میں شجرہ سلسلہ حضرات طریقت کو تبرکاً لکھ کر کتاب کو ختم کرتا ہوں،

شجرہ طیبہ حضرت اسلسلہ یہ مجذبات علیہم السلام

منظومہ

مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ وفا و جاہ مرقد

۱۲ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ	مدینہ منورہ	فضل کریار محمد مصطفیٰ کے واسطے	آل پاک دچاریار با صفا کے واسطے
۲۲ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ	"	ہو مرایان کامل دیکھے صدق و صفا	حضرت صدیق اکبر ابوفا کے واسطے
۱۰ رجب المرجب ۱۱۰۰ھ	مرائن	پاک کر دے میرے دلوں کو خطا و عیب سے	کمل اصحاب سلمان با خدا کے واسطے
۲۳ جمادی الاول ۱۱۰۱ھ	"	دور رکھ دو رخ سے مجھ کو اور حبت کر نصیب	حضرت قاسم امام اولیا کے واسطے
۵ رجب المرجب ۱۱۰۱ھ	جنتہ البقیع	استغاثے شریعت اور طریقت میں مجھے	حضرت جعفر امام اتقیا کے واسطے
۱۴ شعبان ۱۱۰۱ھ	بظام	دامن علم و کرم سے حشر میں لینا چھپا	عارف حق بایزید بے ریا کے واسطے
۵ رمضان ۱۱۰۲ھ	خرقان	دین و دنیا کے مرے سب کام تو کر دے در	بو الحسن محبوب شاہ دوسرے کے واسطے

۴۷ ربيع الاول ۱۰۷۷ھ - طوس	زندہ رکھ اور مارتو اپنی محبت میں مجھے	بوعلی نامدار پیشوا کے واسطے
۲۷ رجب المرجب ۱۰۳۵ھ - مرو	کر مجھے مقبول عالم خاص بندگی طرح	یوسف ہمدان مقبول خدا کے واسطے
۱۲ ربيع الاول ۱۰۵۵ھ - غجدان	ماسوا سے کر جدا اور اپنا بندہ لے بنا	عبد خالق غجدوانی رہنما کے واسطے
یکم شوال ۱۰۶۱ھ - ریوگر	فور سے معمور کر دے اس دل رنجور کو	حضرت عارف محمد حق نما کے واسطے
۱۷ ربيع الاول ۱۰۷۱ھ - داکنی	خیر بھرنے میرے ولیس دور کر دے جہد	حضرت محمود محبوب خدا کے واسطے
۲۷ رمضان ۱۰۸۱ھ - خوارزم	اس دل مردہ کو زندہ کر کے بس کرے عزیز	حضرت خواجہ عزیزاں رہنما کے واسطے
۱۰ جمادی الآخر ۱۰۵۵ھ - سماسی	نعمت دیدار سے محروم مت رکھنا مجھے	حضرت بابا ساسی دلربا کے واسطے
۱۵ جمادی الآخر ۱۰۷۲ھ - سوخار	مست کر توحید سے ہشیار رکھ تصدیق میں	خواجہ میر کمال با صفا کے واسطے
۳۱ ربيع الاول ۱۰۹۱ھ - بخارا شریف	نقش غیر حق مٹا اور نقش یاد خود جما	پیشوائے دیں بہار الدین ضیا کے واسطے
۲۰ رجب المرجب ۱۰۸۰ھ - جفائیہ	دل مرا بیماری عصیانگ رہتا، بے طول	دے شفا اسکو علاؤ الدین ضیا کے واسطے
۵ صفر المنظر ۱۰۸۵ھ - بلخون	کر لے شیدا اپنا اور اپنے رسول پاک کا	حضرت یعقوب چرخاں با خدا کے واسطے
۲۹ ربيع الاول ۱۰۹۵ھ - سمرقند	روزِ محشر کفش برداری عبید اللہ کی	کر عنایت شافع روزِ خدا کے واسطے
یکم ربيع الاول ۱۰۹۶ھ - موضع خوشی	زہد و تقویٰ کر عنایت مجھ کو اپنے فضل سے	خواجہ زاہد محمد بے ریا کے واسطے
۱۹ محرم الحرام ۱۰۹۰ھ - الفراء مواع	کر مجھے درویش اپنی در کا اور دل ریش بھی	خواجہ درویش محمد با خدا کے واسطے
۲۲ شعبان ۱۰۸۸ھ - ...	خصلتیں اور خلق دے اپنے حبیب پاک کا	خواجہ اسکندر محمد با رضا کے واسطے
۲۵ جمادی الآخر ۱۰۸۲ھ - دہلی	فانی و باقی منازل کر مجھے کامل نصیب	فانی فی اللہ باقی بقا کے واسطے
۲۸ صفر المنظر ۱۰۳۷ھ - شہر شریف	الف ثانی کے مجدد شیخ احمد نام پاک	بخشدے اس غافل پیشوا کے واسطے
۹ ربيع الاول ۱۰۶۹ھ - شہر شریف	نیکوں کے ساتھ کرو سب گناہوں کا بدل	خواجہ معصوم شاہ اولیا کے واسطے
۷ جمادی الثانی ۱۰۸۲ھ - شہر شریف	قاہم رحمت مجھے کر مستعد تھے جس طرح	بوسعید خازن الرحمت عطا کے واسطے

۲۴ رزی الحجۃ ۱۱۲۶ھ - سرہند لفظ نہ ہو دنیا کی غم و شادی کچھ بیشیال
 خواجہ عبداللہ اہل رضا کے واسطے
 یکم صفر المنظر ۱۱۲۳ھ - بامیاں کرتجلی سے مجلی اس دل افسردہ کو
 حضرت خواجہ ضیف با خدا کے واسطے
 ۱۱۲۳ھ - انکی لافنی عز مشکلا نزع و قبر و حشر و میزان و صراط
 ۹ رزی الحجۃ ۱۱۲۹ھ - مکہ منظر دے عیت اور توکل صبر و سلم و زہد علم
 منظر شیخ محمد با خدا کے واسطے
 ۱۲ رزی قعدہ ۱۱۸۸ھ - لوہاری غرہ دہم دنیا اور مکر و نفس شیطان سے مجھے
 لے بچا خواجہ زمان مثنوی کے واسطے
 ۱۲۲۳ھ - قاضی کی کوٹ (سند) لب پہ ہو و صفت نبی اور ملیں ہو کر خدا
 حاجی احمد نائب خیر الوری کے واسطے
 ۱۲۲۴ھ - رتھتہ (پنجاب) نام کو ہے جس کے نسبت حسین علی
 منفرت فرما خدا اس مثنوی کے واسطے
 ۱۳ شوال ۱۲۸۲ھ - نام میں جس کے امام آیا علی کے ساتھ
 رحم کر اس مقتدائے با صفا کے واسطے
 ۲۷ صفر ۱۳۱۶ھ - کالا فغان پنجاب سوز دل اور استقامت بر شریعت عطا
 حضرت شیر محمد حق نما کے واسطے
 ۳۰ محرم ۱۳۲۵ھ - یوم حجبہ جے پور کردایت کو عنایت چشم ترا و درو دل
 مرشدی حضرت علی شیر خدا کے واسطے
 انبیائے مرسلین اور اولیاء کے واسطے
 ۱۱۲۳ھ - مجھ کو اور میرے احباب کو ہدایت کر نصیب
 اُمت احمد کی کردے مغفرت و فضل بخش
 اس حبیب شافع روز جزا کے واسطے

یادداشت

یہ کتاب میں نے ۱۳۴۵ھ میں لکھی ہے،

مُنَاجَاةُ بَخْتِ قَاضِي الْحَاجَاتِ

لمؤلفه

پاک بہت از شہت ظاہر نہاں	اے خدا ذاتِ تو بے نام و نشان
بیچ کس نے داں و نہ بنید رخت	اے خدا اے سر بلند از ہر صفت
اے خدا بیروں ہمہ کشف و کمال	اے خدا بیروں از علم و قال
اے خدا بیروں زاد را کُن بیاں	اے خدا بیروں از اوقات زماں
آرزو دارند نہ دیدند آں جمال	صد ہزاراں انبیاء صاحب کمال
دید حق دانستہ رب جل و علا	در شب معراج ختم الانبیاء
قابِ تو سینِ دنیٰ خیر البشر	یافت از حق تاج مازاغ البصر
حضرت اعلیٰ محمد مصطفیٰ	راز دارِ واقف و حی حسدا
مَا عَرَفْنَا كُنْتَ لَا أُحْصِي ثَنًا	با وجود این قرب و دیدار خدا
شکر از نے چوب را دادی ثمر	گردش افلاک و خورشید و قمر
از شجر سنگ و زمین و آسماں	قادر قدرت عیان ست و نہاں
از حجر یا قوت و لعل رنگ رنگ	از شجر برگ و گل و خوشبو و رنگ
روشنی خورشید و مہ ابر و بہار	ایں خزان و فصل و این لیل و نہار
باز او را خود خلیفہ کردہ	قطرہ آب را تو انساں کردہ
از صفہتا جملہ محسوسات کل	علم دادی، عقل دادی، واد کل
ایں سبب دانند تو قادر ترست	خواہش شاہ و گدانا میدرست

این همه اسبابها معلوم شد
 این همه اسباب ظاہر بیکماں
 سخن اقرب گفته تو قادر است
 در حدیث قدس تو گفتی خدا
 جائے دیگر در کلام اللہ گفت
 باز گفت لا تحفظوا از رستم
 این کرم این فضل و این رحمت شما
 از درت دیگر ندارم، هیچ در
 مثل من عاصی نباشد در ہماں
 مثل من خاطی کج در خلق تو
 گر چه بسیار است بار مجرمی
 پیش رحمت تو ہمہ بار گناہ
 از درت ناشادنے آید کسے
 زیں سبب اُمید دارم اے خدا
 جز تو دیگر نیست غفار و کریم
 محو کن جسد خطا سر و عیاں
 خوب می دانم کہ از ہر خدا
 صرف شد عمرم بعصیاں ای خدا
 می شنیدم ضد ز ضد ظاہر شود
 پیش صانع متاد در محکوم شد
 می نشان دادند ذات بے نشان
 علم مادر این معتمد قاصر است
 رحمت من غالب است بر غضبها
 خواہند از من استجب را خوب سفت
 جملہ عصیاں بسدگان عفو کنم
 بد درت آورد مارا اے خدا
 هیچ بہت نیست از تو دادگر
 مثل تو رحمن نباشد در زماں
 مثل تو بخشش کجا در خلق تو
 چیت پیش رحمت این مجرمی
 نیست بار آں ہمہ مثل گیاه
 می شنیدم دانم و بنم بے
 عفو کن از من ہمہ بدم و خطا
 جز تو دیگر نیست رحمن و رحیم
 از برائے پیشوائے مرلاں
 نے کھم کارے، کھم با صد ریا!
 من پشیمانم، دریغا، حسرتا
 ضد عصیاں رحمت ظاہر شود

گرنه بودم مجرم و خاطی نه
 پیش رب کے باشند یا ربے
 بارِ عصیاں بر سر دارم لبے
 جز تو دیگر نیست بخشنده کے
 مصلحت این بود عصیان و خطا
 عفو بنید بسندہ از فضل خدا
 یا الہی از برائے مصطفیٰ
 آل اطہر اہل بیت مجتبیٰ
 از برائے حمد اصحابِ رسول
 باکرم خود این دعا گرداں قبول
 وقت مردن کن مرا ایماں نصیب
 یا الہی خیر باشد خاتمہ !
 یا سرور و یا ودود یا عجیب
 از برائے آل پاک فاطمہؑ

دین و دنیا کن ہدایت راحن

از طفیل حضرت شاہ زمیں :

در نعت رکائت علیہ الصلوٰۃ والسلام

مہر و بہت ز مخلوقات کل
 مجتبیٰ و مصطفیٰ شاہِ رسل
 باعث خلق جہاں رحمت خدا
 مونس مسکین شفیع روز جزا
 منبع جود و کرم خلق عظیم
 آل محمد، احمد و حامد رحیم
 تاجدار قاب قوسین و ثنی
 وصف آل زاغ البصر شد و ماغنی
 صاحب علم و حسن جود و عطا
 سورہ طہ و یس و الفتح
 قاسم کوثر و خاتم انبیاء
 یا مدثر گفت در وصف شما
 گفت حق نشرح، منزل، محل اتی
 کرد خالق پیش تو در کشف تو
 یا مدثر گفت در وصف شما
 خالق مخلوق آل قادر خدا
 در کتبہائے سماوی و صہب تو
 کرد خالق پیش تو در کشف تو

چونکہ خالق می کند وصف شما
 راز بائے لی مع اللہ یا نبی
 این کمال مجتمع در ذات شان
 گفته حق من خالق و رب عالمیں
 یا رسول اللہ محمد مصطفیٰ
 یا رسول اللہ شفیع روز حسرت
 یا رسول اللہ حبیب حق تویی
 یا رسول اللہ امام المرسلین
 از نگاہ تو شد روشن جہاں
 از وجود تو معطر شد جہاں
 چوں کرم کردی بجال بوکر
 چوں بنگاہ لطف کردی بر عمر
 چوں اشارہ کرد بر عثمان علی
 آرزو دارم کہ آں لطف و کرم
 گرچہ ابر عاصیانم یا نبی
 نیست جز تو شافع و بادی حیم
 بہت شفاعت تو برائے عیال
 لائق عرض نہ دارم من و ہاں
 چونکہ فرمودی کہ صالح بہر حق

کہ تواند خلق در وصف شما
 راز ادھی کے رسد باہر نبی
 شد حبیب حق و شاہ مرسلان
 من منم تو رحمتہ للعالمیں
 یا رسول اللہ حبیب کبریا
 یا رسول اللہ محب مسکین گدا
 یا رسول اللہ خلیل حق تویی
 یا نبی یا رحمۃ للعالمیں
 نیست شد کفر و جہالت کافران
 دور شد بوشرک و ظلم جابلان
 آن شدہ بعد نبی خیر البشر
 نور شد آں ذات والاسربر
 باب علم یک شد و دیگر غنی
 بر ہدایت کن تو اس شاہ اُمم
 لیک در اُمت شمایم یا نبی
 نیست جز تو در صفت خلق عظیم
 دستگیری تو برائے خاطیاں
 چہ کنم دیگر نہ دارم من زباں
 بہر من طالح شد نہ نیست حق

زین سبب عرض ست از تو مصطفیٰ
 از برائے چار یار با صفا
 از برائے جملہ خاصان خدا
 خود شما انصاف فرمایند جناب
 حق شما را صدر کرده کائنات
 چونکہ صدر و بدر کرده حق شما
 بچنین سرمود در شان شما
 ہیچاکس اس مراتب کے نصیب
 خلق خالق جانب روئے شما!
 چوں نہ بنید خلق روئے را شما
 قاعدہ اینست رسول اللہ عام
 ہر کرا آئینہ پیش خود نهند
 بچنین روئے شما جانب بہ ما
 من چه گویم وصف آں والا جناب
 من چه گویم من چه دانم حال شان
 من چه فہم چه نویسم شان شان
 علم و ہنرم و وہم جملہ کائنات
 زین سبب ہر کس بعلم خود شناخت
 از حقیقت حال آگاہی نیافت
 از برائے حق و از آل عبا
 از برائے اہلبیت با حیا!
 دستگیری کن مرا روز جزا
 کیست رحمت شافع روز حساب
 بر شما تسلیم باشد و الصلوٰۃ
 رحمت عالم شفیع روز حسد
 ہست مطیع احمد مطیع جل و علا
 انت مولائی طیبی یا حبیب
 بنید و رفتند در کوئے شما
 روئے حق ست جانب روئے شما
 فرع بنید اصل، اصل بانسرعادم
 روئے اصلی پیش فرع خود کند
 گر شود عین کرم صاحب لوا
 وصف آں خالق کند با خطاب
 عارفند حیران ساکت مرسلان
 ہست قاصر علم و فہم قدسیاں
 نہ رسند آنجا رسند کائنات
 مرتبہ آں سید و الا صفات
 اس علم ہیچ کس آنجا نہ تاخت

جوں مستم اینجا رسد سرا و شکست
 بہ ز احمد کے کست حمد خدا
 بہ ز احمد کے شناسد ذات حق
 جز بخاموشی نہ دانم بہ ادب
 از دہانم اسم شان گفتن خطاست
 از خدا خواہم کہ در محشر مرا
 اے خدا ایں نعت سرور کائنات
 عفو کن از ما ہمہ بسر و خطا
 جوں خیال آنجا رسد مکشوب گشت
 نعت احمد کے کند بہ از حد خدا
 مصطفیٰ را کے بدایں بہتر ز حق
 بے ادب محروم ماند از فضل رب
 چہ کنم راہ بنجام ایری بجاست
 در صف سگھا مدینہ کن مرا
 تو برائے من بکن حجت نجات
 چونکہ بخشش عام تست جو دو عطا

نعت احمد ختم کن بر ایں دعا
 بر محمد و سلم و صل علی

نعت و رکائات علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیا صورت کیا خلق ہو کیا شان محمد
 رتبہ کا بیاں انکے عیاں اچہ بیاں ہو
 تھا عرش کو دعویٰ جو بزرگی و بلندی
 دین سب ہو منسوخ اور ناسخ ہوا انکا
 جو علم و بہت حکمت منطق میں تھے یکتا
 تو ریت زبور اور جمیع انجیل و صحائف
 اوصاف جو توریت اور انجیل میں آئے
 مخلوق بھی خالق بھی شنا خوان محمد
 جبریل ایں خادم و دربان محمد
 سب جا تاربا دیکھ کے ایوان محمد
 کیا حق نے دیا مرتبہ کیا شان محمد
 عاجز ہوئے وہ دیکھ کے برہان محمد
 قطرہ ہیں پیش شرح قرآن محمد
 پھر اسپہ گواہ ہو گیا فرقان محمد

دیکھی شب معراج میں حبشانِ محمدؐ	موسیٰ متعجب تھے تو عیسیٰ متحیر
قربان ہیں سو جان کے بر جانِ محمدؐ	یہ عرش و فلک شمس و قمر جملہ جہا بھی
سب چھپ گئے پیش رخِ لمعانِ محمدؐ	کل سابقہ انوار نبوت و ولایت
مانے ہوئے مخلوق ہے احسانِ محمدؐ	ہیں رحمتِ عالم تو شفیع روزِ برابھی
ہے ان میں چمک پر تو خشانِ محمدؐ	روشن ہیں جو یہ شمس و قمر جہا میں
گنگ ہوئے جب سُن لیا فرقانِ محمدؐ	جواہلِ عرب گونگاتے تھے جہاں کو
قرآن ہے شارحِ رخِ خشانِ محمدؐ	قرآن کے شارح ملک جن و بشر ہیں
مخلوق کے علموں سے در اثنانِ محمدؐ	ہے معرفتِ کل سے ورا ذاتِ الہی
یہ پھولِ معطر ہیں گلستانِ محمدؐ	صدیق و عمرؓ، حضرت عثمانؓ و علیؓ
یہ سب ہیں گل و رنگ گلستانِ محمدؐ	اولادِ نبی پاک کی اور زوجہ اطہا
سب میں ہے بسی بوِ چستانِ محمدؐ	ہیں چار ائمہ شرع اور چار طہا
کرتا ہے خدا جبکہ بیاں شانِ محمدؐ	کس منہ سے ہو تعریفِ محمدؐ عربی کی

جاں لاکھ ہدایت کو عنایت ہوں الہی

کرتا رہوں قربانِ سب دربانِ محمدؐ

اشعارِ منقبتِ اولیائے کبارؑ

(مؤلف کی عاجزانہ پیشکش)

نہیں منہ مودِ حق جل و علا	نہیں خوں و غم برائے اولیا
باعتِ رحمتِ شفیع روزِ جزا	بہچیں منہ مودِ حضرت مصطفیٰؐ

اولیا اُمت نشینند با خدا
 از طفیل اولیا از آسماں
 ہمیشہ دوستدارِ اولیا
 ہست قائم ایں زمین از اولیا
 از وجود اولیا، خیر الانام
 مثل بارش ہست کلام اولیا
 گرفتہ خوردند بر رب جہاں
 حق شدہ راضی دآں حق بارضا
 توجہ دانی حال خاصانِ رسول
 خوب گفتہ مولوی معسنوی
 کار پاکان را قیاس از خود گیر
 از ہدایت استجب ہذا دعا
 از برائے اولیا، و انبیاء

ہست ایں فضل و کرم جو دو عطا
 حق رساند رزق و بارش بیکماں
 نے شقی باشد نہ باشد بے نوا
 نیست باشد گرنہ باشد اولیا
 ہر بلا را رد کند ربّ الانام
 قلب مردہ زندہ گردد بر ملا
 حق کند از فضل خود شے راعیاں
 راضی شدہ طرین کے رد شد دعا
 لب بہ بند خاموش شوائے لفضل
 بازبان پہلوی در مثنوی
 گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
 یا الہی خالق ارض و سما
 حشر کن با اولیا، و انبیاء

فتوح الحرمین

فی

مُبَشِّرِ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ

زیارتِ حرمین شریفین کے موقع پر اکابرِ حضرت مولانا شاہ ہدایت علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے مکشوفات اور وارداتِ قلبی نیز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت
شاہ صاحبؒ پر عنایات و اکرام جس کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبتِ قلبی پیدا ہوتی ہے، حضور کی محبت ہی کمال ایمان ہے، اور آپ کی ذات بابرکات ہی
معیتِ قبر اور حشر کا بہترین وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ حج کے سلسلہ میں حضرت کی تعلیمات و ارشادات

اصلاحِ باطن کیلئے اکیڑ ہیں

قیمت صرف آٹھ آنہ

(ملنے کا پتہ)

محمد الیاس پریڈ کاپیور

دُرِّ لَاسَانِی

جانِ طریقت روحِ روحانیت، مکتوباتِ محبوبِ سبحانی، قطبِ صمدانی، امامِ ربانی حضرت
مجددِ اَلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، علمِ تصوف کی فارسی زبان میں وہ گرانمایہ کتاب ہے جسکی مثال آج تک
نہو سکی: ہر مکتوبِ گرامی، حقائقِ شریعت، اسرار و رموزِ الہی کا خزانہ، خدا رسی کا زینہ اور قانونِ تصوف
ہو جسکے مطالعہ سے لاکھوں تاریکِ غافلِ قلوبِ ذکر و فکرِ الہی سے منور اور ہزار ہا انسانِ قربِ حق سے شرف ہو گئے
اہلِ علم نے اس مقدس کتاب سے ہمیشہ کسبِ فیض کیا ہے، اور اب تک اپنے
معمولات میں رکھتے آئے ہیں۔

اُمتِ مرحومہ کی عام نفع رسانی کی خاطر مجد و ملت حامی سنت قاصد بدعت عالمِ طبعی فاضل
لودعی شریعت پناہ حقیقت آگاہ واقف اسرارِ خفی و جلی صوفی سینہ صاف یادگار صوفیائے اسلاف سید
و آقائی مرشدی و مولائی حاجی اکرمین الشریفین مولانا شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری
نور اللہ مرقدہ نے نہایت با محاورہ سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ و شرح فرما کر کنزِ مخفی کو ایسا ظاہر و باہر
فرمادیا ہے کہ اب ہر معمولی استعداد کا آدمی بھی اس بحرِ ذخار میں غوطہ زن ہو کر گوہرِ نایاب اور درِ لاسانی حاصل کر کے

فائز المرام ہو سکتا ہے۔ اس واسطے اس مفید مبارک تالیف کا نام اعلیٰ حضرت نے در لاسانی تجویز فرمایا ہے۔

جسکے تین حصے ہیں اول۔ دوم۔ سوم۔ ضخامت حصہ اول ۱۶۴ صفحات۔ حصہ دوم ۱۰۰ صفحات۔ حصہ

سوم ۱۲۸ صفحات۔ طباعت و کتابت دیدہ زیب و دل فریب ہے۔ الغرض یہ کتاب حسنِ ظاہری و برکت

مغوی کا مرتفع ہے۔ ہر حصہ حصص کے ہدیے دو دو روپے ہیں۔

سالکانِ راہِ طریقت و طالبانِ رموزِ شریعت تہ ذیل سے طلب فرمائیں

محمد الیاس۔ پریٹ۔ کانپور

